حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

تالیف
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph 042 7352022
Mob 0300-4477371

Marfat.com

111306

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ
مصنف: محمد حسیب القادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: -/120

ملنے کا پتہ
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

Marfat.com

انتساب

اعلیٰ حضرت محمد ابراہیم ناچیز قادری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

Marfat.com

دل اس پر رشک کرتا ہے کہ آنکھ کو لذتِ دیدار ملی
اور آنکھ اس پر رشک کرتی ہے کہ دل کو لذتِ فکر ملی

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
حرفِ آغاز	7
محبت کا بیان	9
مختصر تعارف	28
ولادت باسعادت	30
ابتدائے حال	32
روم آمد	35
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا روم میں پہلا وعظ	37
مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	41
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان باقاعدہ ملاقات	44
شاہِ قونیہ کا بلاوا	70
حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ	77
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کا حکم	80
شاہ قونیہ کا ہولناک انجام	86
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں	91
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی قونیہ واپسی	93
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی دمشق روانگی	96

Marfat.com

زیارت اصحابِ کہف	99
دوبارہ روم روانگی	104
وصالِ پاک	107
اوراد و وظائف	109
مدحت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بزبانِ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	111
فرمودات	113
مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے چند اکتسابات	114
وصال مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	135
حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب برصغیر پاک و ہند کے نامور صوفی حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ	138
علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت	154
کلام مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	155
کتابیات	160

Marfat.com

حرفِ آغاز

اول حمد ثناء الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اس دا نام چتارن والا ہر میدان نہ ہردا

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو دونوں جہانوں کا خالق و مالک ہے اور اس کے حبیب رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بے شمار درود و سلام۔ اللہ عزوجل کا کروڑہا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیاری امت میں پیدا فرمایا اور ہمیں دین فطرت یعنی دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا جو سلسلہ شروع فرمایا اس کا اختتام حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر ہوا۔ آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کے مقام پر فائز کیا اور آپ ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے باہمی اخوت و بھائی چارے کی تعلیم دی اور ہمیں مساوات کا درس دیا۔ آپ ﷺ کی اتباع کو اللہ تعالیٰ نے روزِ محشر تک کے تمام انسانوں کے لئے لازم و ملزوم قرار دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلایا اور لوگوں کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی تلقین کی اور انہیں دین اسلام کی روشنی سے مالا مال کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے فیض یافتہ تابعین نے اور تابعین کی صحبت سے فیض یافتہ تبع تابعین نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام کی شمع کو روشن رکھا۔ بعدازاں یہ ذمہ داری اُمت محمدیہ ﷺ کے برگزیدہ بندوں پر آن پڑی جنہوں نے ہر مشکل دور میں اس ذمہ داری کو نہایت احسن طریقہ سے ادا کیا۔

Marfat.com

قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم!) جولوگ دن رات اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اوراس کی رضا چاہتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان پر توجہ خاص مبذول فرمائیں۔"

چنانچہ معرفت الٰہی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص سے ان برگزیدہ بندوں کو حاصل ہوئی اس سے ان برگزیدہ بندوں کا باطن ماسویٰ اللہ سے خالی ہوگیا اور اللہ عزوجل کے ان برگزیدہ بندوں کے قول و فعل میں تضاد ختم ہوگیا پھر اللہ عزوجل کے یہ برگزیدہ بندے اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے ان برگزیدہ بندوں کی شان کے متعلق فرمایا:

"اگر تم معرفت الٰہی کو کامل پالیتے تو پھر تم دریاؤں پر خشک قدم چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔"

انہی نیک اور برگزیدہ ہستیوں میں ایک نام حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے جن کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نابغہ روزگار عالم دین تھے اور دین اسلام کے تمام مروجہ علوم مثلاً منطق، فلسفہ، قرأت و تجوید میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سے والہانہ عشق تھا جس کا اظہار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے بھی ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات کو بیان کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد حسیب القادری

Marfat.com

محبت کا بیان

قرآن مجید میں سورۃ المائدہ میں فرمانِ الٰہی ہوتا ہے:

''اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی حق تعالیٰ کے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ کو محبوب رکھے گی اور اللہ ان کو محبوب رکھے گا۔''

محبت کا مفہوم کسی شے کی جانب طبیعت کا مائل ہونا ہے اور اگر اس شے کی جانب مائل ہونے میں طبیعت میں شدت پائی جائے تو وہ ترقی کر کے ''عشق'' کہلاتا ہے۔

اہل لغت کہتے ہیں کہ محبت ''حبہ'' سے ماخوذ ہے اور حبہ کے معنی تخم کے ہیں جو زمین پر گرتا ہے لہٰذا حُب کا نام حُب رکھا گیا۔ چنانچہ اصل حیات اسی میں ہے جس طرح اشجار و نباتات میں ہے۔ حَب یعنی تخم ہے جس طرح میدان میں بیج کو بکھیرا جاتا ہے اور پھر مٹی میں چھپا دیا جاتا ہے۔ بعدازاں اس پر پانی ڈالا جاتا ہے، سورج کی شعاعیں اس پر پڑتی ہیں، گرم و سرد موسم سے اس کو واسطہ پڑتا ہے لیکن زمانے کے تغیرات اس کو نہیں بدلتے یہاں تک کہ وہ پھل دیتا ہے اسی طرح محبت کا بیج جب دل میں جگہ پالیتا ہے تو پھر کوئی شے اسے نہیں بدل سکتی۔ محب کے دل میں جب مالک حقیقی کی محبت کا بیج جگہ پالیتا ہے تو پھر اس کے دل میں محبوب کے کلام کے سوا کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔

محبت کی دو اقسام ہیں۔ ایک جنس کی محبت دوسرے ہم جنس کے ساتھ اور ایسی محبت نفس پرستی کہلاتی ہے اور ایسا طالب محبوب کی ذات کا عاشق اور اس پر فریفتہ ہوتا ہے۔ دوسری قسم کی محبت غیر جنس کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسی محبت اپنے محبوب کی کسی صفت پر

Marfat.com

سکون وقرار حاصل کرنے کا نام ہے تاکہ وہ اس خوبی سے سکون پائے اور انسیت حاصل کرے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو شریک جانتے ہیں اور خدا کی محبت کی مانند ان سے محبت کرتے ہیں لیکن ایمان والے ایسے ہیں جو صرف اللہ سے ہی محبت کرتے ہیں۔''

چنانچہ اللہ عزوجل سے محبت کرنے والوں کی بھی دو اقسام ہیں۔ اول وہ جنہوں نے اپنے اوپر حق تعالیٰ کا انعام واحسان دیکھا اور اس کے دیکھنے کی وجہ سے اس سے محبت کے متقاضی ہوئے اور دوم وہ جو تمام احسانات وانعامات کو غلبہ محبت میں مقامِ حجاب تصور کرتے ہیں اور نعمتوں پر نظر کرنے کی بجائے ان کا طریقہ نعمت دینے والے کی طرف ہوتا ہے اور یہ مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔

آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ عاشق کی صداقت تین خصلتوں میں نظر آتی ہے:

۱۔ دوسروں کے کلام کی بجائے محبوب کے کلام کو پسند کرتے ہیں۔

۲۔ دوسروں کی ہم نشینی کی بجائے محبوب کی ہم نشینی کو پسند کرتے ہیں۔

۳۔ محبوب کی رضا کو دوسروں کی رضا پر ترجیح دیتے ہیں۔

آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ عشق حقیقت میں پردہ داری کا نام ہے، راز کھول دینا، حلاوت ذکر کے باعث غلبہ وشوق طاری ہونا اور روح کا عاجز آنا حتیٰ کہ اگر جسم کا کچھ حصہ اس کیفیت میں کاٹ بھی دیا جائے تو درد محسوس نہ ہو۔

محبت کے مفہوم ومعنی میں مختلف آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ محبت راہِ خدا کی اساس وبنیاد ہے اور اسی پر تمام احوال ومقامات اور منازل کی بنا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت میں زوال ممکن نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے قلوب کو ان کے

Marfat.com

اجسام سے سات ہزار سال قبل پیدا فرمایا اور انہیں اپنے قربِ خاص میں رکھا۔ اس کے بعد محبت کے درجہ میں رکھا۔ پھر ان کے باطن کو ان کے اجسام سے سات ہزار سال قبل پیدا کیا اور انہیں وصل کے درجہ میں رکھا اور روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ ظہورِ جمال سے باطن کو تجلی بخشی اور تین سو ساٹھ مرتبہ نظر کرامت ڈالی۔ پھر محبت کا کلمہ سنایا اور تین سو ساٹھ مرتبہ دلوں پر انس و محبت کے لطائف ظاہر کئے یہاں تک کہ انہوں نے ساری کائنات پر نظر ڈالی تو کسی مخلوق کو اپنے سے زیادہ صاحب کرامت نہ پایا اسی بناء پر ان میں فخر و غرور پیدا ہوا۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان سب کا امتحان لیا اور باطن کو جسم میں مقید کر کے روح کو دل میں محبوس کیا اور دل کو جسم میں رکھا۔ پھر عقل کو ان میں شامل کیا اور انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر انہیں حکم دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے مقام کی تلاش میں نکلا اور اللہ عزوجل نے اسے نماز کا حکم دیا تاکہ جسم تو نماز میں ہو اور دل محبت الٰہی میں غرق ہو۔ جان قربت کا مقام حاصل کرے اور باطن وصالِ حق سے سکون پائے۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کو اٹھارہ دن تک قید میں رکھا گیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا: حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج نہیں میں تمہیں کل بتاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قید سے نکال کر فردِ جرم عائد کرتے ہوئے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابوبکر (رحمۃ اللہ علیہ)! محبت کا آغاز جلنا اور انجام قتل ہے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت وہ ہے جو اپنی تمام صفات کو محبوب کی طلب اور اس کی ذات کے اثبات میں فنا کر دے۔ یعنی صرف محبوب باقی رہ جائے اور محبّ فانی ہو جائے اور محبوب کی بقاء کے لئے محبت کی غیرت کی اس حد تک نفی کرے کہ محبت کا فقط تصرف رہ جائے اور محبّ کے اوصاف کی فنا ذاتِ محبوب کے اثبات کے سوا کچھ نہ رہے۔

Marfat.com

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ محبت یہ ہے کہ اپنے زیادہ کو کم جانے اور محبوب کے کم کو زیادہ جانے۔ یعنی اللہ عزوجل نے جو دنیاوی نعمتیں اسے عطا کی ہیں ان کو کم جانا جائے اور اس کی کم روحانی نعمتوں کو زیادہ جانا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہہ دیجئے کہ یہ دنیاوی نعمتیں تو بہت تھوڑی ہیں۔''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ریاضت وعبادت ومعرفت کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتیں تھیں۔ اپنے دور کی نامور قلندر تھیں۔ علم عبادت اور ریاضت میں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا نام اولیاء کرام میں نہایت عقیدت واحترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا اللہ عزوجل کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتیں۔ اللہ عزوجل سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کی محبت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی چیز کا لالچ آپ کے دل میں موجود نہیں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا صرف رضائے الٰہی کی طالب تھیں۔ ایک مرتبہ بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو تو مجھے جہنم میں پھینک دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کر دے لیکن اگر میں صرف تیری ہی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا۔

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ سالک اس حقیقت کو جان لے کہ حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ صفت کسی غیر کے لئے کسی بھی طور موزوں نہیں ہے اور اللہ عزوجل کی جانب سے سالک کو جو پہنچتا ہے وہ کم نہیں ہوسکتا اور سالک کی جانب سے جو اللہ عزوجل کی جانب پہنچتا ہے وہ بہت کم ہے۔

محی الدین حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ عاشق الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے نہ تو اپنا کوئی ارادہ رکھے اور نہ ہی اس کی کوئی خواہش باقی رہے۔ عاشق کے لئے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ ووصال کے

Marfat.com

کچھ طلب نہ ہو اور وہ ہر وقت صرف خالق حقیقی کا طلبگار رہے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق اپنے محبوب کی تلاش میں شہروں اور ویرانوں میں بھٹکتا رہتا ہے بالآخر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے محبوبِ حقیقی کا ٹھکانہ تو اس کے دل کے اندر ہے۔ عاشق بظاہر میلا کچیلا ہوتا ہے مگر اس کے اندر آبِ حیات موجزن ہوتا ہے اور اس کے سوکھے لب اس کے پیاسا ہونے کی نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں اور اس کی روح آبِ حیات کی ندی میں نہا رہی ہوتی ہے۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور اسطوانہ کے نیچے ایک ننگا اور بیمار پڑا نوجوان دیکھا۔ اس کے قلب حزین (غمگین) سے آہیں نکل رہی تھیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قریب ہو کر اسے سلام کیا اور پوچھا: اے لڑکے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں غریب عاشق ہوں۔ میں سمجھ گیا جو کچھ وہ کہہ رہا تھا اور فوراً کہا کہ میں بھی تمہاری طرح عاشق ہوں۔ اس نے رونا شروع کر دیا اور میں بھی اس کی وجہ سے رو پڑا۔ اس نے پوچھا: کیا تو بھی رو رہا ہے؟ میں نے کہا: میں بھی تیری طرح ہوں۔ اس نے با آوازِ بلند رونا شروع کر دیا۔ ایک بہت ہی بلند چیخ ماری اور اسی وقت اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں اس پر کپڑا ڈال کر کفن لینے کے لئے وہاں سے نکلا۔ میں نے کفن خریدا اور جب واپس وہاں پہنچا تو وہ اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ۔ اور پھر ایک غیبی آواز سنی جو کہہ رہی تھی: اے ذوالنون! اس غریب کو دنیا میں شیطان نے تلاش کیا لیکن نہ پا سکا۔ تیرے مال نے اسے تلاش کیا لیکن تیرا مال اسے نہ دیکھ سکا۔ رضوان (بہشت کا نگہبان) نے جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے عرض کی: وہ کہاں ہے؟ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے غیبی آواز سنی جو کہہ رہی تھی:

''بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے۔''

Marfat.com

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عشق کے متعلق فرماتے ہیں میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا کو نہیں چکھا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ اس کے بعد تیس سال اللہ عزوجل کی جستجو میں گزار دیئے۔ پھر میں نے اللہ کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب بھی اللہ عزوجل کا نام زبان سے لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ زبان کو اچھی طرح دھو لیتا ہوں۔

ایک بزرگ سے عاشق کے بارے میں پوچھا گیا: انہوں نے فرمایا: اختلاط کم رکھے، زیادہ تر تنہائی اختیار کرے، ہر وقت متفکر رہے، خاموشی اختیار کرے، آنکھ اٹھائے تو دیکھے نہیں، آواز دی جائے تو سنے نہیں، بات کریں تو سمجھے نہیں، جب کوئی مصیبت آئے غم نہ کرے، بھوک آئے تو محسوس نہ ہو، برہنہ ہو تو پتہ نہ چلے، گالی ملے تو سمجھے نہیں، لوگوں سے ڈرے نہیں، خلوت میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھے اور اس سے مانوس ہو، اس کے ساتھ مناجات کیا کرے، دنیا کے معاملے میں دنیا سے نہ الجھے۔

غنیمت داں اگر عشق مجازیست
کہ از بہر حقیقی کار سازیست

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہری طالب یا عاشق وہ ہوتا ہے جس کو ہر شے میں صرف اور صرف اپنا محبوب ہی نظر آتا ہے اور اس کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آتا اور حقیقی عاشق الٰہی وہ ہوتا ہے جو اپنا ہر معاملہ محبوبِ حقیقی سے طے کرتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے ہر فعل سے شادوخرم ہوتا ہے اور اس کا دل اس قدر صاف شیشہ کی مانند ہوتا ہے کہ اس میں اپنے محبوب کے جمال کا عکس بالکل روزِ روشن کی مانند نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے عاشقوں کے جسم و روح کے جو اپنے محبوب کے گرد پروانہ وار رقص کناں ہوتے ہیں باقی دنیا میں گردش بغیر غرض کے نہیں ہوتی۔ یہ عاشق ذات کل کا ہوتا ہے اور یہ جزوی چیز کے عاشق نہیں ہوتے کیونکہ جو جزو کا

Marfat.com

عاشق ہوا وہ کل سے دور ہو گیا۔ جب کوئی جزو کسی جزو کا عاشق ہوا تو اس کا معشوق جلد ہی اپنے کل کی طرف چلا جاتا ہے یعنی ہر چیز کو فنا ہے اور سب کو اسی حق کی طرف رجوع ہونا ہے مثلاً اس احمق کی داڑھی نے غیر حق کا غلام بننا چاہا۔ کمزور کا سہارا لیا اس لئے ڈوبا اور یہ مجازی معشوق اس لائق نہیں ہیں کہ بیمار کی تیمارداری کر سکیں یا اپنے عاشق مالک کی خدمت کر سکیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ برا کام کرنا ہے تو بلند ہمتی سے کام لے کر آزاد عورت کے ساتھ کرو اور چوری کرنی ہو تو کم از کم موتی کی چوری کرو۔ مجازی عشق کا انجام یہ ہے کہ کوئی معشوق غلام جب اپنے مالک سے جا ملا تو اس عاشق کی حالت زار یہ ہوتی ہے کہ اس کی جوانی پھول کی خوشبو کی طرح اڑ جاتی ہے اور وہ کانٹے کی طرح سوکھ جاتا ہے۔ اس احمق کی مثال ایسی ہے جو شمع حقیقت کی روشنی دیوار پر دیکھے اور حیران ہو جائے پھر وہ اس دیوار کا عاشق ہو جائے کیونکہ اسے اس میں نور کی تجلی نظر آئی۔ اب اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ مجازی ہے اور سورج کا عکس ہے۔ جب یہ روشنی اپنے اصل یعنی سورج سے جا ملی اور دیوار سیاہ ہو گئی تو پھر وہ احمق اپنے مطلوبِ حقیقی سے دور ہو گیا جس سے اس کی ساری محنت برباد ہو گئی۔ پس اگر تم کہو کہ چونکہ جزو کل سے ملا ہوا ہے تو عشق مجازی بھی عشق حقیقی ہے تو پھر پھول کی بجائے کانٹا کیوں نہیں کھا لیتے کیونکہ کانٹا بھی تو پھول سے جڑا ہوا ہے۔ اب یہ کہ جزو تو پوری طرح کل سے متصل ہے مگر ملا ہوا نہیں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو رسولوں کو مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجنا بے کار ہوتا جبکہ رسول مخلوق کو حق سے واصل کرانے کے لئے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے نوجوان کے نزدیک سے گزرے جو باغ میں پانی لگا رہا تھا اس نے آپ سے کہا کہ بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ رب العزت اپنے عشق کا ایک ذرہ مجھے مرحمت فرما دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ایک ذرہ تو بہت زیادہ ہے تم اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس نے کہا: تو پھر نصف ذرہ ہی عطا فرما دے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پروردگارِ عالم سے دعا مانگی: یا اللہ! اسے اپنے عشق کا نصف ذرہ مرحمت فرما دے۔ یہ دعا مانگنے کے بعد آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔

Marfat.com

کافی عرصہ کے بعد ایک دن پھر اسی راستہ سے آپ کا گزر ہوا اور اس جوان کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور پہاڑوں پر چلا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پروردگارِ عالم سے دعا مانگی: یا اللہ! اس جوان سے میرا سامنا کرا دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ وہ جوان پہاڑ کی ایک چوٹی پر کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھے جا رہا ہے۔ آپ نے اسے سلام کیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی موجود ہو وہ کس طرح انسانوں کی بات سن سکتا ہے۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! اگر اسے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے احساس تک نہ ہو گا۔

عشق کی راہ میں بے شمار مقامات آتے ہیں اور کئی مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں عشق کمزور پڑ جاتا ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے جبکہ کئی مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں عشق مضبوط اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ کے اولیاء کی یہ خاصیت ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نفس امارہ کی دسترس میں نہیں جاتے کیونکہ اللہ عزوجل خود ان کے احوال کا نگہبان ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے غیبی ندا سنی کے کب تک اسم ذات کے ساتھ وابستہ رہو گے۔ اگر طلب صادق ہے تو مسمی کی جستجو کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ندا سنی تو عشق الٰہی میں ایسے غرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ دریا کی ایک موج نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر کنارے پر پھینک دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کیفیت کے ساتھ آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی گلزار ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت میں کئی مرتبہ اپنی جان دینے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

اللہ عزوجل جس دل میں اپنی محبت بڑھ دیتا ہے اس پر دوسری محبتیں خود بخود ہی زائل ہو جاتی ہیں۔ محبت بڑھ کر عشق کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور عشق دل میں ہجر و فراق

Marfat.com

کی آگ کو بھڑکاتا ہے۔ تمام خواہشاتِ نفسانیہ کو روند ڈالتا ہے اور عاشق فراقِ محبوب میں شب و روز گریہ و زاری کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دل کا شیشہ صاف چھلکنے لگتا ہے اور چہرۂ مقصود نظر آجاتا ہے۔ وہ معرفت و عرفان کے ساتھ نئی زندگی پاتا ہے۔ سالک آغاز میں خود کو غیر خدا سمجھتا ہے اور حصولِ عرفان کے بعد خود کو عین خدا سمجھتا ہے۔ یہ ایک نئی اور عجوبہ زندگی ہے اور عاشقوں کو اگر وصالِ الٰہی کی امید نہ ہو تو وہ تڑپ تڑپ کر مر جائیں۔ بلوغِ اجل سے مراد اجلِ فنا ہے اور مومن کو ملے بغیر راحت نصیب نہیں ہوتی۔ عاشقانِ الٰہی ہر وقت ہجر و فراق میں گریہ و زاری کرتے ہیں اس لئے اللہ عزوجل ان پر مہربان ہو کر ان کو اپنے انعامات اور قرب کی بشارت دیتا ہے یہاں تک کہ وقت معین آن پہنچتا ہے اور انہیں قربِ الٰہی کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

''مرنے سے پہلے مر جاؤ۔''

جب تک سالک اپنی ہستی سے فانی نہ ہو۔ ذاتِ حق تبارک و تعالیٰ کے ساتھ باقی نہیں ہو سکتا۔ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ دولت وصال حاصل ہونے سے پہلے عاشقوں کو قرب و وصال کی خوشخبری اس لئے دیتا ہے کہ شاید شوقِ الٰہی کے سبب ان کی محبت حد سے گزرے اور ان کی قوتیں منقطع ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو جائیں۔

حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل فید کے اصرار پر ان کے ہاں وعظ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وعظ کیا تو اہل فید پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قندیلوں کو مخاطب کر کے اپنا خطاب شروع کر دیا اور فرمایا کہ اے قندیلو! میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کا مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ باہم ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ محبت کا مفہوم بیان کر رہے تھے کہ ایک کبوتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں آکر اتر گیا۔ پھر وہ کبوتر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنی چونچ سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی

Marfat.com

چونچ لہولہان ہوگئی اور اس نے وہیں دم توڑ دیا۔

سچے عاشق کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ محبوبِ حقیقی کی خاطر اپنی جان کو بھی خاک میں ملا دیتا ہے اور اگر محبوب کی جانب سے تقاضا ہو کہ وہ اپنی قربانی پیش کرے تو وہ اپنا سر بھی محبوب کی خاطر کٹوا دیتا ہے۔ عاشق حقیقی اپنے محبوبِ حقیقی کے تقاضے پر کبھی کسی بات پر حیل وحجت کا اظہار نہیں کرتا۔ چنانچہ اس کے اس فعل کی بدولت محبوبِ حقیقی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اسے اپنے دیدار وقرب سے نوازتا ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ ''مثنوی مولانا روم'' میں فرماتے ہیں کہ عاشق لوگ خوشی کے جام اس وقت پیتے ہیں جب وہ اپنے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو جاتے ہیں۔

اصحابِ رسول اللہ ﷺ نفس کی دغابازیوں اور فریب کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کرتے تھے کیونکہ وہ اپنے نفس کے عیبوں کو ختم کرنا چاہتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ انہیں ان کے عیوب سے آگاہ کریں اور وہ اپنے باطن کی اصلاح کریں اور نفس کے مکروفریب سے بچ سکیں اور ان کے عشق میں دنیا کے میلان کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی کمی نہ آنے پائے۔

محی الدین حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عاشق مولا کے لئے دنیا ہی جنت ہے کیونکہ وہ خلق کو اپنا محبوب دیکھتا ہے اور خلق کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ جس دل میں عشق الٰہی سما جاتا ہے وہ دل غیر اللہ کے خس وخاشاک سے پاک ہو جاتا ہے۔ سلطان عشق وقلب سے ہر چیز کو باہر نکال دیتا ہے اور اس قلب میں صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔''

عاشقوں کے دل عشق الٰہی کے باعث موم کی طرح نرم وملائم ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کا محبوب جس طرف چاہتا ہے ان کے دل کو موڑ دیتا ہے۔ عشق الٰہی کی تپش ہی

Marfat.com

اس قدر ہوتی ہے کہ عاشق کا دل پگھل جاتا ہے اور وہ خود کو مکمل طور پر محبوب کے حوالہ کر دیتا ہے۔ عاشق خود کو محبوب کے حوالے اس طرح کرتا ہے جس طرح مردہ کو غسال کے حوالے کیا جاتا ہے کہ غسال جس طرح چاہتا ہے مردے کو اِدھر اُدھر موڑتا رہتا ہے۔

ہر معشوق اپنے عاشق کے دل کی غیرت کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے دل میں سوائے اپنے معشوق کے کسی چیز کی بھی محبت ہو۔ اگر اس کی محبت اپنے معشوق کے سوا کسی اور شے کے ساتھ بھی ہو تو معشوق اس شے کو ہلاک کر دیتا ہے اور معدوم کر دیتا ہے تا کہ عاشق کے دل میں صرف اپنے معشوقِ حقیقی کی محبت باقی رہ جائے۔

عشق سے متعلق ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ کا عشق ہو سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ کو کسی سے عشق ہو یہ کہنا جائز نہیں ہے۔ اس جماعت کا یہ بھی قول ہے کہ عشق ایسی صفت ہے جو اپنے محبوب سے روکا گیا ہو اور بندہ کو حق تعالیٰ سے روکا گیا ہے اور حق تعالیٰ بندہ سے رکا ہوا نہیں ہے اس لئے بندہ پر تو عشق کا استعمال جائز ہے لیکن حق تعالیٰ پر اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

حضرت شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے کم سنی میں ہی حج کا ارادہ کیا اور والدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ والدہ نے اجازت دے دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل کی حاجت پیش آئی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیداری کے بعد یہ خیال کیا کہ میں والدہ سے چونکہ بغیر کسی عہد و پیماں کے نکل کھڑا ہوا ہوں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر واپس لوٹ آئے۔ گھر پہنچے تو والدہ کو دروازہ میں کھڑے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے مجھے اجازت نہ دی تھی؟ والدہ نے کہا کہ بے شک میں نے تمہیں اجازت دی تھی لیکن تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگتا تھا اس لئے میں نے خود سے یہ عہد کیا کہ جب تک تم گھر واپس نہیں آجاتے میں دروازے پر کھڑی ہو کر تمہارا انتظار کروں گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب والدہ کے اس ارادے کا پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ ترک کر دیا۔ والدہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر حج کے لئے روانہ

Marfat.com

ہوئے تو راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک قبر سے ہوا جس میں موجود مردہ ہنس رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے؟ مردہ نے جواب دیا کہ عشق خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

خواجہ خواجگان' سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عارفوں کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز سو ہزار تجلیاں عکس فگن ہوں۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی اچھی طرح تصریح و تشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوار الٰہی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پرکھنے والے جوہریوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے اور اس کے عارف ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں' بیٹھا ہو تو دوست کے تصور میں' سوئے تو دوست کے خیال میں۔ حتیٰ کہ عالم بیداری میں عظمت الٰہی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کیلئے بھی دوست کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عاشق بننے کا خواہش مند ہے تو اسے چاہئے کہ وہ محبوبِ حقیقی کا دامن مضبوطی سے تھام لے اور محبوب اس سے جان کا بھی متقاضی ہو تو جان دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔ عاشق کو کبھی ناامید نہ ہونا چاہئے اور جیسے جیسے اس کا عشق پروان چڑھتا جائے اس کی امید اتنی ہی بڑھتی جانی چاہئے۔ محبوب اس کو ہزار بار بھی دھتکارے مگر وہ پھر بھی اس کی امید کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات کا عشق دونوں جہان میں درست نہیں البتہ ادراکِ ذات کا عشق ممکن ہے مگر حق تعالیٰ کی ذات مدرک نہیں ہے لہٰذا اس کی کسی صفت کے ساتھ ہی عشق و محبت درست ہو سکتا ہے اس کی

Marfat.com

ذات کے ساتھ درست نہیں ہوسکتا۔

ایک مرتبہ ایک محفل میں ہر شخص عشق کے بارے میں اپنے تجربات بیان کر رہا تھا۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی حقیقت کے بارے میں فرمایا کہ دوستو! عشق میں ہر شخص کے تجربات نئے نئے اور انداز جدا جدا ہوتے ہیں مگر حقیقی عشق وہی ہے کہ عارف حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر ہی کہہ پائے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حیرت غلبہ عشق طاری ہوگیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ذیل کی رباعی جاری ہوگئی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے:

آں کس کہ شناخت جاں راچہ کند
فرزند و عیال و خاناں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بدہی
دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند

"جو تجھے پہچان گیا ہے وہ اس جان کا کیا کرے گا۔ بیوی بچوں اور گھر کا کیا کرے گا۔ تو نے اسے اپنا دیوانہ بنا کر دونوں جہان بخش دیے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہان کا کیا کرے گا؟"

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کو پانا آسان نہیں ہے۔ جس نے عشق کی حقیقت کو پالیا اس نے ساری کائنات کو پالیا۔ جس طرح مجازی عاشق کی آنکھیں ہر وقت خون سے رنگی ہوتی ہیں اور سرخ رنگ بے نور ہوتا ہے۔ اس کا چہرہ اجاڑ ہوتا ہے اور وہ ہر وقت خیالوں میں کھویا رہتا ہے۔ مجازی عاشق کے مقابلہ میں اللہ والوں کی یہی کیفیات قدرے فرق کے ساتھ موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً اس کی آنکھیں بھی سرخ مگر خاص چمک لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ اس کا دل بھی کھویا رہتا ہے مگر یار کی تلاش میں اور یہی عشق حقیقی کی نشانی ہے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

سالکانِ راہ وہ لوگ ہیں جو سر سے لے کر ناخنوں تک دریائے محبت میں غرق ہیں اور کوئی ساعت ایسی نہیں گزرتی کہ ان پر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہ برستا ہو۔

علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی وہ عشق ہے جس کی تڑپ میں ایک خاص قسم کا سوز ہوتا ہے' ایک خاص قسم کی مستی اور بے خودی پائی جاتی ہے۔ اس کیفیت کی خوشبو ہر سو پھیل کر اپنی موجودگی کا پتہ دیتی ہے اور یہ خوشبو چھپائے بھی نہیں چھپتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے جہاں بھی ہوں مخلوق ان تک پہنچ جاتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ پر عشق کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز بعض عاشقوں کی گردن میں نوری زنجیر ڈال کر فرشتے جنت کی جانب کھینچیں گے مگر وہ لوگ زنجیر کو ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے عرش کے نیچے کھسک جائیں گے کہ دیدار الٰہی سے دل کو ٹھنڈا کریں پھر حکم ہوگا کہ نور کی اور زنجیریں انہیں پہنائی جائیں۔ چنانچہ ان کی گردن میں ایسی ہزار ہا زنجیریں اور ڈالی جائیں گی مگر جب ان کو کھینچا جائے گا تو یہ شور مچائیں گے۔ اس وقت ندا آئے گی کہ دیدار کا وعدہ تو جنت میں تھا۔ یہ سن کر وہ لوگ جنت میں داخل ہو کر اپنے دلی مقصد کو پائیں گے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت نہ ظلم سے کم ہوتی ہے اور نہ نیکی و عطاء سے بڑھتی ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں محبت میں سبب ہیں اور اسباب' ظاہر وجود کے حال میں فناء ہوتے ہیں۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے بقول محبت کی بنیاد اتحاد روحانی پر مستحکم ہے اور عاشق و معشوق کی روح دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ تو واحد ہے عہد نہیں۔ جس طرح حروف کی پیدائش نون کے نقطہ سے ہوتی ہے اور اس نقطے کے ردو بدل سے حروف کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں یا سونے سے مختلف زیورات کے نمونے بنائے جاتے ہیں اور ان کے نام بھی مختلف ہوتے ہے۔ بالکل اسی طرح انسان بھی ذات احد کا ایک منظر ہے اور غلبہ عشق کی وجہ سے اس نے مختلف صورتیں اور مختلف نام اختیار کر

4114 111506

Marfat.com

رکھے ہیں۔

سچا عشق کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور اس میں ذرا سی غلطی عاشق کو سولی پر چڑھا دیتی ہے۔ شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی اندرونی کیفیات عشق کی غماز ہوتی ہیں اور انہیں سے ایوانِ قلب کے دریچے کھلتے ہیں اور راہِ حق دکھائی دیتی ہے۔ جب عاشق پر خشیت الٰہی طاری ہوتی ہے تو وہ ہجر میں آنسو بہانے لگتا ہے۔ اس کے دل سے ایک دھواں سا اٹھتا ہے جو اس کی طلب کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہمہ وقت محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غزنی میں میری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوئی جو اہل محبت میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ اے درویش! عشق الٰہی کی انتہا ہے یا نہیں۔ فوراً چیخ پڑے اور مجھے کہا اے جھوٹے! عشق الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت خدا کی آگ وہ تلوار ہے جو جس جسم سے بھی گزرتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

عاشق الٰہی وہ عاشق ہے جو اپنے ارادہ، یقین میں پختگی اور ایمان میں کامل ہوتا ہے اور وہ استقامت کے ساتھ اپنے عشق کے ساتھ قائم رہتا ہے اور ایسی حالت میں اگر اللہ عزوجل کی جانب سے قربانی بھی مانگی جائے تو کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔

بقول حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ!

تو برحسن حقیقی جان فدا کن

کہ حسن دلبراں موج سراب است

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کیفیت کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں محبوب کے عشق حقیقی میں ہمہ وقت آگ پر محو رقص ہوں۔ کبھی غلطی سے خاک میں لوٹتا ہوں اور کبھی سولی پر چڑھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس عشق میں اس قدر بدنام ہو گیا ہوں اور اب پکار رہا ہوں۔ اے پاکباز! اب تو میرے پاس آ جا۔ میں رسوائی

Marfat.com

سے کسی بھی طرح نہیں ڈرتا اور بازار میں کھلے عام رقص کر رہا ہوں۔ اے مطرب ساقی! آ اور اپنے سماع وشوق سے مجھے نوازتا کہ میں اس کے وصل کی خوشی میں قلندرانہ طور پر رقص میں محو رہوں۔ اگر تم صوفی بننا چاہتے ہو تو آؤ تا کہ میں تمہیں خرقہ پہنا دوں۔ یہ کیسی خوبصورت زنار ہے جس کو دیکھ دیکھ کر میں محو رقص ہوں۔ لوگ بار بار مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اے گداگر! کیوں ناچ رہے ہو؟ وہ نہیں جانتے میرے دل میں وہ راز کی طرح پوشیدہ ہے جس کی وجہ سے میں محو رقص ہوں۔ گو کہ دنیا والے مجھ پر اس کے باعث ملامت کرتے ہیں مگر مجھے اپنے اس ذوق وشوق پر بے حد ناز ہے کہ میں اپنے محبوب کے سامنے محو رقص ہوں۔

کسی سے عشق یا پھر مجازی یا حقیقی ہوتا ہے۔ شاید ہی کوئی انسان ایسا ہوگا جسے کسی قسم کی محبت نہ ہوگی۔ محبت کی چار اقسام ہیں۔ اول ذات' دوم صفاتی' سوم افعالی اور چہارم آثاری۔ حفظ مراتب میں عاشقوں کا ایک ضابطہ ہوتا ہے اور جب تک وہ کمال عشق کو نہیں پہنچتے فنا فی اللہ نہیں ہوتے اس دوران وہ اس کے جمال سے بچتے ہیں اور جمال کے ہی طلبگار ہوتے ہیں۔ عشق ایک ایسی آگ کی مانند ہے جو تن دن کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ عدم اصلی کو پہچانتی ہے' کندن بناتی ہے یعنی عاشق حقیقی ایک بجلی کی مانند ہے جو مرشد کامل کی توجہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی نظر رحمت کی بدولت ایک عالم کو روشن کرتی ہے۔

بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ!

شاد باش اے عشق خود سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما

حضرت ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی میں پہاڑوں جیسی مشقت پائی جاتی ہے۔ بے شمار اذیتیں جھیلنا پڑتی ہیں جن کے بغیر عاشق منزلِ مقصود کو نہیں پا سکتا۔ عشق میں صبر وتحمل کا مظاہرہ' قوتِ برداشت اور رضائے الٰہی کے آگے سر جھکانا لازمی

Marfat.com

ہے ورنہ عشق کا دعویٰ بے معنی ہے۔ جب عاشق تمام منازل کو صبر و تحمل سے طے کر لیتا ہے تو وہ اپنی منزلِ مقصود کو پالیتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق ایک بے رحم شکاری باز ہے۔ جس طرح شکاری باز دیگر پرندوں کو آزادانہ شکار نہیں کھیلنے دیتا اور بڑی بے رحمی کے ساتھ ان کا گشت نوچ ڈالتا ہے اس طرح عشق بھی عاشق کا گوشت نوچ ڈالتا ہے اور اس کے حملوں سے بچنا بہت ہی مشکل ہے۔

حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ سے محبوبِ حقیقی کی معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبوبِ حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے کچھ اس سمندر کا ایک قطرہ حاصل کر پاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو تمام سمندر دل میں سموئے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر بھی مدہوش نہیں ہوتے۔

عشق حقیقی کی جتنی تعریف کی جائے اتنی ہی کم ہے کیونکہ پیدائش اس کی اور ظہور اس کا ہے اور طریقت سے جیسے برق تمام اجسام کی رگ و جان میں بالقوہ موجود ہوتی ہے اور ظہور اس کا یا خود بخود قدرتِ الٰہی سے ہوتا ہے جیسے بادل کی بجلی ہے یا ترکیب وصنعت سے جیسے بیڑی کی بجلی ہے ایسے ہی برقِ عشق الٰہی یا خود بخود اس کے دل میں ظہور کرتی ہے یا جذب پہلے ہوتا ہے اور سلوک پیچھے۔ عشق حقیقی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ معشوقِ حقیقی سے دھن لگائے رکھتا ہے اور سوائے خیالِ معشوق کے اور کوئی خیال یا خطرہ کو دل میں نہیں آنے دیتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فنافی اللہ کو روحانی ارتقاء کا تیسرا اور آخری درجہ سمجھتے ہیں۔ جب مردِ راہِ حق میں اپنے آپ کو تربیت کے لئے کسی بزرگ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر قلب کو زندہ کر لیتا ہے تو اس کو فنافی الرسول کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا

Marfat.com

ادراک کر لیتا ہے اور اسے علم الیقین، عین الیقین سے آگے حق الیقین کی صفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ فنافی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور فنافی اللہ وہ ہوتا ہے جسے بقاباللہ کا مرتبہ حاصل ہو اور یہ اصل میں ''غرق فی التوحید'' کا مقام ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اللہ اور اس بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ فنافی اللہ عشق کا آخری مقام ہے۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک مرید اپنے مرشد کامل کی رہبری میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل طے نہ کرے تو اسے عشق حقیقی کی آخری منزل فنا حاصل نہیں ہو پاتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روح اور الٰہی وصال و ملاپ کا ایک ایسا سربستہ راز ہے جسے ماسوائے حصول عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد کامل کی صحیح نگاہ کرم اور نظر تربیت کے اس دروازہ عشق سے گزرے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بحر سے گزرے بغیر آگے کوئی راہ سجھائی نہیں دیتی اور جب وہ بتوفیق الٰہی اس سمندر کی حدود پھلانگ لیتا ہے تو وہاں سے اسے اب اپنی بشریت کے تمام تقاضوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں تبھی اسے مقام وحدت پر رسائی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے نور سے نور کو جدا کیا اور نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم کیا۔ پھر اس نور کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے کائنات کو تخلیق کیا۔ پس سب نوروں میں مقدم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ٹھہرا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ بھی ملا وہ عرشِ معلیٰ سے ہی ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں اللہ عزوجل خود قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو یہ کائنات بھی کبھی وجود میں نہ آتی۔ روزِ اول سے ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اس بات کی خواہش تھی کہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوں۔

ایک شخص کو خدا کی محبت اور ایک کو رسول رحمۃ اللہ علیہ کی محبت ہے کون خدا کے نزدیک پیارا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے وہ پیارا ہے کیونکہ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی محبت کے بغیر اللہ عزوجل کی ذات سے محبت ناممکن ہے اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کو پس پشت رکھ کر اللہ عزوجل سے محبت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے اور وہ حقیقت میں اللہ عزوجل کی محبت کو کبھی پہنچ بھی نہیں سکتا۔

بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ!

چونتو کردی ذات پیری را قبول

ہم خدا آمد وہم ذاتِ رسول ﷺ

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ پر اپنی جان و دل قربان کر دیجئے اور ان کے فرمان پر دل و جان سے ایمان لائیے کیونکہ اللہ عزوجل خود حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے پس جو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں کامل ہو گیا وہ منزلِ مقصود کو پا گیا۔ اسے مالک حقیقی کی محبت بھی مل گئی اور وہ مالک حقیقی سے اپنے عشق کے دعویٰ میں سچا ہے۔

عقیدہ حضور نبی کریم ﷺ کا بیان یہ ہے کہ اولاً ہیولا بے عالم حقیقت محمدی ﷺ کو جانے یعنی عالم نور محمدی ﷺ کا ظہور تسلیم کرے اور کلامِ پاک یعنی قرآن مجید کو سچا مانے۔ پس جیسے توحید الٰہی ہے اسی طرح توحید محمدی ﷺ ہے اور ہر چیز کا ظہور نور محمدی ﷺ کے ظہور کے سبب ہے۔

حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوبانِ خدا تو دنیا و آخرت کی شرافت کے ساتھ واصل بحق ہوتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی بروزِ محشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے زیادہ محبت ہوگی۔

قربتوں نے بھی اٹھائے ہیں نگاہوں سے حجاب

دوریوں سے بھی دلوں کا فاصلہ کچھ کم ہوا

دل وہی دل ہے جو سوزِ عشق سے ہو بے قرار

سر وہی سر ہے جو تیرے آستاں پر خم ہوا

Marfat.com

مختصر تعارف

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۵۸۴ھ کو اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا جو امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی اسمارہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا تھا جو اپنے دور کی نابغہ روزگار خواتین میں شمار ہوتی تھیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا کمال الدین جندی حجازی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ مادرزاد ولی تھے اس لئے اکثر و بیشتر بہت سی خوارقِ عادت حرکات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سرزد ہو جاتی تھیں۔ ایک روز حضرت بابا کمال جندی حجازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تلاوتِ قرآن پاک کا حکم دیا اور خود محفل میلاد میں شرکت کے لئے چلے گئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک دس برس تھی۔ جب حضرت بابا کمال الدین جندی حجازی رحمۃ اللہ علیہ محفل سے فارغ ہوئے تو واپسی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بھی کھانا لیتے آئے۔ جس وقت حضرت بابا کمال الدین جندی حجازی رحمۃ اللہ علیہ واپس پہنچے اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیگر شاگردوں کو راستہ سے ہی گھر بھیج دیا اور تنہا دبے پاؤں مسجد میں داخل ہوئے تاکہ دیکھ سکیں کہ اس وقت شاہ شمس (رحمۃ اللہ علیہ) کیا کر رہے ہیں؟ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے اندر جھانکا تو دیکھا کہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کھولے تلاوت کر رہے ہیں اور قرآن مجید میں سے ایک نور نکل کر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ سے ہوتا ہوا آسمان کی جانب بلند ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حیرانگی کے ساتھ یہ

Marfat.com

منظر دیکھتے رہے پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھنکار کر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ نور غائب ہو گیا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا کمال الدین جندی حجازی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر روم تشریف لے گئے اور وہاں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق رہا جس کی تفصیل اگلے صفحات میں بیان کی جائے گی۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی اتباعِ سنت میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل نے ظاہری و باطنی دونوں علوم سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۷۰ھ میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہر دمشق کے شاہی قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

یہ بات تو سچ ہے وہ قریب رگِ جاں ہیں
لیکن ہے بڑی دور یہ قرب رگِ جاں بھی

Marfat.com

ولادت باسعادت

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ۵۸۴ھ بروز سوموار کو اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام ''علاؤ الدین'' تھا جو کہ ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے کے علاوہ ایک مطب بھی چلاتے تھے اور نماز سے فراغت کے بعد اپنے اس مطلب میں مریضوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت اسمارہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کا تعلق سادات گھرانے سے تھا اور وہ اپنی نیک نامی کی وجہ سے مشہور تھیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جس وقت پیدا ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''شاہ شمس'' رکھا۔ حضرت شاہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹے کی پیدائش پر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور اپنے بیٹے کے ماتھے پر چمکتے نور کو بوسہ دیا۔ حضرت شاہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹے کی خوشی میں تمام اہل محلّہ میں مٹھائی تقسیم کی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ حضرت شاہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ جس مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے اس مسجد کی انتظامیہ کے صدر فخر الدین علی شدید بیمار ہو گئے اور حضرت شاہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مطب میں بغرضِ علاج لائے گئے۔ فخر الدین علی کو گردوں کی تکلیف تھی اور ان کے پاؤں بھی سوج جاتے تھے۔ حضرت شاہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دوا تجویز کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں چند چیزوں سے پرہیز کرنا ہو گا جن میں تمباکو نوشی بھی شامل ہے۔ فخر الدین علی نے

Marfat.com

کہ میں تمبا کو نوشی نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت شاہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر آپ تمبا کو نوشی نہیں چھوڑیں گے تو پھر آپ کے مرض کا علاج کیسے ہو سکے گا؟ فخرالدین علی نے حضرت شاہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد کہا کہ اگر میرے مرض کا علاج نہ ہوا تو میں آپ کو امامت سے فارغ کروادوں گا۔

چنانچہ اگلے ہی روز حضرت شاہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد انتظامیہ کی جانب سے ایک خط ملا جس میں انہیں مسجد کی امامت کرنے سے روک دیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آئندہ سے اس مسجد میں نماز کی ادائیگی بھی ترک کردی اور اپنے مطب کے نزدیکی ایک اور مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جانے لگے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ان سے الفت نہ ہم اگر کرتے
زندگی کس طرح بسر کرتے
راستہ گم ہے کارواں بے دم
اور کیا کام راہبر کرتے

Marfat.com

ابتدائے حال

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے وہ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت ہمارے گھر میں فاقہ کشی کے حالات تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بعد ہمارے گھر میں ایسی برکت آئی کہ اگر گھر میں کوئی چیز لائی جاتی تو وہ مہینوں ختم نہ ہوتی تھی۔ابتداء میں میں ڈر گئی کہ یہ نہایت عجیب بات ہے مجھے اس بارے میں کسی سے پوچھنا چاہئے لیکن اللہ عزوجل کی جانب سے مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ میں باوجود بات کرنے کے بات نہ کرسکتی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل گھر میں جو حالات تھے ان میں نمایاں تبدیلی آئی اور پھر گھر میں کبھی فاقہ کی نوبت نہ آئی۔جن چیزوں کے حصول کے بارے میں سوچا کرتی تھی وہ چیزیں خود بخود مجھے ملنا شروع ہوگئیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک جب چھ سال ہوئی تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک پر نورانی شعاعیں صاف نظر آتی تھیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عمر میں بھی نہایت سلجھے ہوئے تھے اور ہر بڑے بزرگ کا نہایت ادب کرتے تھے۔کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت شاہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے مطب میں تھے اور میں ایک ہمسائی کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں کہ گھر میں اچانک دن کے وقت اندھیرا ہو گیا۔آسمان سے سورج غائب ہو گیا یہاں تک کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔میں اور ہمسائی دونوں نہایت پریشان تھے کہ اس دوران نور کی کرنیں نمودار ہوئیں اور میرے گھر سے آسمان کی جانب بلند ہونا شروع ہوگئیں۔میں نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو شاہ شمس

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ جن کی عمر بمشکل چھ برس تھی وہ گھر کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے اور آسمان سے جواہرات کی بارش ان پر ہو رہی تھی۔ شاہ شمس رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے دیکھا تو آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر کے ایک کمرے میں لے گئے۔ اس کمرے کی فضا میں عجب قسم کی خوشبو کی مہک تھی۔ اس دوران ندائے غیبی مجھے سنائی دی کہ اے سیّدہ! شاہ شمس (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ کا دوست ہے اور تو اپنے بچے کی حفاظت کرنا اور اس کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھنا اللہ عزوجل تجھے اس کا بڑا اجر دے گا۔

حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ جن کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے ان دنوں حج کی سعادت کے لئے مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن سو رہے تھے کہ خواب میں دیکھا کہ آسمان سے نور کا نزول ہو رہا ہے اور ایک چھوٹا سا لڑکا اس نور سے کھیل رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کی شکل ذہن نشین کر لی اور حج کی سعادت کے بعد اس لڑکے کی تلاش شروع کر دی یہاں تک کہ ان کی ملاقات حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگئی۔ حضرت بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے اختیار گلے سے لگا لیا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے جب بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ایک وارفتگی طاری ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا اپنا معمول بنا لیا۔ اس دوران حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علماء کی خدمت میں رہ کر دینوی تعلیم بھی حاصل کی۔

حضرت بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ نے جس وقت اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی تو انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو مسجد کی تعمیر میں لگا دیا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ مٹی ڈھونے کا کام تھا۔ ایک روز حضرت بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سر پر مٹی ڈھو کر لا رہے ہیں جب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نزدیک پہنچے تو مٹی کا وہ ٹوکرا ان کے سر سے ایک فٹ بلند تھا۔ حضرت بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

Marfat.com

کتب سیر میں منقول ہے کہ ایک رات حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف فرما تھے کہ تیز آندھی آ گئی جس سے حجرہ میں جلتا چراغ بجھ گیا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے تو حجرہ مبارک میں تیز روشنی پھیل گئی۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں جانے کے لئے نکلتے تو راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر مکئی کے ایک کھیت سے ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کھیت سے گزر رہے تھے اور فصل اس دوران پکی ہوئی تھی۔ کھیت کے مالک نے کھیت میں پانی لگایا ہوا تھا تا کہ کوئی وہاں سے نہ گزرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول وہاں سے گزر رہے تھے کہ کسان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دے کر روکنا چاہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کیفیت میں تھے اس لئے اس کی بات نہ سن سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس کھیت سے نکل گئے تو اس دوران زمین نے سارا پانی پی لیا اور کھیت خشک ہو گیا۔ کھیت کے مالک نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بھاگا ہوا حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دی اور اس کے ساتھ اس کے کھیت میں پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو کھیت پانی سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر فرمایا کہ وہ آئندہ ان معاملات میں محتاط رہا کریں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ ظاہریہ کے حصول کے بعد حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علومِ باطنیہ کا حصول شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

Marfat.com

روم آمد

روایات میں آتا ہے کہ ایک روز حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بعد نمازِ عشاء قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سوگئے تو خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کو دیکھا جن کی لمبی سفید داڑھی تھی۔ وہ بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے کھڑے تھے اور فرما رہے تھے کہ بیٹے! تم اب ظاہری و باطنی علوم سے سرفراز ہو چکے اللہ عزوجل تم سے ایک بڑا کام لینا چاہتا ہے جس کے لئے تمہیں روم جانا ہوگا اور وہاں پر ایک نامور عالم دین مولانا جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جن کو تمہاری راہنمائی کی ضرورت ہے۔ مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) بڑا عالم دین ہے تم اس کی راہنمائی فرماؤ۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب ان کے گوش گزار کیا۔ حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سننے کے بعد فرمایا کہ تم ابھی کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اسی رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پھر انہی بزرگ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روم جانے کا حکم دیا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے روز پھر حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم دوبارہ یہ خواب دیکھو تو مجھے بتانا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر ایک مرتبہ پھر رک گئے۔ تیسری شب مسلسل آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں انہی بزرگ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روم جانے کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے روز

Marfat.com

حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے اس خواب کا ایک مرتبہ پھر ذکر کیا۔ حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روم جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت بابا کمال الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے اجازت ملنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً سفر کی تیاریاں شروع کر دیں اور عازمِ روم ہوئے۔ قونیہ پہنچنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش شروع کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ قونیہ کی ایک بڑی مسجد کے امام اور عالم دین ہیں۔ ان سے ملنے والوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے اس لئے ان سے فی الفور ملاقات ممکن نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فی الحال مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے لئے کسی رہائش کی تلاش شروع کر دی۔ کافی جستجو کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک سرائے میں رہائش مل گئی۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا روم میں پہلا وعظ

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے جس سرائے میں رہائش اختیار کی وہ سرائے برنج فروشوں کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اس سرائے میں قیام پذیر مزدوروں سے اکثر و بیشتر ہوتی رہتی تھی۔ ان مزدوروں نے ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہمہ وقت قلم اور کتاب کو ہی دیکھا جس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تعلیم یافتہ انسان ہیں اسی لئے غور وفکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ان مزدوروں میں سے اگر کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کر لیتا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ان لوگوں میں دو شخص محمد عمر اور محمد زبیر بھی شامل تھے جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اچھی علیک سلیک ہوگئی۔ ان دونوں نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بے شمار معلومات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیں۔ ایک روز یہ دونوں شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے حجرہ میں ہی مقیم رہتے ہیں شہر میں ایک بلند چبوترہ موجود ہے جو ''دریچۂ امراء'' کے نام سے مشہور ہیں جہاں شہر کے نامور علماء اور عمائدین جمع ہوتے ہیں اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملنے کے خواہاں ہیں تو ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں لئے چلتے ہیں اور لوگوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرواتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی اکثر و بیشتر اس چبوترہ پر تشریف لاتے ہیں ہو سکتا ہے وہیں ان سے بھی ملاقات ہو جائے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات سننے کے بعد ان کے ساتھ جانے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ لباس زیب تن کیا اور قلم کتاب تھامے ان دونوں کے ساتھ دریچۂ امراء روانہ ہو گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جس کے اطراف میں ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ اس چبوترے کے اطراف میں ہر قسم کے

Marfat.com

پھول موجود تھے۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات مختلف علماء سے ہوئی لیکن مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کہیں نظر نہ آئے۔ چبوترے پر باقاعدہ مجلس کا آغاز ہوا تو تصوف پر بحث شروع ہوگئی۔ اس دوران محمد عمر نے باآوازِ بلند اعلان کیا کہ ہمارے درمیان آج علم وادب کی ایک نامور شخصیت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ ساتھ ہی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر سامنے لے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مختصر تعارف کروایا۔ علماء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علم القرآن کے بارے میں اظہارِ خیال کرنے کو کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے توقف سے کام لیا پھر اپنی تقریر شروع کی۔

بعد حمد وثناء و درود و سلام آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے زوال کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ علم القرآن کو بھلا بیٹھے ہیں یہاں تک کہ قرآن کریم کے پیغام کو بھول ہی بیٹھے ہیں۔ دولت دنیا اور عیش ونشاط کو سجدے کر رہے ہیں۔ موجودہ دور میں اس بات کا جائزہ لیا جائے تو مسلمان دولت اور عیش وعشرت میں ایسے گم ہو چکے ہیں کہ اب لوگ انہیں علم کی بجائے دولت سے ہی پہچانتے ہیں اور ان کی دولت کو ہی سلام کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم اور اس میں موجود پیغام کو پہچاننا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔ مسلمانوں کی دولت پرستی کی روش نے انہیں اب تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے۔

قرآن مجید کا علم: حقیقت میں علم کا سمندر بحر بیکراں ہے۔ قرآن مجید کے علوم کا حصول ہر انسان پر واجب ہے اور اس کے علوم کسی ایک انسانی زندگی پر ختم نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے خود فرمایا ہے کہ اگر جن اور انسان مل کر بھی کوشش کریں تو وہ اس جیسی ایک آیت بھی نہیں لا سکتے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ قرآن پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کے دوران ہی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے تھے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سنی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی گفتگو کے اختتام کے بعد مسند ارشاد سے نیچے تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ محمد زبیر نے آگے بڑھ کر آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ یہی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تقریر سنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت علم ہے کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تبریز سے یہاں کیوں تشریف لائے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں محض آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ ملک روم کے سب سے بڑے عالم ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر خربوزہ نہیں کھایا صرف اس وجہ سے کہ انہیں یہ معلوم نہ تھا اور نہ ہی کسی نے خبر دی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کس طرح نوش فرمایا ہے؟ اگر وہ کھا لیتے اور وہ طریقہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہوتا تو پھر اتباعِ سنت سے منحرف کہلائے جاتے لیکن دوسری جانب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعلق فرمایا کہ اللہ اکبر! میری شان کس قدر بڑی ہے حالانکہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر رسول گزرے ہیں اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ دن میں ستر بار استغفار کرتے تھے اور عجز کا اظہار کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو قولوں کے بارے میں کیا کہیں گے؟

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی شان ایک خاص منزل پر ٹھہری دکھائی دیتی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر وقت بلندی کی جانب ہوتی تھی لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس پستی پر استغفار کرتے تھے۔ یہ کہہ کر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے چل دیئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جب دریچہ امراء سے باہر نکلے تو حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ گئے اور سلام کرنے کے بعد دریافت کیا کہ مجاہدہ اور ریاضت کا کیا مقصد ہے؟ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ اتباعِ شریعت۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو سبھی جانتے ہیں لیکن مجاہدہ اور ریاضت کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان منزلِ مقصود پر پہنچ جائے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کا شعر پڑھا:

Marfat.com

علم کز تو ترا نہ بستاند

جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے

جہل زاں بہ بود بسیار

اس علم سے جہل بہتر ہے

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ اشعار سنے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میری مسجد میں تشریف لائیے تاکہ وہاں علومِ قرآن اور دیگر علوم پر سیر حاصل گفتگو ہو سکے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ضرور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف لاؤں گا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان یہ پہلی ملاقات تھی اور اس پہلی ملاقات میں ہی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ان کی شخصیت سے متاثر نظر آئے۔

Marfat.com

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''محمد'' اور لقب ''جلال الدین'' تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شہرت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام بھی ''محمد'' اور لقب ''بہاؤ الدین'' تھا۔ حضرت محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نابغہ روزگار عالم دین تھے۔ حضرت محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد خوارزم شاہ بھی شامل تھے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ۶۰۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔

حضرت محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی تھی۔ جس وقت حضرت محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اس وقت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے جن کی عمر اس وقت صرف چھ سال تھی۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر حضرت محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید کی کہ وہ اپنے صاحبزادے کی پرورش میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتیں اور اسے دینی علوم سے بہرہ ور فرمائیں۔

حضرت محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ سے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم اور تمام مروجہ دینی کتب پر عبور حاصل کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی صرف اٹھارہ برس ہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہر جگہ پھیلتی چلی گئی۔ اس دوران شاہِ روم علاؤ الدین کیقباد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روم آنے کی دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علاؤ الدین کیقباد کی دعوت پر روم کے شہر قونیہ تشریف لے گئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگ ہستیوں میں سے ہیں جن کا قلب غم امت سے

Marfat.com

فیضیاب ہے اور وصالِ حق کے لئے بے تاب۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دور قتل و غارت گری کا دور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی گیارہ برس کے ہی تھے تاتاریوں کا فتنہ شروع ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں نوے لاکھ آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ مذہبی منافرت بہت زیادہ تھی۔ اس دور میں شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ جیسے نابغہ روزگار اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی شادی اٹھارہ برس کی عمر میں گوہر خاتون سے ہوئی۔ گوہر خاتون سمرقند کے ایک بااثر شخص کی بیٹی تھیں۔ ان سے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے دو بچے علاؤ الدین چلپی اور سلطان ولد تولد ہوئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بے شمار علمائے دین اور طلباء حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی مسائل دریافت فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قونیہ میں ایک جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی تعلق حضرت سیّد برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب تقریر شروع کرتے تو ہزاروں لوگوں کا مجمع جمع ہو جاتا تھا۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر کو تحریر کرتے اور اس کی کتابت کرواتے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی ایک خاصیت اس مسجد سے ملحق مکتب تھا جہاں بے شمار علمی کتابیں موجود تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب میں روزانہ بے شمار کتب آتیں اور بے شمار کتب علمائے کرام لے کر بھی جاتے تھے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ''مثنوی مولانا روم'' کی تالیف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی کے اشعار مختلف اوقات میں کہے جنہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد لکھتے رہتے تھے اور جنہیں بعدازاں یکجا کر کے ''مثنوی مولانا روم'' کے نام سے ترتیب دیا گیا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی جب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی یکسر بدل گئی۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عشق کی آگ میں جھونک دیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بے شمار راز اسرارِ الٰہی کے افشاں ہوئے۔ آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ خود اس بارے میں فرماتے تھے کہ میری ملاقات جب سے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ہے انہوں نے مجھے محبت کی آگ میں جلا کر راکھ اور روحانیت کی آگ سے پختہ کر ڈالا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سلطان ولد سے منقول ہے کہ میرے والد کی رہنمائی تصوف کے میدان میں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور جب ایک طویل مدت کے بعد میرے والد بزرگوار نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو ان پر کائنات کے تمام راز آشکار ہو گئے انہوں نے وہ کچھ دیکھا جو پردے میں تھا اور وہ کچھ سنا جو اس سے قبل کسی نے نہ سنا تھا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۷۲ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قونیہ میں ہی مدفون کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں حضرت بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے جن کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان باقاعدہ ملاقات

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ان کی مسجد تشریف لائے۔ جس وقت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں پہنچے اس وقت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول اپنی کتب کے ساتھ مکتب میں موجود تھے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی کتب تحریر فرمائی ہیں؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا کہ میں نے قریباً اڑھائی سو کتب تصنیف کی ہیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کا علم رکھتے ہیں اور علم وحی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت آگاہی حاصل ہے کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کا حرفِ اولین کون سا ہے؟

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ وہ تو الف ہی ہو گا یا پھر ق ہی پہلا حرف ہے۔ پھر قدرے توقف کے بعد کہنے لگے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم دین ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب بھی قرآنی علوم پر تحریر فرمائی ہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے حرفِ اول سے ہی آگاہ نہیں ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو روتے ہوئے فرمایا کہ حضرت! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کے حرفِ اول کے بارے میں علم ہے تو

Marfat.com

مجھے آگاہ فرما دیجئے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فقیر تو تمہیں بتا ہی دے گا لیکن تمہاری یہ لکھی ہوئی کتابیں کس کام کی ہوئیں؟ یہ کہہ کر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب کو تالاب میں پھینک دیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے علم کو یوں پانی میں بہتا دیکھا تو زاروقطار رونا شروع کر دیا اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرا سرمایہ حیات پانی میں غرق کر دیا اب میں کیسے زندہ رہ سکوں گا؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تو آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم نہ ہوئے اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا کہلانے کا کوئی حق ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو قرآن مجید کے حرفِ اول سے ہی آگاہ نہیں ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے روتے ہوئے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میری کتب کو تالاب سے نکال دیں اور مجھے قرآن مجید کے حرفِ اول سے آگاہی بخش دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا کرنے کے بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام بے دام ہو جاؤں گا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ مولانا صاحب! آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم سے اندازہ لگا کر بتائیے کہ قرآن مجید کا حرفِ اول کون سا ہو سکتا ہے؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میرے نزدیک عربی حرف ''الف'' ہی قرآن مجید کا پہلا حرف ہے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عربی حرف ''الف'' کی گرامر میں کم و بیش اٹھارہ اقسام بیان ہوئی ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد کس ''الف'' سے ہے؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دینے کی بجائے پوچھا کہ حضرت! اگر الف قرآن مجید کا پہلا حرف نہیں تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے پہلے حرف سے آگاہ فرمائیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید کا پہلا حرف الف نہیں ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو ایک مرتبہ پھر اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید کے حرفِ اول کے بارے میں دریافت کیا؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دینے کی بجائے تالاب میں سے کتابیں نکالنا شروع کر دیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی کتب کو صحیح سلامت تالاب

Marfat.com

میں سے باہر آتے دیکھا تو حیران رہ گئے۔ جب تمام کتب باہر نکل آئیں تو حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ پر غور کیا کرو۔ چنانچہ جو لوگ اس پر غور کرنے والے اس کا علم رکھنے والے ہیں انہیں اس کے حرفِ اول سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میرے علم کے مطابق قرآن مجید کے کل حروف تین لاکھ تیئس ہزار سات سو ساٹھ ہیں اور کلمات کی کل تعداد چھیاسی ہزار چار سو تیس ہے جبکہ آیات کی کل تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے۔ چنانچہ تین لاکھ تیئس ہزار سات سو ساٹھ حروف میں سے یہ کہنا کہ حرفِ اول کون سا ہے بہت ہی مشکل ہے۔ عربی لغت میں ہر لفظ کے شروع میں ''ال'' لگا دیا جاتا ہے تو اس لحاظ سے میرے نزدیک پہلا حرف ''الف'' ہی ہوا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ عربیوں میں ''ال'' کا رواج قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے اور وہ ہر لفظ کے شروع میں ''ال'' کا استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ قرآن حکیم کو القرآن الحکیم کہتے ہیں۔ ''ال'' ایک اضافہ ہے جو اضافت توصیفی کہلاتا ہے جسے اسم معرفہ کہا جاتا ہے۔ فارسی میں میں اسے اسم معروف کہتے ہیں جو انعام ونعمت کے معنی میں ہے۔ اللہ عزوجل کے اسم اعظم کا حرفِ اولین سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے ادا ہوا مگر بترتیب جدول وہ قرآن مجید کا حرفِ اول نہیں ٹھہرا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنا تو حیران ہوتے ہوئے عرض کیا کہ میرے علم کے مطابق اسم اللہ کے لئے قدیم زمانہ میں چار الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ اول الاھیا' دوم الوھیا' سوم الہ اور چہارم اللہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تشریح میں کیا فرماتے ہیں؟

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''الاھیا'' عبرانی زبان کا لفظ ہے اور

Marfat.com

''الوھیا'' لاطینی زبان کا لفظ ہے اور ''الہ'' مصری زبان کا لفظ ہے جبکہ ''اللہ'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ اللہ عزوجل کی صفات کے بارے میں تمام صفات والفاظ حیران ہیں کہ تمام جملہ موجودات ومرکبات ومفردات جملہ زمین و زماں، فلک الافکاں وامکان تمام جہانوں کا مالک حقیقی وہ ہے۔ تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور تمام مخلوق مل کر بھی اس کی شان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ پس حرف ''الف'' اور اسم مبارک ''اللہ'' کے فیوض وبرکات بیان کرنے سے ہماری زبانیں قاصر ہیں۔ ہر قسم کے لاعلاج مریض کے لئے جسے کسی طبیب سے شفا نہ ملتی ہو وہ لاتعداد مرتبہ اس اسم کا ورد کرے اور بعد نمازِ عشاء اپنی صحت یابی کی دعا کرنے کے بعد سو جائے انشاء اللہ وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ جو شخص پاکیزگی حاصل کرنے کا خواہاں ہو وہ اس اسم کا ورد کرتا رہے یہاں تک کہ اسے پاکیزگی حاصل ہو جائے گی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد عرض کیا کہ حضرت! پھر قرآن مجید کا حرفِ اول کون سا ہے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تو بہت بعد کے ہیں جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا جن میں جن وانس ہر مخلوق شامل تھی کہ ملک سبا سے تخت بلقیس کو کون جلدی لا سکتا ہے تو ایک جن نے کہا کہ ملک سبا کا فاصلہ قریباً ہزار میل کا ہے اس لئے وہ اسے ایک ماہ میں اٹھا کر لا سکتا ہے۔ دوسرے جن نے کہا کہ میں طاقت میں اس سے زیادہ ہوں میں وہ تخت ایک دن میں اٹھا کر لا سکتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کی باتیں سننے کے بعد فرمایا کہ میں بہت جلد اس کا تخت اپنے سامنے چاہتا ہوں۔ اس دوران ایک صاحب علم شخص نے کہا کہ حضور! میں پلک جھپکنے میں تخت بلقیس آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ آپ علیہ السلام اپنا رخ دوسری جانب کر کے واپس ہوں تخت بلقیس آپ علیہ السلام کے سامنے ہوگا۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا رخ پھیرا تو اس صاحب علم نے اسم اعظم پڑھا۔ فرشتوں نے تخت بلقیس زمین سے نکال کر سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا رخ موڑا تو تخت بلقیس سامنے موجود تھا۔

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ شخص صاحب علم تھا کیونکہ وہ حرفِ اول سے واقف تھا اور وہ حرفِ اول ہی درحقیقت اسم اعظم ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ قول سنا تو نہایت درافتگی کے عالم میں کہا کہ حضرت! قرآن مجید کا حرفِ اول مجھے بھی عطا ہو۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ وہ اتنی آسانی سے کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ اس شخص کو بھی ہزاروں دنوں کی محنت وریاضت کے بعد عطا ہوا تھا۔ قرآن مجید کا حرفِ اول حلال اور نوری ہے اور یہ ان تمام علوم سے بہتر ہے جو کالے علوم کہلاتے ہیں اور یہ ہر بیماری کی دوا ہے خواہ وہ بیماری جسمانی ہو یا روحانی؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد ایک مرتبہ پھر نہایت درافتگی کے عالم میں کہا کہ حضرت! قرآن مجید کا حرفِ اول مجھے ضرور عطا ہو۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اسم اعظم ہر سالک کو آسانی سے عطا نہیں ہوتا۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو اسم اعظم عطا ہوا تو عین الحق کہتے ہوئے انہوں نے اپنی کھال اتروالی لیکن ان کی مستی کم نہ ہوئی۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور دین اسلام کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علی الصبح فجر کی نماز کے بعد گھر سے نکل پڑتے اور شام مغرب کی نماز کے بعد گھر لوٹتے تھے۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بہن تھی جس کا نام عین تھا اور وہ نہایت حسین وجمیل تھی۔ بستی کے ایک لڑکے نے شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی بہن کی ایک جھلک دیکھ لی اور وہ اس کے عشق میں دیوانہ ہو گیا۔ اس لڑکے نے دن رات شاہِ منصور رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گزارنے شروع کر دیئے تاکہ کسی طرح پھر عین کا دیدار ہو سکے۔ ایک رات وہ لڑکا گھر کے باہر موجود تھا اس نے دیکھا کہ عین رات کے پچھلے پہر گھر سے نکلی اور تیز تیز قدموں کے ساتھ گھر کے عقب میں واقع ایک ویران جنگل میں چلی گئی۔ اس لڑکے نے عین کا پیچھا کرنا شروع کیا لیکن وہ اسے جنگل میں داخل ہونے کے بعد کہیں نظر نہ آئی۔ وہ لڑکا ناکام واپس لوٹ گیا۔ دوسری رات وہ لڑکا اپنے ساتھ ایک دوست کو بھی

Marfat.com

لے گیا۔ رات کے پچھلے پہر عین ایک مرتبہ پھر گھر سے نکلی اور جنگل کی جانب چل دی۔ دونوں دوست اس کے پیچھے جنگل میں داخل ہوئے لیکن عین ان کو کہیں نظر نہ آئی۔ دونوں لڑکے صبح تک جنگل میں عین کو تلاش کرتے رہے لیکن عین انہیں جنگل میں کہیں نہ ملی۔ اگلے روز دونوں لڑکوں نے صلاح مشورے کے بعد ایک اور لڑکے کو اپنے ساتھ ملا لیا اور گھر کی نگرانی شروع کر دی۔ رات کے پچھلے پہر ایک مرتبہ پھر عین گھر سے نکلی۔ اس مرتبہ اس نے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور سیاہ رنگ کی چادر سے ہی خود کو ڈھانپ رکھا تھا۔ عین کے ہاتھ پاؤں جو کہ عریاں تھے وہاں سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ یہ تینوں لڑکے اس کے پیچھے جنگل میں داخل ہوئے لیکن کچھ دیر بعد ہی وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ ان تینوں نے ایک مرتبہ پھر جنگل میں اسے تلاش کیا لیکن پانے میں ناکام رہے۔ تینوں دوستوں میں یہ بات طے پائی کہ وہ اس کا ذکر شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے کریں گے۔

اگلے روز شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ روزمرہ کی طرح تبلیغ کے سلسلہ میں بازار پہنچے تو اس لڑکے نے جو عین کے عشق میں جل رہا تھا اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دوکان میں بلا لیا اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ نیز کہا کہ میں اکیلا نہیں یہ دونوں دوست بھی اس بات کے گواہ ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو تبلیغ کرتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر والے دین پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ ایک مرتبہ اپنی بہن کو ضرور دیکھیں گے کہ وہ کیا کرتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سستی کو بھگانے کے لئے اپنی ہتھیلی زخمی کی اور اس پر نمک ڈال کر بستر پر لیٹ گئے۔ زخم پر نمک ڈالنے کی وجہ سے نیند کوسوں دور تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ رات کے پچھلے پہر عین بستر سے اٹھی اور سیاہ رنگ کی چادر سے خود کو اچھی طرح اوڑھ کر گھر سے باہر نکلی اور جنگل کی جانب چل دی۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور مناسب فاصلہ سے اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔

عین دھیرے دھیرے جنگل میں داخل ہوئی۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ بھی عین کے پیچھے جنگل میں داخل ہو گئے۔ اس وقت موسم نہایت سہانا تھا۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی

Marfat.com

اور جنگل کے پھولوں کی خوشبو چکرا رہی تھی جس سے شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ مہک اٹھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہن کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ ایک صاف ستھرے میدان میں پہنچ گئے۔ عین میدان کے درمیان میں جا کر رک گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جھاڑیوں کی اوٹ لے کر بیٹھ گئے۔ فضا اس وقت پھولوں کی خوشبو سے معطر تھی۔ دفعتاً شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ یہ کوئی عام جگہ نہیں ہے۔ ابھی یہ خیال دل میں گزر رہا تھا کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ابھی گھوڑے نزدیک نہ پہنچے تھے کہ ایک جن نمودار ہوا جس نے میدان میں ہیرے جواہرات سے مزین سونے کی بہت سی کرسیاں میدان میں لگا دیں۔

جب وہ کرسیاں لگا چکا تو نہایت ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر عین کے ساتھ قافلے کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اسی دوران شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں میں آواز سنائی دی کہ اے غافل! ہوشیار ہو جا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آ رہی ہے' درود شریف کی کثرت شروع کر دے۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ آواز سنی تو بے اختیار دونوں ہاتھ باندھ کر مؤدب ہو گئے اور درود شریف کی کثرت شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ اس جگہ آن پہنچا۔ قافلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھوڑا میدان کے درمیان میں آ کر بیٹھ گیا اور خلفائے راشدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے اتارا اور سب سے بڑی منقش کرسی پر جا کر بٹھا دیا۔ جیسے ہی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرسیوں پر تشریف فرما ہوئے عین نے سب کی خدمت میں شربت کے گلاس پیش کرنے شروع کر دیئے۔ جب عین سب کو شربت دے چکی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عین ایک گلاس تم پی لو اور ایک جھاڑیوں میں بیٹھے ہمارے مہمان کو دے آؤ۔ عین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے حصے کا گلاس پی لیا اور دوسرا گلاس لے کر جھاڑیوں کے پاس پہنچی۔ جب اپنے بھائی کو دیکھا تو اچانک عین کے منہ سے نکلا کہ لو سولی جو گے تم بھی شربت کا گلاس پی لو۔

شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے عین کے حق سے شربت کا گلاس لے کر پیا تو ان کی عقل

Marfat.com

جاتی رہی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا قافلہ میدان سے جا چکا تھا۔ عین گھر لوٹ چکی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دیدار‘ ساتھ ہی شربت کا گلاس‘ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کے ہوش و حواس کھو چکے تھے۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے عین الحق کا نعرہ لگانا شروع کر دی یعنی عین سچی ہے۔ اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور جنگلوں بیابانوں میں پھرنا شروع کر دیا۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو بیابانوں‘ جنگلوں میں پھرتے مہینے گزر گئے۔ جسم پر کپڑوں کے نام پر چند چیتھڑے موجود تھے۔ بال بے تحاشا بڑھ کر شانوں سے لٹک رہے تھے۔ غسل نہ کرنے کی وجہ سے جسم مٹی اور گندگی کی وجہ سے سیاہ پڑ چکا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عین الحق کا نعرہ لگاتے رہتے تھے نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش۔ ایک روز ایک مولوی صاحب نے دیکھا کہ شاہ منصور عین الحق کا نعرہ لگاتا ہوا جا رہا ہے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر ساتھ لے گئے اور نہلانے کے بعد صاف ستھرا لباس پہنایا اور اپنی امامت میں نماز پڑھوائی۔

بعد نماز شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ان مولوی صاحب نے پوچھا کہ مولوی صاحب کیا آپ کو کلمہ آتا ہے؟ مولوی صاحب نے مسکراتے ہوئے کلمہ سنایا۔ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ نہیں اسے کلمہ نہیں کہتے۔ پھر دو کچی کٹھالیاں منگوائیں اور ایک کٹھالی پر کھڑے ہو کر دوسری کٹھالی سر پر رکھ دی اور لا الہ پڑھا۔ لا الہ کہنے کی دیر تھی کہ دونوں کٹھالیاں آپس میں مل گئیں۔ مولوی صاحب نے کٹھالیاں اٹھا کر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ اسی دوران آواز سنائی دی کہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جیسے ہی یہ الفاظ سنائی دیئے شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ ان کٹھالیوں میں نظر آنے لگے۔

مولوی صاحب نے جب یہ معاملہ دیکھا تو شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ تم خود ہی خدا بن گئے یہ شرک ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں علم ہے تم اپنی بہن پر عاشق ہو لہٰذا میں تمہیں اپنے قاضی کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے تختہ دار پر لٹکانے کا حکم دیتا ہوں تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ مولوی صاحب کے حکم سپاہی شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر لے گئے۔ شبلی‘ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اچھا دوست تھا اور اس کے تمام رازوں سے واقف تھا۔

Marfat.com

اسے جب معلوم ہوا کہ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو تختہ دار پر چڑھانے کی تیاری ہو رہی ہے تو اس نے سپاہیوں سے کہا کہ یہ اللہ کا ولی ہے اور رسول ﷺ کا سچا عاشق ہے لیکن کسی نے اس کی آواز پر توجہ نہ دی۔ اگلے روز شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ جس وقت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو تختہ دار پر لٹکایا گیا اس وقت لوگوں نے اسے پتھر مارنا شروع کر دیئے یہاں تک کہ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ زار و قطار رونا شروع ہو گئے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں عشق کی چنگاری پیدا کرنے کے بعد چل دیئے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کے بعد اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور جنگلوں میں نکل گئے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نہایت مایوس ہوئے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ تین سال تک جنگلوں' بیابانوں میں دیوانہ وار گھومتے رہے۔ تین سال بعد حضرتؒ شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اس جنگل میں چند لوگوں کے ہمراہ گزرے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو بھاگتے ہوئے قدموں میں گر پڑے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ موجود لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو سینہ سے لگایا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ روشن ہو گیا اور دیوانگی کی کیفیت جاتی رہی اور نظروں کا حجاب دور ہو گیا۔

اس دوران مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹیاں دوڑتی ہوئی جنگل میں پہنچ گئیں اور گلے سے لگ گئیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو بیٹیوں کے سپرد کیا۔ بیٹیوں نے باپ کو گھر لا کر نہلا کر عمدہ لباس پہنایا اور انہیں مکتب میں ان کی مسند پر بٹھایا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی مسند پر تشریف فرما ہو گئے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی دیوانگی حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے گلے سے لگاتے ہی جاتی رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پھر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کیا کہ

Marfat.com

مجھے قرآن مجید کا حرفِ اول عطا ہو۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو حوصلہ دیا اور فرمایا کہ قرآن مجید کا حرفِ اول ضرور تمہیں عطا کیا جائے گا۔ یہ فرما کر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے۔

اگلے روز بروز جمعۃ المبارک حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر تشریف لائے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو منبر پر بٹھایا اور جمعہ کا خطبہ بیان کرنے کی استدعا کی جس میں قرآن مجید کا حرفِ اول بھی بیان ہو۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ منبر پر بیٹھے اور اپنا خطبہ شروع کیا۔

بعد از حمد وثنا اور درود وسلام امابعد! میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو طویل جدائی کے بعد ایک مرتبہ پھر پا لیا۔ عربی زبان میں حروف کے متعلق بحث بہت مشکل امر ہے اور آج تک علمائے کرام بھی ان حروف کو زیر بحث ہیں لا سکے اس لئے وہ علم کے پیاسوں کی پیاس بجھانے سے عاجز رہے۔ ان علماء کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ حروف کہاں سے وارد ہوئے اور یہ حروف کس زبان کے ہیں؟ ان کا پس منظر کیا ہے؟ ان کے معانی کیا ہیں؟ قرآن مجید میں ان الفاظ کی شانِ نزول کس لحاظ سے ہے؟ آیئے عربی قواعد وضوابط وگرائمر کو قرآن مجید کی بنیاد بنائیں اور قرآن مجید کے حروف، ان کی اشکال وحرکات کو مدنظر رکھیں، پھر ان کے شانِ نزول کو مقدم رکھیں تاکہ قرآن مجید کی صحیح تشریح وتفسیر بیان ہو سکے۔ اس طرح تشریح کرنے سے ہم پر اللہ عزوجل کا حقیقی پیغام آشکار ہوگا اور ہم اللہ عزوجل کے پیغام سے آگاہی حاصل کرسکیں گے۔ مسلمانوں کے زوال کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کو بھلا دیا اور دولت کو ہی اپنا سب کچھ مان لیا جس کی وجہ سے ذلت کے گڑھوں میں گرتے چلے گئے۔ قرآن مجید کی آیات مسلمانوں کی اس حالت کی گواہی دیتی ہیں۔

قرآن مجید اللہ عزوجل کی جانب سے نازل کردہ آخری کتاب ہے اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ومنقبت پر مشتمل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف

Marfat.com

لائے تو اللہ عزوجل کا نور' حضور نبی کریم ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا تو حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا گھر روشن ہو گیا۔ نورِ محمدی ﷺ کی بدولت قیصر و کسریٰ کے کنگرے زمین بوس ہو گئے' خانہ کعبہ میں رکھے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ بعدازاں حضور نبی کریم ﷺ کا بچپن جس میں آپ ﷺ کے کردار و عمل سے ہر کوئی متاثر تھا اور آپ ﷺ صادق و امین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا۔ بے شمار لوگوں نے ابتداء میں آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا لیکن وہ آپ ﷺ کے صادق و امین ہونے کا انکار نہ کر سکے اور بدستور اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے رہے۔ اہل مکہ آپ ﷺ کی جان کے دشمن تھے لیکن وہ آپ ﷺ کی سیرت و کردار میں کوئی خامی نہ تلاش کر سکے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ کچھ یوں ہے:

"قرآن مجید لوحِ محفوظ پر درج ہے اور محفوظ ہے۔"

گزرتے وقت کے ساتھ یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ غیر مسلموں نے بھی جو ترقی کی وہ قرآن مجید کی مدد سے کی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے خواہ وہ اشیاء آسمانی ہوں' زمینی ہوں اور اس کلامِ پاک میں تخلیق کائنات سے لے کر روزِ محشر تک کے تمام انسانوں و جانداروں کا احوال موجود ہے۔ قرآن مجید تمام آسمانی کتب و صحائف سے افضل ہے اس لئے اسے حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر نازل فرمایا گیا۔ یہ بات تمام عالم پر واضح ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس مقدس کلام میں راہنمائی موجود ہے اور اس میں تاثیر عجب پائی جاتی ہے جس سے تمام آسمانی مخلوقات یعنی جن و فرشتے اور زمینی مخلوق یعنی انسان سب کے لئے ہدایات پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید کے حروف ایسے ہیں کہ ان جیسے حروف بنانا کسی انسان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ سورۂ طور میں اللہ عزوجل قرآن مجید کے بارے میں فرماتے ہیں:

"کوہِ طور کی قسم! روشن کتاب کی قسم! اس منشور کی قسم جو موٹے اوراق پر تحریر کیا گیا ہے۔"

Marfat.com

پس جس کتاب کی قسم اللہ عزوجل خود کھا رہا ہے اس کی شان میں کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اس کتاب میں زمانہ قدیم کے حروف بھی ہیں اور زمانہ جدید کی اصطلاحات بھی موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید علومِ قدیم اور علومِ جدید دونوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے بس دیکھنے والی آنکھ اور تحقیق کرنے والا ذہن ہونا ضروری ہے پھر ہی قرآن مجید کے اسرار و رموز سے آگاہی ممکن ہو سکے گی۔ قرآن مجید ام الکتب ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور اس کی سطور نورِ خداوندی کی جانب راہنمائی کرتی ہیں۔ قرآن مجید کا بیان ستاروں سے بھی زیادہ روشن اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ قرآن مجید میں فرعون و موسیٰ (علیہ السلام) کا موازنہ کیا گیا ہے حالانکہ فرعون مصر کا بادشاہ اور امیر ترین آدمی تھا۔ اس نے دنیا کو اپنا غلام بنایا اور ان پر ظلم و ستم روا رکھا۔ معصوم بچوں کو قتل کرواتا رہا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے تھے انہوں نے بنی اسرائیل کو فیوض و برکات سے نوازا۔ آپ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور دنیاوی طور پر حاکم نہ تھے۔ آپ علیہ السلام کو معجزات عطا کئے گئے۔ آپ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا بطورِ معجزہ عطا کئے گئے۔ اللہ عزوجل نے اپنے ہر پیغمبر کو معجزہ عطا فرمایا اور انہیں اسم اعظم کی تلقین فرمائی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی عطا فرمائی گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو طاقت اور لحن داؤدی عطا فرمائی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن و انس پر حکومت عطا فرمائی گئی۔ الغرض کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے اور ہر ایک کو معجزہ اور اسم اعظم عطا کیا گیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ عزوجل کے دین کی تبلیغ کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اسم اعظم علم تعبیر عطا کیا گیا اور تمام دنیا میں سب سے زیادہ حسین بنایا گیا۔ ان سب کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کا عاجز بندہ ہوں اور اللہ عزوجل کی عنایات کے باوجود اپنی تمام زندگی نہایت عجز و انکسار سے بسر کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ''صاحب خلق عظیم'' کے لقب سے نوازا یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق دنیا کے تمام انسانوں کے اخلاق سے افضل ہے۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روشن کتاب عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کے

Marfat.com

حروف کی صورت میں اسم اعظم عطا فرمایا گیا۔ آپ ﷺ کے خلق کے بارے میں جتنی بھی باتیں کی جائیں وہ کم ہیں۔ دشمن آپ ﷺ کو تنگ کرتے اور پتھر مارتے تھے مگر آپ ﷺ انہیں دعائیں دیتے تھے یہاں تک کہ ایک روز وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت پر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرلیا۔ پھر وہی دشمن' دین اسلام کے علمبردار بن گئے اور قرآن مجید کے علوم سے آگاہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے قدموں تلے ساری دنیا کو کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے علماء سالہا سال سے قرآن مجید کے بارے میں تحقیق کرتے آئے لیکن یہ علماء قرآن مجید کی معلومات کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا تو بنا بیٹھے مگر قرآن مجید کے حرفِ اول سے آگاہ نہ ہو سکے۔ ان لوگوں نے اسم اعظم کو نہایت آسان سمجھ لیا تھا اس لئے نظر انداز کر گئے یہاں تک کہ وہ نہ خود قرآن مجید کے حرفِ اول سے آگاہ ہو سکے اور نہ ہی امت مسلمہ کو اس سے آگاہ کر سکے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات حضور نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی کی صورت میں نازل ہوئیں اور یہ آیات غارِ حرا میں نازل ہوئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام' حضور نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی لے کر آئے اور فرمایا:

''پڑھیں اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو گوشت کے ایک لوتھڑے سے پیدا فرمایا۔''

اب اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک فرشتے کی بات کو ہم فوقیت دیں یا اللہ عزوجل کی بات کو ترجیح دیں۔ اگر ہم فرشتے کی بات کو درست تسلیم کریں تو قرآن مجید سے قبل توریت' زبور اور انجیل نازل ہو چکی تھیں جن کو قرآن مجید بھی اللہ کا کلام تسلیم کرتا ہے اور پھر اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد قرآن مجید ام الکتاب نہیں بلکہ بنت کتاب کہلاتی یعنی بعد میں نازل ہونے والی کتابوں کی بیٹی۔ اگر اس میں حقیقت ہوتی تو مشرکین اس بات پر اعتراض کر سکتے تھے۔

اگر ہم اللہ عزوجل کے قول ''کن فیکون'' کو اولیت دیں تو یہ الفاظ اللہ عزوجل نے

Marfat.com

کائنات کی تخلیق سے پہلے ادا فرمائے تھے۔ ان الفاظ سے اللہ عزوجل کی کائنات کی تخلیق سے پہلے موجودگی ثابت ہے اور اللہ عزوجل نے ان الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ کائنات کو تخلیق کیا۔ پھر فرشتے، جن اور انسان تخلیق کیے گئے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر صحائف و آسمانی کتابیں نازل کی گئیں اور آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کو نازل کیا اور قرآن مجید تمام کتب سے افضل ہے اس لئے اسے ام الکتب کہا گیا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ''کن فیکون'' سورۃ النحل کی آیت نمبر ۴۰ میں موجود ہے:

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰہُ اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○

''جب ہم (اللہ) کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں تو ہم اس چیز کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔''

اللہ عزوجل کے فرمان کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی ہر آیت، ہر حروف پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پس غور و فکر اس طرح کرو جس طرح کرنے کا حق ہے اور اسی شے کو درست تسلیم کرو جس کی تصدیق تمہارا دل کرے اور دل و دماغ کی گواہی کو درست جانو کیونکہ قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دل و دماغ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اول کائنات اور اپنے نور کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی گواہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخلیق کیا اور پھر کن فیکون فرما کر تمام کائنات پیدا فرمائی۔ پھر فرشتوں کی تخلیق فرمائی۔ فرشتوں کے بعد جنوں کو آگ سے پیدا کیا اور جنوں کے بعد انسانوں کی تخلیق فرمائی۔ انسانوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور نسل انسانی کا آغاز ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے کر آئے۔ یہ ساری باتیں واضح کرتی ہیں کہ قرآن مجید کے اولین حروف سورۃ العلق کی آیات نہیں بلکہ ''کن فیکون'' ہیں اور یہ بات اللہ عزوجل کے

Marfat.com

فرمان وحضور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے اور انہی حروف کی برکت کی وجہ سے قرآن مجید کو ام الکتاب کہا گیا ہے۔

نیز فرمایا کہ ''ک'' اسی نسبت سے قرآن مجید کا حرفِ اول ہے اور کائنات کی تخلیق اسی حرف سے ثابت ہے۔ خود کائنات کا حرفِ اول ''ک'' ہے۔ اللہ عزوجل نے کن فیکون فرمایا اور چھ دن میں یہ ساری کائنات پیدا فرمائی۔ پس تمام حروف پر ''ک'' کو فوقیت حاصل ہے اور یہی قرآن مجید کا حرفِ اول مانا جائے گا۔ لفظ ''ک'' قرآن مجید میں ۹۵۰۰ مرتبہ آیا ہے۔ پس اس سے یہ بات ثبوت پاتی ہے کہ اللہ عزوجل نے ''کن'' کہہ کر اسے حرفِ اعظم بنادیا اور اور اسی کے سبب کائنات کی تخلیق فرمائی۔

حرف ''ک'' مخاطب کے لئے ضمیر منصوب ہے۔ یہ عربی، عبرانی، لاطینی، ایرانی اور یونانی کا پچیسواں حرف ہے۔ قرآن مجید کا یہ حرفِ اول تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے اور کلمہ شریف و کعبۃ اللہ کا بھی پہلا حرف یہی ہے۔ لفظ ''ک'' دل، دماغ و جگر کے لئے ٹھنڈک ہے اور امراضِ حارہ کا علاج ہے۔ یہ حرف نہایت پراسرار روحانی طاقتوں کا مالک ہے لیکن اس کے لئے یقین شرطِ اولین ہے۔ جس شخص کو کامل یقین حاصل نہ ہوگا وہ اسے مذاق ہی سمجھے گا اور اس حرف سے کچھ فائدہ اٹھا نہ سکے گا۔ اس شخص کا قرآن مجید پر ایمان ناقص ہے اور وہ قرآن مجید کی فیوض و برکات سے محروم ہے۔

ہم نے بھی بہت ٹھوکریں کھائی ہیں جہاں میں
تب جا کے یہ سمجھے ہیں جہاں کچھ بھی نہیں ہے

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وعظ قرآن مجید کے حرفِ اول کے بیان پر ختم فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ کے اختتام پر فرمایا کہ اگر کسی کو کچھ سوال پوچھنا ہو تو وہ پوچھ سکتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا: حضرت! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں بے شمار باتیں ہمیں قرآن مجید کے حوالہ جات سے بتائیں ہم اب یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ اسم اعظم کیا چیز ہوتی ہے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ میں

Marfat.com

اگلے جمعہ کو اس بارے میں بیان کروں گا۔

چنانچہ حسب وعدہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے جمعہ اسم اعظم کے بارے میں وعظ فرماتے ہوئے فرمایا کہ ''اسم اعظم'' کا لفظ سب سے پہلے قصص القرآن میں چاہِ بابل میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام کو جب زمین پر بھیجا گیا اور پھر نسل انسانی میں رفتہ رفتہ اضافہ ہونا شروع ہوا تو فرشتوں نے انسانوں کے گناہ دیکھتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کی اور کہا کہ یا باری تعالیٰ! یہ کیسے لوگ ہیں جنہیں تو نے اپنی زمین میں اپنا نائب بنایا اور وہ قتل و غارت گری کرتے ہیں، زنا کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں اور تیرے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اے اللہ! اگر تو ہمیں اپنی زمین میں نائب بنا کر بھیجتا تو ہم ہر حال میں تیری عبادت کرتے اور تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔ اللہ عزوجل نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ میں تمہیں اب زمین پر اتارتا ہوں تم اپنے چند نمائندہ پیش کرو جو زمین پر جا کر وہاں کے حالات کا مشاہدہ کرسکیں۔ چنانچہ فرشتوں نے تین فرشتوں کا ایک گروہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کیا جنہیں زمین پر بھیجا جانا تھا۔ جب یہ تین فرشتے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوئے تو ایک فرشتے نے عاجزی کا اظہار کیا جس کے بعد دو فرشتے جن کے نام ہاروت اور ماروت منقول ہیں انہیں اللہ عزوجل نے اسم اعظم سکھا کر، ان میں نفسانی خواہشات پیدا فرما کر ملک بابل میں اتار دیا۔

ہاروت اور ماروت بابل میں بادشاہ کے محل کے نزدیک ایک اجڑے ہوئے محل میں اتارے گئے۔ یہ اجاڑ محل آسیب زدہ مشہور تھا اور اس سے بے شمار واقعات کو منسوب کیا جاتا تھا۔ ہاروت اور ماروت جو کہ انسانی شکل میں اتارے گئے تھے انہوں نے اپنا قیام اسی اجاڑ محل میں کیا۔ ہاروت اور ماروت سارا دن شہر میں گھومتے رہتے اور رات اس محل میں آ کر قیام پذیر ہوتے۔ ہاروت اور ماروت کو انسانی زندگی نہایت عجیب لگی کہ صبح ہوتے ہی ہر شخص اپنے پیٹ کی خاطر بھاگ دوڑ شروع کر دیتا۔ ہاروت اور ماروت جس وقت بابل میں اترے اس وقت بابل پر شداد خاندان کی حکومت تھی۔ بادشاہ بت پرست تھا اور اس کی

Marfat.com

بے شمار بیویاں تھیں۔ بادشاہ کی اول بیوی سے ایک حسین وجمیل بیٹی تھی جس کے علاوہ بادشاہ کی اور کوئی اولاد نہ تھی۔ شہزادی کا نام بطروقہ تھا جو اکثر و بیشتر بیمار رہتی تھی۔ ایک روز شہزادی بطروقہ محل میں صحیح سلامت سوئی ہوئی تھی کہ حسب معمول صبح کے وقت کنیزیں اسے اٹھانے کے لئے آئیں۔ جب انہوں نے بطروقہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے دروازہ نہ کھولا۔ ان کنیزوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ شہزادی اپنے کمرے کا دروازہ نہیں کھول رہی۔ بادشاہ نے اپنے وزراء کے مشورہ سے شہزادی کے کمرے کا دروازہ توڑنے کا حکم دے دیا۔ جب کمرے کا دروازہ توڑا گیا تو بادشاہ اور دیگر اصحاب کے ہمراہ بڑے معبد کی کاہنہ شمرطی بھی شہزادی بطروقہ کے کمرے میں داخل ہوئی۔ جب یہ لوگ شہزادی کے بستر پر پہنچے تو دیکھا کہ شہزادی کی آنکھیں کھلی ہیں اور اس کے دل کی دھڑکنیں رک چکی ہیں۔ شہزادی کا جسم گرم تھا اور مردہ انسان کی طرح سخت نہیں تھا۔ بادشاہ اور اصحاب نے رونا شروع کر دیا۔ جب یہ خبر شہر میں پھیلی تو بے شمار طبیب شاہی محل میں اکٹھے ہو گئے مگر کوئی بھی شہزادی کی بیماری کو سمجھ نہ پایا۔ تمام طبیبوں کا متفقہ خیال تھا کہ شہزادی مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ چنانچہ وقفہ وقفہ سے شہزادی کے منہ میں سیال خوراک ٹپکائی جانے لگی۔

جب کافی دن گزرنے کے بعد بھی شہزادی کی حالت میں کچھ بہتری نہ آئی تو بادشاہ نے دنیا کے کونے کونے میں اپنے ہرکارے دوڑائے جو دنیا کے بہترین حکماء کو لے کر بادشاہ کے پاس آئے۔ یہ تمام بھی شہزادی کے مرض کو سمجھنے سے قاصر رہے اور انہوں نے اس بات کا بھی خدشہ ظاہر کیا کہ اگر شہزادی کی یہ کیفیت ختم نہ ہوئی تو وہ چالیس روز بعد مر بھی سکتی ہے۔ بادشاہ نے شہر میں منادی کروادی کہ جو کوئی شہزادی کا علاج کرے گا وہ اسے انعام و اکرام سے نوازے گا۔

بادشاہ کا یہ اعلان ہاروت اور ماروت نے بھی سنا۔ ہاروت نے ماروت سے کہا کہ ہمیں بادشاہ کے اعتماد کو حاصل کرنے کے لئے بہترین موقع ملا ہے ہم شہزادی کا علاج اسم اعظم سے کر سکتے ہیں۔ ماروت نے ہاروت کی بات کی تائید کی اور پھر دونوں بادشاہ کے محل

Marfat.com

میں جا پہنچے۔محل میں جانے سے پہلے دونوں نے منصوبہ بنایا کہ اول وہ تین چار روز تک عام طریقے آزماتے رہیں گے پھر اسم اعظم پڑھ کر پھونک دیں گے جس سے شہزادی تندرست ہو جائے گی۔ ہاروت اور ماروت نے اپنا بھیس طبیبوں سا بنایا اور ہرن کے سینگھوں والی مالا گلے میں پہن لی۔ ان کے ہاتھ میں طبیبوں کی طرح دواؤں کا تھیلا بھی تھا۔ جب یہ دونوں بادشاہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنا تعارف ملک یونان کے حکماء کے نام سے کروایا جو بادشاہ کا اعلان سن کر شہزادی کا علاج کرنے تشریف لائے ہیں۔ بادشاہ ان دونوں کو لے کر شہزادی بطروقہ کے کمرے میں پہنچا۔

ہاروت اور ماروت نے شہزادی بطروقہ کا معائنہ کیا اور بادشاہ سے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ شہزادی سکتہ میں ہے۔شہزادی کو سکتہ کیوں ہوا اس کے لئے ہمیں حاضرات کا عمل کرنا ہوگا۔ بادشاہ نے انہیں علاج کرنے کی اجازت دے دی تو دونوں نے بادشاہ کو عمل حاضرات سے متعلق کچھ چیزیں لکھ کر دیں جو انہیں مہیا کر دی گئیں۔ جب تمام چیزیں ہاروت اور ماروت کو مہیا کر دی گئیں تو انہوں نے محل کے ایک اندھیرے کمرے کا انتخاب کیا جہاں ایک بڑی میز پر گول شیشہ نصب تھا۔ ہاروت اور ماروت نے اس کمرے کی تمام مشعلیں بجھا دیں اور کمرے میں عود و عنبر کی دھونی دے کر کمرے کو خوشبودار بنا دیا۔ جب کمرہ عمل کے لئے تیار ہو گیا تو دونوں نے عمل حاضرات کے کلمات دہرانا شروع کر دیئے۔ جیسے ہی کلمات ادا ہوئے شیشہ روشن ہو گیا اور اس میں شہزادی بطروقہ کی خوابگاہ دکھائی دینے لگی۔شہزادی اپنے بستر پر سوئی ہوئی تھی اور اس کے دائیں جانب کا دریچہ کھلا ہوا تھا۔ اس دریچہ میں سے جنگل کا منظر نمایاں نظر آ رہا تھا جس میں ایک بڑے سے درخت پر سیاہ رنگ کا ناگ پھن لہرائے بیٹھا تھا۔ یہ سیاہ ناگ دھیرے دھیرے شہزادی کے کمرے میں اس دریچہ سے داخل ہوا اور شہزادی کے پہلو میں پہنچ کر شہزادی کو تیز نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ پھر سیاہ ناگ دھیرے دھیرے شہزادی کی مسہری پر چڑھا اور شہزادی کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیا۔شہزادی کی سانسیں معدوم ہونا شروع ہو گئیں اور کچھ دیر بعد جب سیاہ ناگ اپنا منہ ہٹا کر

Marfat.com

دوبارہ جنگل میں چلا گیا تو شہزادی کی چلتی سانس رک چکی تھی۔

ہاروت اور ماروت جب یہ عمل کر رہے تھے ان کے ساتھ بادشاہ اور چند خاص وزراء بھی اس کمرے میں موجود تھے جو اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ ہاروت نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! اس ظالم ناگ نے آپ کی بیٹی کا سانس پی لیا ہے۔ بادشاہ نے چلانے کے انداز میں کہا کہ کیا اب میری بیٹی کبھی ٹھیک نہ ہو گی؟ ہاروت نے کہا کہ شہزادی یقیناً تندرست ہو گی۔ پھر ہاروت اور ماروت نے کمرے میں دھونیاں تیز کر دیں اور زور زور سے منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ اس دوران ایک دم دھونی میں سے آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا اور دریچے کی جانب لپکا۔ بادشاہ اور وزراء نہایت حیرانگی کے ساتھ ساری کاروائی دیکھ رہے تھے۔ آگ کا شعلہ جنگل کی جانب لپکا اور اس درخت کی جانب بڑھا جہاں وہ سیاہ ناگ پھن لہرائے بیٹھا تھا۔ ناگ نے جب آگ کا شعلہ اپنی جگہ بڑھتے دیکھا تو اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن آگ کے شعلے نے اسے جالیا جس سے وہ جل کر راکھ ہو گیا۔

ہاروت و ماروت نے سیاہ ناگ کے جلنے کے بعد بادشاہ کو مبارک باد دی اور کہا کہ ہم نے شہزادی کے علاج کا پہلا مرحلہ طے کر لیا ہے۔ اب ہم انہیں کچھ دوائیں دیں گے جس سے وہ عنقریب صحت یاب ہو جائے گی۔

اگلے روز ہاروت و ماروت نے چاندی کی چار پتیلیاں منگوا کر ان کے پیندوں میں سوراخ کیا اور انہیں ایک سٹینڈ کے اوپر لگا کر شہزادی کے چہرے کے اوپر نصب کر دیا۔ ان پتیلیوں کے سوراخوں سے دوا کے قطرے شہزادی کے منہ میں ٹپکائے جانے لگے۔ ہاروت و ماروت برابر شہزادی کے سرہانے موجود رہے۔ اس دوران بادشاہ کچھ دیر کے لئے آتا اور ان کو دیکھ کر چلا جاتا۔ چوتھے روز ہاروت و ماروت نے عود و عنبر کی دھونیاں سلگائیں اور کمرے میں اس کی دھونیاں دینے لگے۔ دھونی دینے کے ساتھ ساتھ ہاروت شہزادی کے سرہانے اور ماروت شہزادی کے پاؤں کی جانب کھڑے ہو کر منتر پڑھنا شروع ہو گیا۔

Marfat.com

ہاروت و ماروت بظاہر منتر مگر اسم اعظم پڑھ رہے تھے انہوں نے اسم اعظم پڑھنے کے بعد شہزادی کے جسم کو ہاتھ لگایا تو شہزادی کا جسم تڑپنا شروع ہو گیا۔ ہاروت و ماروت نے اسم اعظم جاری رکھا۔ شہزادی کچھ دیر تڑپنے کے بعد اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بادشاہ نے خوشی سے جھومتے ہوئے بیٹی کو گلے سے لگا لیا۔ شہزادی نے جب اپنے اردگرد ہجوم دیکھا تو حیرانگی سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ تم کچھ بیمار ہو گئیں اس لئے یہ سب یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ پھر بادشاہ نے اپنی بیٹی کی صحت کی خوشی میں جشن کا اعلان کیا۔

اگلے روز جشن شروع ہوا۔ بادشاہ نے ہاروت و ماروت کا انعام و اکرام سے نوازنا چاہا تو دونوں نے انکار کر دیا۔ جشن میں ایک رقاصہ زہرہ بھی شامل تھی جب اس رقاصہ نے نیم عریاں لباس میں اپنا رقص شروع کیا تو ہاروت و ماروت اس پر فریفتہ ہو گئے۔ ان دونوں نے مل کر منصوبہ بنانا شروع کیا کہ زہرہ کو کس طرح حاصل کیا جائے۔ بالآخر دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ زہرہ کی رہائش گاہ پر جا کر اس سے حالِ دل بیان کیا جائے۔ اپنے اس منصوبہ کے مطابق دونوں اگلے روز زہرہ کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ زہرہ کے محل پر پہنچنے کے بعد انہوں نے دربان سے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ زہرہ کو اطلاع دیں کہ ان کے دو پرستار ہاروت اور ماروت آئے ہیں۔

دربانوں نے زہرہ کو اطلاع دی تو اس نے ان دونوں کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ جب ان دونوں نے یہ اطلاع بھجوائی کہ وہ وہی دو طبیب ہیں جنہوں نے شہزادی کا علاج کیا ہے تو زہرہ نے ان دونوں کو محل میں بلا لیا۔ جب یہ زہرہ کے پاس پہنچے تو زہرہ بناؤ سنگھار کرنے کے بعد ایک مسند پر نیم دراز تھی۔ اس کا حسن بے مثل تھا۔ ہاروت و ماروت نے جب زہرہ کا یہ انداز دیکھا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ فریفتہ ہو گئے۔ زہرہ نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور ان سے ان کے آنے کا مدعا دریافت کیا۔ پہلے تو دونوں بیان کرنے سے قاصر رہے مگر جب زہرہ نے ان کا حوصلہ بڑھایا تو انہوں نے اس کے حسن کی تعریف کرتے ہوئے اس کے ساتھ کی خواہش کی۔ زہرہ نے ان کا مدعا سمجھتے ہوئے کہا کہ تم میرے ساتھ

Marfat.com

زنا کرنا چاہتے ہو۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے حسن سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں لیکن اپنی بات کو بیان کرنے سے عاجز ہیں۔

زہرہ نے ان دونوں سے کہا کہ میری بھی کچھ شرائط ہیں۔ ہاروت و ماروت نے شرائط دریافت کیں تو زہرہ اپنے محل کے اندر گئی اور پڑوسیوں کا ایک نوعمر لڑکا لے کر آئی۔ پھر ان سے کہا کہ میری پہلی شرط یہ ہے کہ تم لوگ خدا کی عبادت کرنا چھوڑ دو اور میری عبادت کرنا شروع کر دو۔ ہاروت و ماروت نے کہا کہ ہم شرک کسی حالت میں بھی نہ کریں گے۔ زہرہ نے ہنس کر کہا کہ پھر میری صحبت مشکل ہے۔ اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو جو لڑکا میں ابھی لائی تھی اسے بہلا پھسلا کر جنگل میں لے جاؤ اور قتل کر دو۔ ہاروت اور ماروت بولے کہ یہ بھی ہم سے نہ ہوگا۔ زہرہ نے کہا اگر ایسا بھی نہیں کر سکتے تو وہ اسم اعظم مجھے سکھا دو جسے پڑھ کر تم عرش پر جاتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم بارگاہِ الٰہی میں مردود کہلائیں گے۔ زہرہ نے کہا تو پھر تم میرے محل سے نکل جاؤ اور اگلے ہفتے میری کچھ اور شرائط سننے کے لئے میرے محل میں آ جانا اگر تم میری ان شرائط کو بھی نہ پورا کر سکے تو پھر تم مردود ہو جاؤ گے کیونکہ میرا قرب اتنا آسان نہیں ہے۔

ہاروت و ماروت نامراد زہرہ کے محل سے واپس لوٹ آئے۔ ایک ہفتہ بعد جب وہ دونوں زہرہ کے بلاوے پر اس کے محل گئے تو زہرہ نے اپنی پہلی والی تمام شرائط پھر دہرا دیں۔ دونوں نے ایک مرتبہ پھر انکار کر دیا۔ اس مرتبہ زہرہ نے انہیں محل سے نکالنے کی بجائے انہیں اپنے رقص والے کمرے میں لے آئی اور ان کے سامنے نیم عریاں رقص کرنا شروع کر دیا۔ ہاروت و ماروت اس کے رقص میں مدہوش ہو گئے۔ اس دوران زہرہ کی خادمائیں آئیں اور شراب کے بھرے جام ہاروت اور ماروت کے ہاتھوں میں تھما دیئے۔ ہاروت اور ماروت نے شراب پینا شروع کر دی۔ خادمائیں مزید شراب لاتی رہیں اور وہ دونوں پیتے رہے یہاں تک کہ شراب میں بدمست ہو گئے۔ زہرہ نے پڑوسیوں کے اس لڑکے کو بلوایا اور ان دونوں کو ایک خنجر دے کر کہا کہ وہ اس لڑکے کو جنگل میں لے جا کر ذبح

Marfat.com

کردیں۔ ہاروت و ماروت شراب کے نشہ میں اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکے تھے انہوں نے وہیں اس لڑکے پر حملہ کر دیا اور اس لڑکے کو ذبح کر ڈالا۔ لڑکے کو قتل کرنے کے بعد ہاروت و ماروت نے زہرہ کے ساتھ زنا کی خواہش ظاہر کی۔ زہرہ نے کہا کہ اول تم مجھے خدا مان کر سجدہ کرو۔ ہاروت و ماروت نے نشے کی حالت میں زہرہ کو سجدہ کیا۔ زہرہ نے ان دونوں کو زنا کی اجازت دی اور دونوں نشے میں دھت اس کے ساتھ زنا کرتے رہے حتیٰ کہ ساری رات گناہوں میں بسر ہوئی۔ علی الصبح جب ان کا نشہ دور ہوا تو دونوں اپنے ان گناہوں پر بہت پچھتائے لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اللہ عزوجل سے انہوں نے کہا تھا کہ زمین پر انسان گناہوں میں مبتلا ہو کر اسے بھول چکا ہے اور اب وہ خود انہی گناہوں کے مرتکب ہو گئے تھے۔ انہوں نے اللہ عزوجل سے انسانوں کی نسبت نیک اعمال کا عہد کیا تھا اور اب وہ اپنے عہد کو توڑ چکے تھے۔

ہاروت نے ماروت سے دریافت کیا کہ ہمیں اپنے ان گناہوں کی سزا دنیا میں ہی بھگت لینی چاہئے کیونکہ دنیا بالآخر ختم ہونے والی ہے جبکہ آخرت ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والی ہے۔ ماروت نے ہاروت کی بات سن کر اقرار میں سر ہلایا۔ پھر دونوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ یاالٰہی! ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دنیا میں ہی دے دے اور ہمارے حال پر رحم فرما۔ اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں بشارت دی کہ انہیں دنیا میں ہی سزا دی جائے گی۔

کچھ دیر بعد زہرہ کنیزوں کے ہمراہ ناشتہ لے کر آئی۔ زہرہ نے ہاروت اور ماروت سے کہا کہ تم شراب کے نشے میں زنا بھی کر چکے ہو مجھے سجدہ بھی کر چکے ہو اور اس لڑکے کو قتل بھی کر چکے ہو اب تم دونوں مجھے اسم اعظم بھی سکھا دو۔ ہاروت اور ماروت نے انکار کیا تو زہرہ نے کہا کہ میں ابھی سب کو بتا دوں گی کہ تم نے اس لڑکے کو قتل کیا اور شاہی جلاد تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ ہاروت اور ماروت سمجھ گئے کہ وہ زہرہ کے جال میں پھنس چکے ہیں اس لئے ناچار انہوں نے اسے اسم اعظم بھی سکھا دیا۔ زہرہ نے تنہائی میں جا کر اسم اعظم

Marfat.com

پڑھا تو خود کو عرش پر پایا۔ پھر جب اس نے عرش سے واپس زمین پر آنے کے لئے اسم اعظم پڑھا تو کچھ بھی نہ ہوا۔ روایات کے مطابق اس سے اسم اعظم سلب کر لیا گیا اور اسے ایک ستارہ بنا دیا گیا جو آسمان پر ہی مقید ہے اور ستارے کی شکل میں چکر لگاتی پھر رہی ہے اور تا قیامت اسی حالت میں رہے گی۔ زہرہ کی کنیزوں نے کوتوالِ شہر کو لڑکے کے قتل سے آگاہ کر دیا تا کہ الزام ان پر نہ آئے۔ کوتوالِ شہر کے دریافت کرنے پر انہوں نے ہاروت اور ماروت دونوں کے نام بھی بتا دیئے جنہوں نے اس لڑکے کو قتل کیا تھا۔

ہاروت اور ماروت کا مقدمہ کوتوال کی عدالت میں چلا اور انہوں نے وہاں حکومتی اہلکاروں پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ دونوں ہی وہی طبیب ہیں جنہوں نے بادشاہ کی بیٹی کا علاج کیا تھا کیونکہ وہ اپنے گناہوں کی سزا دنیا میں ہی چاہتے تھے۔ کوتوال نے دونوں کو چاہِ بابل میں الٹا لٹکا دیا۔ جب دونوں کو چاہِ بابل میں الٹا لٹکا دیا گیا تو ندائے غیبی آئی کہ اب تم دونوں قیامت تک اسی کنویں میں الٹے لٹکے ہو گے اور پھر کنویں میں ان کے سر کے نیچے ایک آگ روشن ہو گئی جس کا دھواں ان کے منہ کے راستے داخل ہوتا ہے اور مقعد سے نکلتا ہے۔ اللہ عزوجل نے ان دونوں فرشتوں کو قیامت تک کے لئے اس ہولناک عذاب میں مبتلا کر دیا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ہاروت اور ماروت کا واقعہ سنانے کے بعد کچھ دیر توقف کیا پھر فرمایا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے کچھ عرصہ بعد ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مدینہ منورہ آئی۔ اس عورت کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے متعلق خبر ہوئی تو اس عورت نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ میرے بے حد اصرار پر اس عورت نے بتایا کہ میرا شوہر مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا میں نے اپنے قبیلے کی بوڑھی عورتوں سے اس بارے میں کہا تو ان میں سے ایک عورت نے مجھے کہا کہ میں تمہیں کچھ کام کرنے کا حکم دوں اور وہ کام تم کرو تو تمہارا شوہر واپس لوٹ آئے گا۔ میں نے اس بوڑھی عورت کی بات سن کر آمادگی ظاہر کی تو اس بوڑھی

Marfat.com

عورت نے مجھے رات کے وقت اپنے پاس بلایا۔ میں رات کو اس عورت کے پاس گئی تو وہ مجھے لے کر چل دی۔ اس عورت کے پاس دو موٹے تازے کتے بھی تھے جن میں سے ایک پر وہ سوار ہوگئی دوسرے پر میں سوار ہوگئی۔ ان کتوں نے کسی گھوڑے کی مانند ہمارا وزن اٹھا لیا۔ پھر اس بوڑھی عورت نے کچھ پڑھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ہم بابل شہر میں تھے۔ پھر ہمارا گزر چاہِ بابل پر ہوا۔ وہاں ہم نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ دو بڑے ہی خوبصورت اور تنومند مرد بڑے بڑے شکنجوں سے جکڑے کنویں میں الٹے لٹکے ہیں اور ان کے سروں کے نیچے آگ روشن ہے۔ وہ آگ کچھ دیر بعد بجھ جاتی اور اس کا دھواں ان کے ناک و منہ میں داخل ہو جاتا پھر وہ دھواں ان کے سارے جسم میں سے ہوتا ہوا مقعد کے راستہ خارج ہو جاتا تھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ بوڑھی عورت مجھ سے بولی کہ تو کنویں سے نیچے اتر اور ان کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں تمہارے پاس جادو سیکھنے آئی ہوں۔ میں ڈرتی ہوئی ان کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ میں جادو سیکھنے کے ارادے سے آئی ہوں۔ انہوں نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دیکھ ہم بھی اللہ عزوجل کی جانب سے آزمائش میں مبتلا ہیں تو جادو سیکھ کر اپنا ایمان خراب نہ کر کیونکہ جادو سیکھنا کفر ہے اور جادو کرنے والا اپنے ایمان کو گنوا بیٹھتا ہے اور اپنے نبی کے ساتھ غداری کرتا ہے۔ میں نے ان کی باتیں نظر انداز کرتے ہوئے پختہ ارادے سے کہا کہ میں تو جادو سیکھ کر ہی واپس جاؤں گی۔

ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو جادو سیکھنا چاہتی ہے تو اس کنویں کے پچھواڑے میں ایک ویران تنور ہے تو وہاں جا کر اس تنور میں پیشاب کر کے واپس لوٹ آ ہم تجھے جادو سکھا دیں گے۔ میں کنویں سے نکلی اور اس بڑھیا کو تمام بات بتائی۔ بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ جیسے وہ کہتے ہیں تو ویسے ہی کر۔ چنانچہ میں اس تنور کی جانب چل دی۔ وہ تنور نہایت ویران جگہ پر تھا۔ میں جیسے جیسے اس تنور کی جانب بڑھتی گئی مجھ پر خوف کی کیفیت طاری ہوتی گئی۔ اس سے پہلے کہ میں تنور کے نزدیک پہنچتی مجھ پر شدید خوف طاری ہوا اور میں واپس آ گئی۔ واپس آ کر میں نے ان دونوں سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ میں اس ویران تنور میں

Marfat.com

پیشاب کر آئی ہوں۔ان دونوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے وہاں کیا دیکھا؟ میں نے کہا کہ سوائے ویرانی کے اور کچھ نہ تھا۔انہوں نے کہا کہ تو جھوٹ بولتی ہے تو وہاں پیشاب کر کے نہیں آئی ہم تجھے ابھی بھی کہتے ہیں کہ تیرا ایمان سلامت ہے تو واپس لوٹ جا۔میں نے اپنا اصرار جاری رکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ جا پھر اس تنور میں پیشاب کر کے آ۔میں پھر اس تنور پر گئی لیکن خوف کی وجہ سے پیشاب کئے بغیر واپس لوٹ آئی۔میں نے واپس آ کر ان سے پھر جھوٹ بولا تو انہوں نے کہا کہ ہم تیرا جھوٹ پہچانتے ہیں تو وہاں پیشاب نہیں کر کے آئی۔چنانچہ میں دوبارہ تنور پر گئی اور ڈر کر پیشاب کر ہی لیا۔اس دوران ایک نقاب پوش گھڑسوار تنور سے برآمد ہوا۔میں نقاب کی وجہ سے اس کا چہرہ نہ دیکھ سکی۔وہ گھڑسوار آسمان کی جانب بلند ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

میں گھبرائی ہوئی واپس ان دونوں کے پاس کنویں پر پہنچی اور سارا ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔انہوں نے کہا کہ اے عورت! وہ گھڑسوار تیرا ایمان تھا جو اب تجھ سے علیحدہ ہو چکا ہے۔پھر انہوں نے مجھے کچھ کلمات سکھائے اور کہنے لگے کہ اس جادو سے تیری منہ مانگی مرادیں تجھے مل جائیں گی۔میں واپس آئی اور اس بڑھیا سے کہا کہ انہوں نے مجھے کچھ الفاظ سکھائے ہیں۔اس بڑھیا نے کہا کہ تو ان الفاظ کی بدولت جو ارادہ کرے گی وہ پورا ہو جائے گا۔پھر ہم دونوں انہی کتوں پر سوار ہوئے اور واپس لوٹ آگئے۔اگلے روز میں نے گیہوں کا ایک دانہ لیا اور ان الفاظ کو دہراتے ہوئے اس دانے کو زمین پر ڈال دیا۔چند ہی لمحوں میں وہاں دانے اگ آئے۔پھر نے ارادہ کیا کہ خوشہ تجھ سے الگ ہو جائے۔پس خوشہ الگ ہو گیا۔پھر میں نے ارادہ کیا کہ خوشہ سوکھ جائے تو وہ سوکھ گیا۔پھر میں نے ارادہ کیا کہ اس کا آٹا بن جائے تو آٹا بن گیا۔پھر میں روٹی کا ارادہ کیا تو اس کی روٹی پک گئی۔پھر مجھے اپنے ایمان کے جانے کا افسوس ہوا۔

اس عورت نے مجھ سے کہا: اے ام المومنین! اللہ کی قسم میں نے اس جادو سے کوئی برا کام نہ لیا اور نہ ہی میں اسے آئندہ کروں گی۔میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت

Marfat.com

میں اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ اپنے گناہوں پر توبہ کر سکوں لیکن افسوس! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پردہ فرما چکے ہیں۔ اب میں کیا کروں گی؟ پھر وہ عورت اس قدر روئی کہ مجھے اس کی حالت پر افسوس ہونے لگا۔ بعد ازاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس عورت کا قصہ سننے کے بعد اس عورت سے کہا کہ تم اپنے فعل پر کثرت سے توبہ استغفار کرو اور اپنے والدین کی خدمت کو اپنا شعار بنالو انشاء اللہ اللہ عزوجل تمہارا گناہ معاف فرمادے گا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث سنانے کے بعد فرمایا کہ اسم اعظم ایک ہی ہے اور قرآن مجید کے حروف ہی حقیقت میں اسم اعظم ہیں۔ اگر انہیں درست کاموں میں استعمال کیا جائے تو یہ نوری ہیں اور اگر انہیں غلط کاموں میں استعمال کیا جائے تو پھر یہ جادو ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیان یہیں ختم کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

عشق اب اپنے ہی جلووں کے جہاں میں گم ہے
اب ترے وعدۂ دیدار سے کیا ہوتا ہے
کس کی آمد کا ہے ارماں کہ چمن میں ہر صبح
پھول ہر شاخ پہ اِک دست دعا ہوتا ہے

Marfat.com

شاہِ قونیہ کا بلاوا

رفتہ رفتہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت شہر قونیہ اور روم کے گوشہ گوشہ میں پھیلنا شروع ہو گئی۔ قونیہ کا حکمران رکن الدین تلیج ارسلان تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اسم اعظم سے آگاہ ہیں تو اسے خطرہ محسوس ہوا کہ وہ کہیں وہ اسم اعظم کی بدولت اور اپنی اس بڑھتی ہوئی شہرت کے ساتھ اس کے تخت و تاج پر قبضہ نہ کر لیں اس لئے اس نے مشاورت کے لئے اپنے وزیر اعظم آصف بلخی کو بلایا اور اس سے مشورہ کیا کہ کس طرح حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑھتے ہوئے خطرہ کو روکا جا سکے۔ آصف بلخی نے مشورہ دیا کہ اگر آپ کو ان دونوں سے خطرہ ہے تو انہیں شاہی محل میں بلوا کر ان کی حمایت حاصل کی جائے۔ اگر ان دونوں نے آپ کی حمایت کر دی تو پھر آپ کی حکومت کو کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ اگر ان دونوں حضرات نے آپ کی حمایت سے انکار کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ دونوں حکومت کے لئے ایک بڑا خطرہ ہیں پھر ہی ان کا کوئی سدباب کرنا پڑے گا۔ قبل ازیں ہمیں پہلے ان دونوں کے ارادوں سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

رکن الدین تلیج نے کہا کہ مجھے ان سے واقعی شدید خطرہ ہے اگر صاحب علم و فضل اور تصوف کی شہرت میں اضافہ ہوتا رہا تو پھر کچھ صوفی چند ہی دنوں میں میری حکومت کا تختہ الٹ دیں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس فتنے کا سدباب ابتداء میں ہی کر لوں۔ تم میرے نائب ہو اس لئے اب یہ تمہاری فراست پر منحصر ہے کہ تم اس فتنے کو کس طرح روکتے ہو کیونکہ ان کو روکے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

Marfat.com

وزیر اعظم آصف بلخی نہایت چالاک شخص تھا۔ اس نے شاہ کو مشورہ دیا کہ پہلے آپ شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں طلب کریں اور ان سے اپنی اطاعت کے فرمان پر دستخط کروائیں۔ اگر وہ دربار میں آگئے اور آسانی سے آپ کی اطاعت گزاری اختیار کر لی تو پھر کسی کاروائی کی کچھ ضرورت نہیں لیکن اگر انہوں نے انکار کیا تو پھر ان کے خلاف مناسب کاروائی کی جائے۔ شاہ نے وزیر اعظم کی بات کو پسند کیا اور شاہی کاتب کو بلا کر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رقعہ تحریر فرمایا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول درس و تدریس میں مشغول تھے کہ شاہ قونیہ کے ایلچی وہ رقعہ لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شاہی رقعہ پیش کیا گیا جس میں تحریر تھا کہ ہمیں حکومتی معاملات چلانے میں کچھ دشواری پیش آ رہی ہے جس کے لئے آپ سے مشورہ کرنا ہے اور ساتھ ہی شاہ قونیہ اپنی بیٹیوں کے لئے اتالیق کے طور پر آپ کو مقرر کرتا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس معاملے میں کیا رائے ہے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے شاہ قونیہ کے دربار میں جانا چاہئے تاکہ صورتحال واضح ہو اور پھر ہم اپنا لائحہ عمل تیار کریں۔

اگلے روز بعد نمازِ فجر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، شاہ قونیہ سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حفاظت کے لئے اپنے چار شاگردوں کو بھی ساتھ کر دیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اپنی جان کی بازی بھی لگانے سے دریغ نہ کرتے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ محافظوں کے ہمراہ تیز رفتار گھوڑوں پر روانہ ہوئے اور عصر کے وقت شاہ قونیہ کے محل کی حدود میں داخل ہوئے۔

شاہ قونیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر شاہی مسجد میں داخل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نمازِ عصر کے لئے وضو کروایا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ قونیہ کی امامت میں نمازِ عصر ادا کی۔ بعد نماز شاہ قونیہ نے دعا کروائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر اپنے

Marfat.com

محل میں لے گیا۔محل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال وزیراعظم آصف بلخی نے کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔کھانا تناول فرمانے کے بعد آصف بلخی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ یقیناً حیران ہوں گے کہ شاہ قونیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اچانک اس طرح کیوں بلایا؟ اصل میں ملک یونان کا بادشاہ ہمارے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور ہمارے ملک میں مختلف قسم کی شورشیں برپا کروا رہا ہے۔سلطنت ہند بھی ملک یونان کا ساتھ دے رہی ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ہم ابھی اندرونی مسئلوں میں الجھے ہوئے ہیں اس لئے بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت اور علمیت کی وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ملکی معاملات کو چلانے میں ہمیں مشورہ دیں۔ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مشیر خاص کا عہدہ پیش کرتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے قبول فرمائیں۔اس کے علاوہ شاہ کی بیٹیوں کے لئے استاد کی ضرورت ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تربیت پائیں۔حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے وزیراعظم آصف بلخی کی تمام بات بغور سنی پھر مسکراتے ہوئے فرمایا:

"نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبین اور تمام حاضرین کو سلام! میں شاہِ قونیہ کا مشکور ہوں جنہوں نے اس بندہ عاجز کی عزت افزائی کی۔میں پچھلی رات مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اس بات پر غور کرتا رہا کہ شاہِ قونیہ کو ایسا کون سا مسئلہ درپیش آ گیا جس پر اس نے مجھے بلایا ہے۔اب چونکہ مجھے معلوم ہو چکا ہے اس لئے میں بادشاہ کی جانب سے اس عزت افزائی پر ایک مرتبہ پھر مشکور ہوں۔ہم بلاشبہ علم سے آگاہی رکھتے ہیں لیکن حکومتی معاملات کی ہمیں مطلق کچھ آگاہی نہیں ہے۔ہم تو تارک الدنیا لوگ ہیں اور دنیاوی معاملات میں قطعاً دخل اندازی نہیں کرتے۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ حکومتی معاملات کو سلجھائے۔میں فی الوقت خود کو کسی

Marfat.com

بھی عہدہ کے لئے مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ ہم خانقاہوں کے رہنے والے معمولی درویش ہیں اس لئے یہ بڑے عہدے ہم لوگوں کے لئے کسی بھی طرح ٹھیک نہیں ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر شاہِ قونیہ ہماری خدمات حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ہمیں ایک عام مشیر اور اتالیق کے طور پر ہمارا تقرر فرمائے تو ہم اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں ایک مرتبہ پھر شاہِ قونیہ کی جانب سے اس حوصلہ افزائی پر شکر گزار ہوں اور اپنی گفتگو یہیں ختم کرتا ہوں۔''

شاہِ قونیہ خاموشی کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سن رہا تھا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو اس پہلی ملاقات کے بعد ان کا کمرہ دکھایا گیا جو نہایت شاہانہ انداز میں سجایا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ سفر کی وجہ سے بھی تھکے ہوئے تھے اس لے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر آرام فرمایا۔ رات ایک بجے آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور غسل کیا۔ غسل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سوچ میں گم ہو گئے کہ مشیر خاص کا عہدہ انہیں کیوں پیش کیا جا رہا ہے؟ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مشیر خاص مقرر کیا جانا ہوتا تو پھر حفاظتی دستہ کہاں تھا؟ یہ تو محض ایک رسمی کاروائی معلوم ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ قونیہ کے رویہ پر بھی غور کر رہے تھے جس نے ابھی تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ کوئی بات نہ کی تھی۔

صبح ہوئی تو حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے شاہانہ لباس زیب تن کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں شہزادیوں کے پاس لے جایا گیا۔ دونوں شہزادیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چوما۔ شاہ کی بڑی بیٹی کا نام اسمارہ ثریا تھا اور وہ کم گو اور عمدہ خصائل کی مالک تھی جبکہ چھوٹی بیٹی کا نام اسمارہ عذرا تھا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف جب ان سے کروایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے نام سن کر چونک پڑے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل انہیں جنت عطا فرمائے میری والدہ کا نام بھی اسمارہ فاطمہ (رحمۃ اللہ علیہا) تھا۔ میں ان کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ رکھوں گا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں بچیوں کو محل کی چھت پر درس دینا شرع

Marfat.com

کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے جب بھی کوئی سوال کرتے وہ دونوں اس کا معقول جواب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیتیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دنوں میں ہی اس بات کا اندازہ کر لیا کہ دونوں شہزادیاں نہایت حاضر جواب اور معاملہ فہم ہیں۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں درس دے رہے تھے کہ وہاں سے ایک دیوانہ گزرا جو قہقہے لگاتا ہوا جا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شہزادی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ ایک دیوانہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ شہزادی اس دیوانے کے ذکر سے قدرے خوفزدہ ہوگئی تھی۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو دورانِ درس و تدریس مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بھی شامل کیا گیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی معاملہ میں کوئی مشورہ نہ لیا گیا حالانکہ پہلے روز وزیر اعظم نے نہایت بلند و بانگ دعوے کئے تھے۔ شاہ قونیہ کا رویہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہایت ہی پراسرار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران تمام حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔

ایک روز حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ غسل کر کے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں دو خواجہ سرا داخل ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ کون ہو تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے نام خان ضرغام اور خان زرغون ہیں۔ پھر وہ دونوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اندرونی کمرے میں لے گئے اور کہا کہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں کسی عہدے کی بجائے کسی اور مقصد کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بھی اس معاملے پر غور کر رہا ہوں کیونکہ شاہ کا رویہ بھی میرے ساتھ نہایت پراسرار ہے۔ بعد ازاں ان دونوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کی گارنٹی دی کہ وہ تمام معاملات کو جاننے کی کوشش کریں گے اور جیسے ہی انہیں کسی بات کے بارے میں علم ہوا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گوش گزار کریں گے۔ نیز ان دونوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا سلام پیش کیا اور کہا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر بہت اداس ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ جلد از جلد واپس لوٹ آئیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو مطمئن کر کے واپس بھیج دیا۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول شہزادیوں کو درس دینے کے لئے محل کی چھت پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ شہزادیوں کے ہمراہ آج ایک اور لڑکی بھی تھی۔ شہزادی اسمارہ عذرا نے اس نئی لڑکی کا تعارف نوشابہ کے نام سے کروایا اور بتایا کہ یہ وزیراعظم آصف بلخی کی بیٹی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علم ریاضی، فلسفہ اور منطق کی تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ابھی یہ تعارف کا سلسلہ جاری تھا کہ محل کے سامنے سے وہی دیوانہ باآوازِ بلند یہ کہتا ہوا گزرا کہ ماسٹر صاحب! ہمیں بھی پڑھایئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پھر اس دیوانے کے بارے میں دریافت کیا تو شہزادی اسمارہ ثریا نے بتایا کہ یہ ہمارے وزیر حسام الدین کا بیٹا ہے۔ ان کی باقی تین بیٹیاں اور چار بیٹے تو ٹھیک ہیں لیکن یہ بیٹا دیوانہ ہے۔ اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ یہ کب کیا کر گزرے اس لئے سب اس سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول شہزادیوں اور وزیراعظم کی بیٹی کو پڑھانا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ سبق محسوس کیا کہ وزیراعظم کی بیٹی نوشابہ نہایت شاطر ہے اور عیاری اس کے چہرے سے بھی عیاں تھی۔ ساتھ ہی ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دنوں سے محسوس کر رہے تھے کہ شہزادی اسمارہ ثریا کی توجہ پڑھائی کی طرف نہیں ہے وہ دورانِ پڑھائی کھو جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے ٹال دیا۔ نوشابہ بولی کہ یہ دل ہی دل میں دہرائی شروع کر دیتی ہے۔ ساتھ ہی وہ اسمارہ ثریا کو دیکھ کر مسکرا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سوچنے لگے کہ شاہ قونیہ کا رویہ بھی میرے ساتھ نہایت پراسرار ہے اور اب یہ بھی مجھے کچھ بتانے سے قاصر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پھر اسمارہ ثریا سے اس کے رویہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے ٹالتے ہوئے کہا کہ استادِ محترم! ہمیں اب نیچے چلنا چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ تینوں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ معاً وہ دیوانہ یکایک چھت پر آ گیا اور بھاگتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب بڑھا۔ اسمارہ ثریا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک طرف کر لیا اور وہ دیوانہ اسمارہ عذرا سے ٹکراتا ہوا چھت کی دوسری

Marfat.com

جانب سے نیچے صحن میں جا گرا۔ صحن میں گرتے ہی اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ابھی تک نہایت حیرانگی کے ساتھ اس مردہ دیوانے کو دیکھ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دیوانے کی آخری رسومات میں شامل ہوئے۔ دیوانے کی تجہیز و تکفین کے بعد شاہی محل میں ایک محفل سوگ ہوئی جس میں شاہ قونیہ اور وزیر اعظم سمیت سب نے تقریر کی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ اہمیت نہ دی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پراسرار رویہ سے سمجھ گئے کہ ان کے خلاف کوئی سازش کی جا رہی ہے۔ دفعتاً وزیر دفاع شیخ شرف الدین حریری محل میں داخل ہوا۔ شاہ قونیہ نے وزیر دفاع سے اس وقت آمد کی وجہ دریافت کی تو وزیر دفاع شیخ شرف الدین حریری نے بتایا کہ ابھی ابھی جاسوسوں نے اطلاع دی ہے کہ شاہِ ہند اور شاہِ یونان کی افواج ہماری سرحدوں کی جانب پیش قدمی کر رہی ہیں اور وہ تمام جنگی ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ ان فوجوں کے تیور نہایت خطرناک ہیں اور وہ یقیناً ہمیں تباہ و برباد کرنے آ رہے ہیں۔

شاہ قونیہ نے جب وزیر دفاع کی بات سنی تو اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گے۔ اس نے وزیر دفاع کو اجازت دیتے ہوئے کہا کہ تم بھی اپنی فوجوں کو سرحدوں کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دے دو اور فوج سے کہو کہ وہ دشمن کی تعداد اور ان کے وافر اسلحہ سے خوفزدہ نہ ہوں اور جب تک وہ پہل نہ کریں تب تک جنگ شروع نہ کی جائے۔ وزیر دفاع کو جب شاہ قونیہ کی جانب سے اجازت مل گئی تو وہ سلام کرتے ہوئے محل سے واپس چلا گیا۔

وزیر دفاع کے جانے کے بعد شاہ قونیہ نے کہا کہ اب صورتحال نہایت پیچیدہ ہے اس لئے آج شام کو میں مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کرتا ہوں۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے محفل برخواست کرنے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بھی خاموشی کے ساتھ اٹھے اور اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے روز سے شہزادیوں کو محل کے صحن میں تعلیم دینا شروع کر دی۔ صحن کے چاروں جانب محل کی بلند و بالا دیواریں تھیں اس لئے بظاہر یہاں کوئی خطرہ موجود نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سبق کا آغاز حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے کیا اور فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب میں دیکھا کہ چاند، ستارے اور سورج انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اپنے اس خواب کا ذکر والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے کیا جنہوں نے آپ علیہ السلام کو یہ خواب بھائیوں کو بتانے سے منع کیا۔ آپ علیہ السلام کے بھائیوں نے چھپ کر یہ بات سن لی۔ وہ آپ علیہ السلام کو لے کر نزدیکی جنگل میں چلے گئے اور ایک کنویں کے اندر آپ علیہ السلام کو پھینک دیا۔ گھر آ کر آپ علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ جنگل میں بھیڑیا بھائی یوسف (علیہ السلام) کو نگل گا۔ آپ علیہ السلام کنویں کے اندر سے پکارتے رہے۔ اس دوران وہاں سے ایک قافلہ کا گزر ہوا جنہوں نے آپ علیہ السلام کو کنویں سے نکالا اور اپنے ساتھ مصر لے گئے۔ مصر میں آپ علیہ السلام کو عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ عزیز مصر کے گھر میں زلیخا آپ علیہ السلام پر عاشق ہو گئی اور اپنا مطلب پورا کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن آپ علیہ السلام اس کے مکر میں نہ آئے۔ آپ علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ بعد ازاں آپ علیہ السلام نے تنگ آ کر قید خانے میں پناہ لی جہاں آپ علیہ السلام سے دو قیدیوں نے اپنے اپنے خوابوں کی تعبیر دریافت کی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی جو درست ثابت ہوئی۔ آپ علیہ السلام سے شاہِ مصر نے اپنے خواب کا ذکر کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مصر میں سات

Marfat.com

سال بعد قحط پڑ جائے گا لہٰذا بادشاہ اپنا بندوبست کر لے۔ بادشاہ نے آپ علیہ السلام کو قید سے نکال کر وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز کرتے ہوئے عزیز مصر مقرر کر دیا۔ مصر میں جب قحط پڑا تو ان دنوں آپ علیہ السلام کے بھائی آپ علیہ السلام غلہ لینے آئے جس سے ان کو معلوم ہوا کہ ان کا بھائی زندہ ہے۔ اس دوران حضرت یعقوب علیہ السلام جن کی آنکھیں آپ علیہ السلام کی جدائی میں رو رو کر جاتی رہی تھیں وہ بھی صحت یاب ہو گئے۔ زلیخا جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں روتے روتے نابینا ہو گئی تھی وہ بھی اللہ عزوجل کے حکم سے صحت یاب ہو گئی اور اس کا نکاح آپ علیہ السلام سے ہوا۔ پس میری شاگردو! اگر تمہارے ذہن میں اس قصہ سے متعلق کوئی سوال ہو تو تم مجھ سے پوچھ سکتی ہو۔

اسمارہ عذرا نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد کہا کہ استادِ محترم! میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) سے تین سوال کرنا چاہتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ مجھے میرے سوالوں کو جواب مل جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سوال کرنے کی اجازت دی تو اس نے پہلا سوال کیا کہ اگر کسی نبی کی یاد میں اور اس کی دوری میں رویا جائے تو آنکھیں آندھی ہو جاتی ہیں یا بینا ہو جاتی ہیں؟

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آنکھیں عشق نبی سے ہی بینا ہوتی ہیں۔ اسمارہ عذرا نے کہا تو پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اور بی بی زلیخا کی آنکھیں کیوں حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں چلی گئیں اس میں کیا راز پنہاں ہے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ فطرت کے خلاف نہیں بلکہ اگر تم اس قصہ میں غور کرو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت نبوت عطا نہیں ہوئی تھی اور آپ علیہ السلام ابھی سن نبوت کو نہیں پہنچے تھے اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام اور بی بی زلیخا کی آنکھیں جاتی رہیں پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تو انہوں نے ان کی بینائی ان کو واپس لوٹا دی جس سے وہ دونوں دوبارہ بینا ہو گئے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جواب دے کر ابھی خاموش ہوئے ہی تھی کہ وزیر اعظم

Marfat.com

کی بیٹی نوشابہ نے کہا کہ استادِ محترم! میں بھی ایک سوال کرنا چاہتی ہوں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سوال کرنے کی اجازت دی تو اس نے دریافت کیا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بی بی زلیخا کی شادی عزیز مصر سے ہوئی جو بوڑھا تھا جبکہ اس نے عشق حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا۔ بی بی زلیخا کا یہ کردار قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے؟ کیا بی بی زلیخا کوئی عام عورت نہ تھیں جو وہ اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں گئیں؟ کیا ہر مسلمان عورت دولت کی خاطر شادی کسی امیر بوڑھے سے کرلے اور عشق کسی جوان وخوبصورت مرد سے کرلے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سوال سنا تو مسکراتے ہوئے فرمایا: بے شک ایسا ہوا ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے بی بی زلیخا کے ساتھ شروع سے ہی کوئی غلط کام نہ کیا بلکہ اس بات کا ذکر اس لئے موجود ہے کہ عورت کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس قصہ کے ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا آج کا درس ختم کیا اور اپنے کمرے کی جانب چل دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں تینوں شاگردیں اٹھیں اور وہ بھی چل دیں۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کا حکم

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو شاہی محل میں آئے کئی روز گزر چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل مین مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی آرزو ہونے لگی۔ محل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سوائے شہزادیوں کی تعلیم و تربیت کے کچھ کام نہ تھا۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مشیر خاص کا منصب بھی عطا کیا گیا تھا اور مجلس شوریٰ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شمولیت لازمی سمجھی جاتی تھی پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مشورہ نہ لیا جاتا تھا۔ شاہ قونیہ سمیت دیگر رکن مجلس شوریٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے دیر ہونے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار کرتے تھے اور اس وقت تک محفل شروع نہ ہوتی تھی جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ پہنچ جاتے تھے۔

ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درس دیتے ہوئے شہزادیوں کو اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ اصحابِ کہف کی تعداد نو تھی اور وہ ایفی سس شہر کے رہائشی تھے۔ ایفی سس پر اس وقت ایک بت پرست بادشاہ کی حکومت تھی۔ ایک دن اس بادشاہ نے فرمان جاری کیا کہ عوام اس کی پوجا کرے۔ چنانچہ جو شخص دربار میں اس کی اطاعت کے لئے حاضر ہوتا اسے وہ ہیرے جواہرات سے نوازتا اور ساتھ ہی اپنا بت اسے دیتا تا کہ وہ اسے خدا مان کر اس کی پوجا کریں۔ ایک دن اس کے سامنے اصحابِ کہف کا ذکر کیا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس کو خدا نہیں مانتا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چند دنوں کی مہلت دی جائے اگر وہ پھر بھی انکار کریں تو انہیں اس کے حضور پیش کیا جائے۔ اصحابِ کہف کو جب بادشاہ کی مہلت کے بارے میں علم ہوا تو وہ شہر سے نکل گئے اور لازقیہ عموریہ کے پہاڑی غار میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ اللہ عزوجل نے اس غار میں ان پر نیند طاری کر دی یہاں تک کہ وہ تین سو نو سال

Marfat.com

تک سوتے رہے۔ تین سو نو سال بعد جب وہ بیدار ہوئے تو ایک دوسرے سے کہتے رہے کہ وہ ہم ایک دن یا اس سے بھی کم عرصہ سوئے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک کھانے کے لئے سامان لینے بازار گیا تو وہ بازار کی حالت بدلی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جب اس نے ایک نانبائی کو تین سو نو سال پرانا سکہ دیا تو نانبائی سمجھا کہ اس کے پاس شاید کوئی پرانا خزانہ لگ گیا ہے۔ اس نے خفیہ طور پر کوتوال کو اطلاع کر دی اور کوتوال نے اس خبر کو بادشاہ تک پہنچا دیا۔ بادشاہ نیک دل آدمی تھا اس نے اپنے ساتھ کھانے کا بندوبست کیا اور ان سے ملنے کے لئے غار میں جا پہنچا۔ وہاں اصحابِ کہف نے بادشاہ کو اپنی کہانی سنائی کہ وہ کس طرح اس غار میں پہنچے اور سو گئے۔ کھانا کھانے کے بعد ان پر پھر نیند طاری ہو گئی اور وہ لیٹ گئے۔ جیسے ہی وہ لیٹے ان کی روحیں قفس عصری سے پرواز کر گئیں۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت موجود ہے جو دنیاوی مال و دولت کو آخرت کی دولت پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ آخرت کی دولت ہمیشہ کے لئے ہے جبکہ دنیاوی دولت ختم ہونے والی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصحابِ کہف کا قصہ ختم کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قریش کے امراء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ بلال، خباب، ابن مسعود، عمار اور صہیب رضی اللہ عنہم جیسے غریب لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں بیٹھتے ہیں جو ہماری مجلسوں میں بیٹھنے کے لائق نہیں ہے۔ جس وقت انہوں نے یہ بات کہی اللہ عزوجل کی جانب سے وحی نازل ہوئی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: جو لوگ رضائے الٰہی کی خاطر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد جمع ہوتے ہیں اور دن رات اپنے رب کی یاد میں مصروف رہتے ہیں ان کے ساتھ کے لئے اپنے دل کو مطمئن کر لیجئے اور ان سے ہرگز منہ نہ پھیریئے اور (قریش کے امراء سے) کہہ دیجئے کہ تم چاہتے ہو کہ دنیاوی شان و شوکت والے لوگ میرے پاس بیٹھیں۔ نیز یہی بات حضرت نوح علیہ السلام سے ان کی قوم کے سرداروں نے کہی تو آپ علیہ السلام نے انہیں جواب دیا کہ میں ایمان والوں کو نہیں دھتکار سکتا اور جن لوگوں کو تم حقیر جانتے ہو ان کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ عزوجل انہیں کوئی بھلائی

Marfat.com

عطا نہ فرمائے۔ پس جو شخص اللہ عزوجل کو بھول بیٹھا اور اپنے نفس کو غلام ہو گیا اس کا ہر کام بے اعتدالی کا شکار ہو گیا اور ایسے شخص کی اطاعت کرنے والا خود قواعد و ضوابط سے نابلد ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر اہل بیعت نے یزید جیسے فاسق کی بیعت کرنے کی بجائے موت کو ترجیح دی اور شہادت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ اصحابِ کہف کا قصہ قرآن مجید میں بیان کرنے کا اصل مقصد انہی باتوں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے دولت و شہرت کی بجائے فقر اختیار کیا۔ انہوں نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کا انکار نہیں کیا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں انعام کے حق دار ٹھہرے۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان مشرکین سے مصالحت بحث کی بجائے کیجئے پس جو راہِ حق کی طرف آئے ان کے لئے بڑا انعام ہے اور جو انکار کریں وہ اپنا انجام خود دیکھ لیں گے۔ پس کسی پیغمبر کو یہ زیب نہیں دیا کہ وہ اپنے غریب فقراء کو چھوڑ کر دنیاوی مال و دولت والے امراء کی محافل میں بیٹھیں یا ان کو اپنی محافل مین بٹھائیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا درس ختم کیا اور شہزادیوں سے فرمایا کہ اگر کسی نے کوئی سوال کرنا ہو تو وہ کر سکتا ہے؟ شہزادیوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے انکار کے بعد اشارے سے خواجہ سرا کو بلایا اور اس سے پانی لانے کو کہا۔ خواجہ سرا جس کا نام جعفر تھا وہ تیزی سے پانی لینے چلا گیا۔ خواجہ سرا کے جاتے ہی اسمارہ عذرا نے کہا کہ استادِ محترم! ہم چاہتے ہیں کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کل سے ہمیں فلسفہ کی تعلیم دیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل سے میں آپ کو فلسفہ اور منطق کی تعلیم دوں گا۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ شہزادی اسمارہ ثریا چھت کو گھور رہی ہے اور اس وقت اس کا رنگ سفیدی مائل ہو رہا تھا۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ شہزادی اسمارہ ثریا ہی کی جانب تھی کہ خواجہ سرا جعفر پانی لے کر آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا گلاس لیتے ہوئے شہزادی کی نظروں کے تعاقب میں چھت پر نظریں دوڑائیں تو ایک سایہ لہراتا ہوا دکھائی دیا

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی شہزادی اسمارہ ثریا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے ایک جانب ہوگئی۔ اس دوران اچانک چھت سے ایک بھاری کرسی آئی اور خواجہ سرا کے سر پر گری۔ خواجہ سرا نے ایک چیخ بلند کی اور تڑپتے ہوئے جان دے دی۔ کرسی نے اس کی تمام پسلیوں کو توڑ دیا تھا۔ خواجہ سرا کی آواز کے ساتھ ہی بے شمار لوگ محل سے صحن میں اکٹھے ہو گئے۔ خواجہ سرا کو ایک مسہری پر ڈال دیا گیا۔ محل میں ایک مرتبہ پھر سوگ کی کیفیت طاری ہوگئی۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک ماہ میں یہ دوسرا واقعہ تھا۔ اگر اسمارہ ثریا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر ایک طرف نہ کرتی تو وہ کرسی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ہی گرتی۔ شاہ قونیہ کی جانب سے ان واقعات کی کوئی انکوائری نہ کروائی گئی اور نہ ہی اس بات کو جاننے کی کوشش کی گئی کہ بھاری بھرکم کرسی چھت سے کیسے نیچے گری جس کی وجہ سے ایک غریب کی جان چلی گئی۔

خواجہ سرا کی موت کے اگلے روز حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے محل کے ایک ہال نما کمرے میں پڑھانے کے لئے شہزادیوں کو اکٹھا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادیوں سے فرمایا کہ آج ہم پہلے کچھ باتیں کرنا چاہیں گے۔ میں آپ شہزادیوں سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں؟ شہزادیوں نے بصد احترام سر جھکا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادی اسمارہ ثریا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہارا ممنون ہوں کیونکہ تم نے دو مرتبہ میری جان بچائی۔ کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ جوں ہی مجھ پر کوئی حملہ ہوتا ہے تمہیں اس کی خبر ہو جاتی ہے؟ شہزادی اسمارہ ثریا نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو گھبرا گئی پھر مسکراتے ہوئے کہا کہ مجھے میری چھٹی حس خبردار کر دیتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب شہزادی اسمارہ ثریا کا جواب سنا تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بہرحال میں تمہارا ممنون ہیں۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں نہ نیا سبق پڑھانے سے قبل پچھلا سبق سن لیا جائے۔ تینوں شہزادیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے وزیراعظم کی بیٹی نوشابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پچھلا سبق سناؤ۔ نوشابہ سبق سناتے ہوئے بھولنے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چھڑی سے

Marfat.com

نوشابہ کو مارا لیکن اس طریقہ سے جیسے ٹوکنا مقصود ہو۔ نوشابہ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس نے چلانا شروع کر دیا۔ اس دوران پہرے دار دوڑتے ہوئے کمرہ میں آ گئے۔ نوشابہ نے پہرے داروں کو دیکھ کر چلانا شروع کر دیا کہ انہوں نے مجھے مار کر میری توہین کی ہے لہٰذا انہیں گرفتار کیا جائے۔ پہرے داروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا اور لے کر جانے لگے۔ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ جب راہداری میں مڑے تو سامنے سے آتی ہوئی ملکہ کے پاؤں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پاؤں آ گیا جس پر ملکہ نے بھی چلانا شروع کر دیا۔

شاہ قونیہ کو جب اس سارے ہنگامے کی خبر ہوئی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے غصے میں کہا کہ ہم نے اس کی غریبی پر ترس کھایا اور اسے محل میں عزت دی۔ پھر شاہی جلادوں کو بلا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گردن اڑانے کا حکم دے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ انہیں یہاں بلانے کے لئے ان کا مقصد کیا تھا۔ شاہی جلاد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر محل سے باہر چلے گئے اور اجاڑ باغ کی جانب لے کر چل دیئے۔ ابھی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر گھاٹ پر نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایک سمت سے چار جوان آئے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد گھیرا ڈالے فوجیوں پر یلغار کر دی اور آناً فاناً چار فوجیوں کے سر تن سے جدا کر دیئے۔ وہ چاروں جوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خان نشارہ، خان زرعون، خان ضرغام اور اسد شیر شاہ تھے۔ ان چاروں جوانوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان فوجیوں کے نرغے سے آزاد کرایا اور اعلان کیا کہ ہم حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے تمام شاگرد جو کہ تعداد میں بے شمار ہیں شاہ قونیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کرتے ہیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو لے جانے والے فوجیوں میں سے چند ایک ہی اپنی جان بچا کر بھاگنے پائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے جلادوں کی گردنیں بھی تن سے جدا کر دیں پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کندھے پر اٹھا کر سڑک کی جانب چل دیئے جہاں تیز رفتار گھوڑے تیار کرے تھے۔ شہر بھر میں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کی دھوم مچ گئی جس پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں شاگرد سروں پر کفن باندھ کر شاہی محل کی جانب بڑھنے

Marfat.com

لگے۔شاہ قونیہ کے حکم پر فوج قلعہ بند ہوگئی اور قلعہ کے تمام دروازوں کو بند کر دیا گیا۔

علی الصبح حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ شاگردوں کے ہمراہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب میں پہنچ گئے۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔اس دوران قونیہ پر ملک یمن اور ملک ہند کی فوجوں نے حملہ کر دیا۔ایک جانب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی قلعہ کے باہر موجود تھے۔شاہ قونیہ نے جب دیکھا کہ اتنی بڑی تعداد میں لشکر قلعہ کے باہر موجود ہیں تو اس نے سفارت کاری شروع کر دی۔ بعدازاں اسے تاوان دے کر ملک یمن اور ملک ہند کی فوجوں کو واپس بھیجنا پڑا۔ ساتھ ہی شاہ قونیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں معافی نامہ ارسال کیا اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنے ناروا سلوک کی معافی مانگی۔ نیز مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے جن شاگردوں نے قلعہ کا سب سے پہلے محاصرہ کیا تھا ان کے لئے عام معافی کا بھی اعلان کیا۔

موج میں آ کر جتنے سفینے کھیل چکے ہیں طوفاں سے
ہائے وہی پابستہ ہیں اب لے کے سہارا ساحل کا

Marfat.com

شاہِ قونیہ کا ہولناک انجام

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عمائدین کا ایک خفیہ اجلاس طلب کیا جس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ شاہِ یمن کی خدمت میں ایک سفارت بھیجی جائے تاکہ شاہِ قونیہ کے مظالم کا خاتمہ کیا جاسکے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے اتفاق کیا اور پھر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیس شاگردوں پر مشتمل ایک سفارت شاہِ یمن کے پاس بھیجی۔ شاہِ یمن کو جب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ملا تو وہ طیش میں آگیا اور اس نے پانچ ہزار جنگجو سپاہیوں کا ایک دستہ سو یا دو سو کی ٹکڑیوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کے لئے بھیجنے کا یقین دلایا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی یقین دلایا کہ میں اپنے تمام خلیف ممالک سے رابطہ کروں گا وہ یقیناً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کریں گے۔ شاہِ یمن نے اس سفارت کے ساتھ اپنے دو سو بہترین جنگجو سپاہی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کردیئے۔

شاہ قونیہ نہایت چالاک و شاطر شخص تھا۔ اس نے وقتی طور پر تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگ لی تھی مگر دل ہی دل میں وہ موقع کی انتظار میں تھا کہ کس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نقصان پہنچایا جاسکے۔ شاہِ یمن کا دو سو سپاہیوں کا دستہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں شامل ہو چکا تھا اور وہ مکتب و مسجد کے اطراف میں موجود رہتے تھے۔ ایک دن بعد نمازِ عشاء مکتب و مسجد کے باہر چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر کچھ دیر بعد مکتب کے دربانوں کے ہمراہ شاہ قونیہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ اندر داخل ہوا جس نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شاہ قونیہ کا ایک خط پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خط کو باآوازِ بلند پڑھنا شروع کیا:

Marfat.com

شاہ قونیہ شاہ قلیج ارسلان شاہ رکن الدین کی طرف سے حضرت جلال الدین رومی تخلص مولانا روم کی خدمت میں یہ سفارت اس لئے بھیجی جا رہی ہے کہ اس وقت میری سلطنت میں لوٹ مار کا سماں پیدا ہو گیا ہے۔ آپ کا مکتب و مسجد چونکہ اجاڑ علاقہ میں موجود ہے اس لئے میں چار سو سپاہیوں کا ایک دستہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں جو جنگی ہتھیاروں سے لیس ہے وہ آپ کی ہر قسم کی حفاظت کریں گے۔ امید ہے کہ آپ میرے اس اقدام کو سراہیں گے۔'' فقط والسلام! شاہ قونیہ و روم رکن الدین قلیج ارسلان

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ قونیہ کا یہ خط پڑھا اور سپاہیوں کے اس دستہ سے کہا کہ مجھے فی الحال اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا ہے اس کے بعد ہی میں کچھ جواب دوں گا۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانثاروں نے یہ اطلاع پہنچائی کہ شاہ قونیہ کو اس بات کی خبر ہو گئی ہے کہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ صحیح سلامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود ہیں اس لئے وہ اپنے سپاہیوں کو بطورِ پہرہ دار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکھنا چاہتا ہے تاکہ اس سے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو نقصان پہنچایا جا سکے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اطلاع ملتے ہی اپنی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس مکتب کے تہہ خانے میں طلب کیا اور اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''معزز حاضرین! اگر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ قونیہ کی فوج دوبارہ ہمارے پاس سے لے جاتی ہے تو یہ ہماری توہین ہو گی اور اس مرتبہ وہ یقیناً حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو نقصان پہنچائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں شہید کرنے کی کوشش کریں اس لئے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے جاننا چاہوں گا۔''

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص علامہ نصیر الدین شاہین اور غلام مرتضیٰ

Marfat.com

علی نے بھی اس مجلس میں تقاریر کیں اس کے علاوہ مجلس شوریٰ کے دیگر اراکین نے بھی بحث میں حصہ لیا اور طے یہ پایا گیا کہ شاہ قونیہ کی فوج کو مکتب میں ایک رات ٹھہرایا جائے اور اس دوران حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو خفیہ طور پر مکتب سے نکال کر ملک یمن روانہ کر دیا جائے اور شاہِ یمن کو ان کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔ علامہ نصیر الدین شاہین نے اس سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ شاہ قونیہ اور شاہ یمن کے درمیان ابھی جنگ بندی ہوئی ہے اسی وجہ سے یمن کی سرحد پر شاہ قونیہ کی بہت زیادہ فوج تعینات ہے۔ میرے نزدیک حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان کے دور دراز علاقہ دیول شریف کی جانب بھیج دیا جائے جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان پہنچ جائیں گے۔ اس سمت میں شاہ قونیہ کی کوئی فوج تعینات نہیں ہے اسی وجہ سے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بخیر و عافیت ملتان پہنچ جائیں گے۔ علامہ نصیر الدین شاہین کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو بحفاظت مکتب سے نکالنے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ قونیہ کی جانب سے بھیجے گئے فوجی دستہ کو کھانے کے لئے مکتب میں مدعو کیا اور اس دوران حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک سو جانثارانِ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ساحل سمندر کی جانب روانہ کر دیا گیا۔ راتوں رات حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ایک بحری جہاز میں بطورِ مسافر سوار ہوئے جس نے بحفاظت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیول کی بندرگاہ پر اتار دیا۔

شاہ قونیہ کا فوجی دستہ مکتب و مسجد کی حفاظت پر مامور ہو گیا۔ اگلے ہی روز اس دستہ کو شاہ قونیہ کا پیغام ملا کہ مکتب و مسجد کی تلاشی لی جائے اور وہاں سے کوئی بھی شخص باہر نہ جانے پائے۔ سپاہیوں نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ قونیہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بخوشی اجازت دے دی کہ وہ جس طرح چاہیں مکتب و مسجد کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ سپاہیوں نے مکتب و مسجد کا گوشہ گوشہ چھان لیا مگر وہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو نہ ڈھونڈ پائے۔ انہوں نے شاہ قونیہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ شاہ قونیہ نے انہیں ایک مرتبہ پھر تلاشی لینے

Marfat.com

کا حکم دیا اور کہا کہ اگر پھر بھی نہ ملیں تو وہ واپس لوٹ آئیں۔ سپاہیوں نے ایک مرتبہ پھر مکتب و مسجد کی بھرپور تلاشی لی لیکن وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ گئے۔ جیسے ہی شاہ قونیہ کا دستہ واپس لوٹا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ یمن کی جانب سے بھیجے گئے سپاہیوں کے دستہ کو اپنے شاگردوں کے ہمراہ شاہ قونیہ کے محل کی جانب روانہ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ محل میں موجود میرے شاگردوں سے خفیہ طور پر رابطہ رکھیں اور جیسے ہی انہیں موقع ملے وہ شاہ قونیہ کا خاتمہ کر دیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا بھیجا ہوا دستہ وقتاً فوقتاً خواجہ سراؤں کے بھیس میں شاہی محل میں داخل ہونا شروع ہو گیا اور یوں کچھ ہی دنوں میں چار سو جانثارانِ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ شاہی محل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک رات خان زرغون، خان ضرغام اور خان نشارہ نے شاہ قونیہ کی آرام گاہ تک رسائی حاصل کر لی۔ خان زرغون نے ٹھوکر کے ساتھ شاہ قونیہ کو جگایا۔ شاہ قونیہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور چلانے لگا کہ تم لوگ کون ہو؟ خان زرغون نے کہا کہ ہم شاہ شمس تبریز (رحمۃ اللہ علیہ) کو گرفتار کر کے لائے ہیں۔ شاہ قونیہ یک دم اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ وہ کہاں ہیں اور تمہارے ہاتھ میں یہ ننگی تلواریں کیوں ہیں؟ میرا فوجی دستہ جو میری حفاظت پر مامور ہے اس نے تمہیں اندر کیسے آنے دیا؟ خان زرغون نے کہا کہ تمہارا فوجی دستہ اس وقت آرام کر رہا ہے ہم نے اسے خواب آور دوا پلا کر بے ہوش کر دیا ہے اور شاہ شمس تبریز (رحمۃ اللہ علیہ) کو گرفتار کر کے تمہارے پاس لائے ہیں اب تم ہمیں حکم دو کہ ہم اب کیا کریں؟ شاہ قونیہ نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم یہ باتیں مجھے صبح بھی بتا سکتے تھے۔ خان ضرغام نے آگے بڑھتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ ہم سمجھے کہ شاید شاہ شمس تبریز (رحمۃ اللہ علیہ) کی گرفتاری آپ کے لئے بڑی خبر ہو اور آپ کی سلطنت ان کی گرفتاری سے مضبوط ہو گی۔ شاہ قونیہ نے اب کچھ سمجھنے والے انداز میں کہا کہ تم جاؤ اور انہیں قتل کر دو۔

خان نشارہ نے شاہ قونیہ سے کہا کہ شاہ شمس تبریز (رحمۃ اللہ علیہ) تارک الدنیا ہیں کیا انہیں معاف نہیں کیا جا سکتا؟ شاہ قونیہ نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا تم ان کی گردن اڑا دو۔

Marfat.com

خان نثارہ نے شاہ قونیہ کی بات سننے کے بعد ایک زوردار تھپڑ شاہ قونیہ کے منہ پر رسید کیا۔ شاہ قونیہ درد سے بلبلا اٹھا اور بھاگ کر اپنی تلوار پکڑنی چاہی لیکن اس دوران خان ضرغام نے اسے جالیا اور اسے پکڑتے ہوئے کہا کہ اے مردود! تو اللہ عزوجل کے درویشوں کو تنگ کرتا ہے اور ان کے ساتھ چالاکیاں کرتا ہے۔ یہ کہہ کر تلوار کا وار کیا اور شاہ قونیہ کی گردن اڑا دی۔ اس دوران محل میں شور مچ گیا۔ شاہ قونیہ کے وفادار بھی آ گئے اور پھر دونوں جانب سے تلوار بازی شروع ہوگئی۔ کچھ ہی دیر میں شاہی محل پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے جانثاروں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق خان ضرغام کو شاہِ قونیہ و روم بنایا گیا۔ خان ضرغام نے حکومت سنبھالتے ہی تمام درویشوں کو عزت و احترام اور انہیں دیگر سہولیات فراہم کرنے کے احکامات جاری کئے۔

خزاں کے بعد دورِ فصلِ گل، آتا ہے گلشن میں
چمن والو! خزاں میں پھول مرجھایا ہی کرتے ہیں

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں

روایات میں آتا ہے کہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جب ملتان پہنچے تو حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے بھیجے گئے دودھ کے پیالے سے سمجھ لیا کہ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ملتان اولیاء اللہ سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں محنت مزدوری کر کے اپنی گزر اوقات کا بندوبست کیا۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آنے سے گھبراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ شاہِ قونیہ و روم کو قتل کروانے کے بعد ملتان آئے ہیں اس لئے ان کی بھی خیر نہ ہوگی۔ ملتان میں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی دوستی ایک قصاب سے ہوگئی۔ قصاب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رات کا کھانا کھلا دیتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی دوکان کے تھڑے پر سو جاتے۔ قصاب اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا جب اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گوشت کا ایک ٹکڑا دے کر خود سے جدا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گوشت کا وہ ٹکڑا لے کر ملتان کے ہر گھر گئے کہ کوئی انہیں گوشت کا یہ ٹکڑا بھون دے لیکن کسی نے حامی نہ بھری۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا دھو کر دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سورج کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا کہ میں بھی شمس ہوں اور تو بھی شمس ہے پس اس دنیا میں تو ہی میرا ہم نام ہے اس گوشت کو بھون دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ سورج آگ برساتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آ گیا اور گوشت کی بوٹی بھون گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گوشت کھایا اور پانی پی کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ملتان میں قیام کی مدت اور دیگر واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ بہر حال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جب ملتان میں دل نہ لگا اور لوگوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رجوع نہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا اور ان سے کہا کہ وہ جلد از جلد واپس قونیہ آنا چاہتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جوابی خط تحریر کیا جس میں انہوں نے بتایا کہ قونیہ میں تمام حالات پر سکون ہیں اور وہ بھی ان کی واپسی کے منتظر ہیں۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے حالات کی آگاہی کے بعد حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے واپس قونیہ جانے کی تیاری شروع کی اور دبیل کے ساحل پر جا پہنچے جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بحری جہاز مل گیا جو روم جا رہا تھا۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی قونیہ واپسی

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جب ساحل پر پہنچے تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت پرتپاک استقبال کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد صلاح الدین زرکوب آپ دونوں حضرات کو اپنے گھر لے گئے اور دعوتِ طعام فرمائی۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ صلاح الدین زرکوب کے گھر میں موجود ایک حجرہ میں چالیس روز تک معتکف رہے۔ اس اعتکاف کے دوران دونوں حضرات کے درمیان علمی و فقہی مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ دورانِ اعتکاف آپ دونوں نہایت معمولی کھانا تناول فرماتے رہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سماع کو ناپسندیدہ فعل قرار دیتے تھے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر اس سے انسیت ہوگئی۔ ایک روز حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اس موضوع پر بحث شروع ہوئی کہ کیا کسی نے ملک الموت کو دیکھا ہے؟ سوال مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا اور اس کا جواب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت سے واقف تھے اور میں نے بھی ایک مرتبہ عالم خواب میں ملک الموت سے ملاقات کی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کیا کہ مجھے اس ملاقات کا احوال بتائیے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں دمشق کے ایک مدرسہ میں زیر تعلیم تھا اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہا تھا تو ایک روز نجانے صبح دودھ کے وقت مجھے کسی نے کچھ پلا دیا جس سے میری طبیعت خراب ہوگئی اور میں انتہائی کمزوری محسوس کرنے لگا۔ مجھے ایسے معلوم ہونے لگا جیسے میرے سارے بدن میں چنگاریاں سی بھری ہوئی ہیں۔ میں

Marfat.com

مختلف حکماء کے پاس گیا جنہوں نے مجھے ٹھنڈی ادویات دیں اور ٹھنڈی چیزیں استعمال کرنے کو کہا لیکن کئی روز گزرنے کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا اور میرا مرض بڑھتا ہی چلا گیا۔ ان دنوں موسم سرما تھا اور میں روزانہ سردیوں میں سرد پانی سے دو سے تین مرتبہ غسل کرتا تھا لیکن میرے جسم کی گرمی پھر بھی کم نہ ہوتی تھی۔ ان دنوں میرے پاس بے شمار دولت تھی اور میرے پاس ایک گھر تھا۔ اس گھر کے صحن میں پانی کی نکاسی کی ڈھلوان غربی سمت میں تھی لہٰذا میں اسی جگہ چارپائی بچھا کر سوتا کہ پاؤں میرے غربی سمت میں اور سر مشرقی سمت میں ہوتا تھا۔ ایک روز مجھے آواز سنائی دی کہ میں چارپائی غلط بچھاتا ہوں۔ میں نے صحن کو برابر کروا کر مغربی سمت میں سرہانہ رکھ کر سونا شروع کر دیا۔ مجھے حکماء کی ادویات استعمال کرتے ہوئے ایک ماہ سے بھی زائد کا عرصہ گزر چکا تھا لیکن میرے جسم کی گرمی میں کسی قدر کمی بھی واقع نہ ہوئی تھی۔

ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں دو بکرے ہیں اور میں خانقاہ کی جانب جا رہا ہوں۔ اے مولانا! جب میں چھوٹا تھا تو ایک مرتبہ میری والدہ میری صحت و تندرستی کی خاطر ہماری خانقاہ میں مدفون درویش کے لئے دو بکروں کی نیاز مانی۔ پس جب میں تندرست ہوا تو میں یہ دو بکرے لے کر خود خانقاہ گیا اور پیچھے پیچھے میری والدہ بھی آئیں۔ پس جب میں خانقاہ میں موجود درویش کی قبر پر پہنچا تو اس وقت دن کی روشنی ہلکی ہلکی پھیل چکی تھی۔ میں نے وہ بکرے لے جا کر پیش کئے تو ایک نورانی بزرگ آئے اور میرے ہاتھوں سے بکرے لے کر غائب ہو گئے۔ میں نے جب خانقاہ میں نظریں دوڑائیں تو دیکھا کہ میرے سامنے نصف دائرے میں کم از کم دس شیر بیٹھے ہیں اور غرا کر میری جانب دیکھ رہے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک بوڑھا شیر مجھ سے بولا کہ تم کہاں آ گئے ابھی تم یہاں نہیں آ سکتے اس لئے چلے جاؤ۔ میں گھبرا گیا اور میں نے دروازے کی جانب دوڑ لگا دی۔ خوف کی زیادتی کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی تو میری پیشانی پسینہ سے شرابور تھی۔ میں خوف کی شدت سے کئی روز تک کانپتا رہا اور اس دوران ہی میرے جسم کی گرمی بھی کم ہونا شروع

Marfat.com

ہوگئی یہاں تک کہ میں کچھ ہی دنوں میں صحت یاب ہوگیا۔اے مولانا! وہ دس خوفناک شیر ملک الموت تھے جنہیں دیکھ کر مجھ پر خوف کی کیفیت طاری ہوگئی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد کہا کہ یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ہر کسی کو ملک الموت اسی حالت میں نظر آئے۔حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہوسکتا ہے یہ بھی درست ہو لیکن میرا عقیدہ ہے کہ اصل ملک الموت اسی طرح ہر ایک کو نظر آتا ہے۔

چالیس روز تک صلاح الدین زرکوب کے گھر کے حجرہ میں معتکف رہنے کے بعد دونوں حضرات باہر تشریف لائے اور مکتب و مسجد مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب روانہ ہو گئے جہاں پہنچ کر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ملتان میں قیام کا حال دریافت کیا تو حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان میں اپنے ساتھ ناروا سلوک کا ذکر کیا جس پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت افسوس کا اظہار کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے والے شاگرد اب حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے بھی فیض یاب ہو رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق کا تذکرہ ہر زبان زدوعام پر تھا۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی دمشق روانگی

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت نہایت ہی والہانہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت بھی ہو چکے تھے اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ہمہ وقت فنافی الشیخ کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بے پناہ عقیدت کچھ لوگوں کو کھٹکتی تھی اور وہ اس بارے میں مختلف افواہیں پھیلاتے رہتے تھے۔ ۶۶۰ ہجری میں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ ایک روز صبح اٹھے تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولانا! رات مجھے خواب میں بشارت دی گئی ہے کہ مجھے کچھ عرصہ تم سے جدا ہونا چاہئے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو رو دیئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کے خیال سے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا! رات جب میں تہجد کی نماز کے بعد لیٹا تو میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔ پھر ان پتھروں میں سے ایک نورانی بزرگ نمودار ہوئے جنہوں نے مجھے دمشق جانے کا حکم دیا اور کہا کہ میں شاہِ دمشق کے پاس پہنچوں۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی اس وقت فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سننے کے بعد کہا کہ حضرت! اب جدائی کی یہ گھڑی ایک مرتبہ پھر میری قسمت میں لکھ دی گئی ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ رخت سفر باندھئے اور خواب کے مطابق شاہِ دمشق سے ملاقات کیجئے۔ میری آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہِ دمشق سے ملنے سے پہلے میرے شاگرد شاہِ قونیہ خان ضرغام سے ضرور ملئے اور اس کا رقعہ لے کر شاہِ دمشق کے پاس جائیے تاکہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عزت و توقیر میں کسی قسم کا فرق روا نہ رکھے۔

Marfat.com

۲۲ جمادی الثانی ۶۶۰ ہجری کو حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو خیر باد کہا اور خان ضرغام کے پاس پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار معتمد خاص بھی روانہ کئے تا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حفاظت کا مناسب بندوبست ہو سکے۔ خان ضرغام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت عزت وتوقیر کی اور شاہِ دمشق کے نام ایک رقعہ بھی تحریر کر دیا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر خان ضرغام کے پاس شاہی محل میں قیام کیا اس کے بعد دمشق کی جانب اپنے سفر کا باقاعدہ آغاز کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص خان زرغون بھی تھے۔ خان زرغون نے دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت! یہ اچانک دمشق جانے کا خیال کیوں پیدا ہوا؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے خان زرغون کو اپنا خواب سنایا اور فرمایا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پر آج کل میرے عشق میں بے خودی کی سی کیفیت طاری ہوگئی ہے اس لئے انہیں ہجر و فراق میں مبتلا کرنا ہے تا کہ ان کی بے خودی میں کمی واقع ہو اور ساتھ ہی میں اصحابِ کہف کے غار کی زیارت کرنا چاہتا ہوں کہ سورۃ الکہف کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کیونکہ ہمارے اجسام مردہ ہونے کے بعد اگر دو دن تک نہ دفنائے جائیں تو گلنے سڑنے لگ جاتے ہیں جبکہ ان اصحاب کے اجسام قریباً بائیس سو سال سے اسی کیفیت میں ہیں اور ان کے جسموں کی تازگی کسی صورت کم نہیں ہوئی۔ میں شاہِ دمشق کی اجازت سے ان کے غار میں جاؤں گا اور پھر زندگی نے وفا کی تو حجازِ مقدس کا سفر شروع کروں گا۔

خان زرغون نے دریافت کیا کہ حضرت! اصحابِ کہف کا غار کہاں واقع ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا غار لازقیہ اور عموریہ کی غاروں میں لال پہاڑ کے نزدیک واقع ایک سیاہ پہاڑ میں ہے۔ انشاء اللہ ہم عنقریب وہاں کی زیارت کریں گے۔ جس وقت یہ قافلہ دمشق میں داخل ہوا تو کوتوالِ شہر سے ملاقات سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شاہ روم وقونیہ خان ضرغام کا رقعہ دکھایا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر سیدھا شاہی محل چلا گیا۔ دمشق پر اس وقت خالد البریدہ حکمران تھا۔ خالد البریدہ کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ

Marfat.com

اپنے صاحبزادوں کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دمشق میں خوش آمدید کہا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ دمشق کا شکریہ ادا کیا۔ شاہِ دمشق خالد البریدہ نے کہا کہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔ یہ میری اور میرے بچوں کی خوش نصیبی ہے کہ ہماری ملاقات ایک ولی کامل سے ہو رہی ہے۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بچوں کا استاد مقرر کرتا ہوں اور سبز محل بطورِ تحفہ عنایت کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میں اپنی رہائش رکھیں وہ آج سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ملکیت ہو گا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ دمشق کی ان عنایات کے جواب میں فرمایا کہ میں تارک الدنیا ہوں مجھے محلات کی ضرورت نہیں۔ شاہِ روم و قونیہ خان ضرغام بھی ہمارے نام کئی محلات کر سکتا ہے لیکن ہم نے اسے بھی ایسا کرنے سے روک دیا۔ میں تو دمشق زیارات کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

شاہِ دمشق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے زیارات کے متعلق دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصحابِ کہف کے غار کی زیارت کا مطالبہ کیا اور فرمایا کہ اس زیارت سے واپسی پر میں شہزادوں کی تعلیم کا انتظام کروں گا۔ شاہِ دمشق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات مان لی اور کہا کہ میں اپنے تمام افسران کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دیں۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہی مسجد میں لے جائے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں سب نے نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں شہزادوں کے ساتھ تفصیلی تعارف کروایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور اپنی رہائش گاہ سبز محل میں تشریف لے گئے۔

Marfat.com

زیارت اصحابِ کہف

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن کے آرام کے بعد اگلے روز اصحابِ کہف کی زیارت کے لئے تیاری شروع کی۔ شاہِ دمشق کے دونوں صاحبزادے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سمجھایا کہ فی الحال وہ انہیں ساتھ نہیں لے جا سکتے اگر اللہ نے چاہا تو اگلی مرتبہ انہیں ضرور ساتھ لے جائیں گے۔ دونوں شہزادے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سمجھ گئے اس لئے انہوں نے اصرار نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دونوں جانثاران خالد اور خان زرغون بھی ہمراہ تھے۔ شاہِ دمشق نے اپنے دو بہترین سپاہی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حفاظت کے لئے ساتھ روانہ کر دیئے۔ دورانِ سفر خالد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت! مسلمان اصحابِ کہف کی زیارت کے لئے خصوصاً نہیں آتے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت شوق کے ساتھ اصحابِ کہف کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ یہ اپنا اپنا ظرف ہوتا ہے اور میں اس نظریئے سے اصحاب کہف کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں کہ یہ غار اور یہ اصحاب قرآن مجید کی سورۃ الکہف کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ چار دن کی مسافت کے بعد حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قافلہ کوہِ کیلیان پہنچا جہاں اصحاب کہف کا غار موجود تھا۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ کے لوگوں سے غار کے بارے میں دریافت کیا کہ تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک غار موجود ہے جہاں کچھ مردے حالت موت میں سوئے ہوئے ہیں اور ان کو اس حالت میں سوئے ہوئے قریباً بائیس۔ سو سال ہو چکے ہیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خواہش ظاہر کی کہ وہ انہیں اس غار تک لے جائیں۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی ایماء پر بستی کے کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کو لے کر ایک سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سرنگ کے اختتام پر ایک بہت بڑا آہنی دروازہ تھا۔ دروازہ کھولا گیا تو آگے ایک بہت بڑا دلان تھا۔ بستی کے ان لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ انہوں نے یہ انتظام عربوں کے حملہ سے بچنے کے لئے کیا ہے۔ جب کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو وہ ہم اپنے بیوی بچوں کو لے کر یہاں پناہ لے لیتے ہیں۔ پھر اس دلان سے گزرنے کے بعد چند خستہ حال عمارتیں نظر آئیں۔ ان خستہ حال عمارتوں کے آگے میٹھے پانی کا ایک چشمہ موجود تھا اور اس چشمہ کے آگے سے غار شروع ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے بتایا کہ اس وقت وہ اپنی بستی کے عین نیچے موجود ہیں۔ پھر وہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کو لے کر غار میں داخل ہو گئے اور بتایا کہ یہی وہ غار ہیں جہاں وہ اصحاب حالت موت میں صدیوں سے موجود ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے جسموں کو محفوظ رکھا ہے اور ان کے اجسام ان کے لباسوں میں ہی محفوظ ہیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ان اصحاب کی گنتی کی تو وہ تیرہ تھے۔ خان زرغون نے ان اصحاب کے لباس کو چھوا تو وہ کاغذ کی طرح نرم تھے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مقامی لوگوں سے اصحاب کہف کی تاریخ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ بادشاہ تیندوس کا کھانا کھا کر ان اصحاب پر کیفیت موت طاری ہوئی اور اس کے بعد یہ کبھی بیدار نہیں ہوئے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے جسم سے کپڑا ہٹایا تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ پنڈلی تک موزہ چڑھا ہوا تھا اور پاؤں میں نیا جوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب چہرہ کھول کر دیکھا تو چہرے کی تازگی کو محسوس کیا۔ چہرہ سے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کوئی سویا ہوا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ازاں دیگر اصحاب کے لباس بھی کھول کر دیکھے۔ ان میں سے دو اصحاب کے بال سیاہ کے ساتھ سفید بھی تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری شخص کا لباس ہٹایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دھڑ تو تھا لیکن گردن موجود نہ تھی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے گردن کو کچھ لمحے پہلے ہی کاٹا گیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کی گردن کے متعلق دریافت کیا تو

Marfat.com

بستی کے لوگوں نے بتایا کہ یہ عرب قوم کے ظلم کی داستان ہے۔ ۸۲۰ء میں عرب ہم پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے ہم سے اصحابِ کہف کی غار میں جانے کی فرمائش کی۔ ہم انہیں اس غار میں لے کر آئے اور ان کے سپہ سالار نے جاتے ہوئے آخری شخص کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب اس نے سر تلوار سے کاٹا تو سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دھڑ تڑپا اور اس سے بے تحاشا خون نکلا۔ انہوں نے ہم سے دریافت کیا کہ یہ تم کہتے ہو یہ صدیوں سے یہاں سو رہے ہیں تو پھر ان کے جسموں میں خون کہاں سے آیا یہ تو زندہ ہیں اور حالت نیند میں ہیں؟

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کیا تم انہیں نیا لباس پہناتے ہو؟ ان لوگوں نے بتایا کہ نہیں یہ وہی لباس ہیں جو انہوں نے پہن رکھے تھے اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ مٹی پڑنے کے باوجود بھی نئے دکھائی دیتے ہیں۔ ہم سال میں ایک مرتبہ صرف ان کے بال اور ناخن تراشتے ہیں۔ اس دن ہم انہیں لباس اتار کر نہلاتے بھی ہیں۔ جب ہم ان کے لباس جھاڑ کر انہیں دوبارہ پہناتے ہیں تو وہ پھر سے نئے ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ خالد نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ جب یہ کچھ کھاتے پیتے نہیں تو پھر ان کے بال اور ناخن کیسے بڑھتے ہیں؟ ان لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کی قدرت ہے ہم ویسے تو ہر ماہ ان کے ناخن اور بال کاٹتے رہتے ہیں لیکن باقاعدہ تہوار سال بعد مناتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے معاش کا ذریعہ بھی ہیں کیونکہ یہاں جو سیاح انہیں دیکھنے کے لئے آتے ہیں وہ ہمیں چھوٹی موٹی رقم جاتے وقت دے جاتے ہیں جس سے ہم اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتے ہیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سپہ سالار کی اس حرکت پر نہایت افسوس کا اظہار کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ جس سپہ سالار نے سر کاٹا تھا وہ نہایت عبرتناک موت مرا تھا۔ وہ مسلمان تھا اور اسے معلوم تھا کہ اللہ عزوجل نے ان اصحاب پر خصوصی انعام فرمایا اور ان کے جسم ابھی تک گلنے نہیں پائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ تم ان اصحابِ کہف کے بارے

Marfat.com

میں مزید کیا جانتے ہو؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ اصحاب' دقیانوس کے زمانے میں نبی تھے اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے۔ ان کی باتوں پر ایمان لانے والے غریب لوگ تھے جوان پر ایمان لانے کی وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بنائے گئے۔ بادشاہ دقیانوس نے ان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے آگ کا ایک الاؤ دہکایا تا کہ اس میں ان کو جلایا جا سکے۔ ان اصحاب کو اللہ عزوجل کی جانب سے علم ہو گیا اور وہ اس غار میں آ کر چھپ گئے۔ پھر ان پر دورانِ ذکر الٰہی نیند طاری ہوگئی اور وہ غار کی دیوار سے ٹیک لگائے سو گئے۔ اللہ عزوجل نے ان کے جسموں کو سلامت رکھا یہاں تک کہ ان کے لباس بھی خراب نہیں ہونے پائے۔ ان کے بال اور ناخن ایک ماہ میں بہت بڑھ جاتے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے نبی ہیں اور حالت موت کے عالم میں سوئے ہوئے ہیں۔ دقیانوس پر رومیوں نے حملہ کر دیا اور اس کی سلطنت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ رومیوں نے مقامی لوگوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ مقامی لوگ جو اللہ کی عبادت کرتے تھے انہوں نے شہر کے نواح میں ایسی عمارتیں بنالیں جن کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ یہ لوگ ان عمارتوں میں بند گئے اور دروازوں کی جگہوں کو چنائی کر کے بند کر دیا۔ اللہ عزوجل نے ان نیک لوگوں پر ایسی کیفیت طاری کی جو جس شکل میں عبادت کر رہا تھا اس کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء خالد اور خان زرغون ان لوگوں کی باتیں سن کر سوچ میں گم ہو گئے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ الکہف کے مطالب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ اصحابِ کہف ہیں تو ان کی تعداد سات یا نو ہونی چاہئے اور پھر ان کے ساتھ ان کا کتا بھی ہونا چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غار کی ساخت پر غور کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ غار کے اندر کی ہوا خوشبودار ہے اور یہ ہوا غذا کا کام بھی دے رہی ہے کیونکہ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تھے تو خالی پیٹ تھے اور اب ایسے لگتا تھا جیسے پیٹ کھانے سے بھر چکا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ دیواروں پر تو سات اصحاب کے نام کندہ ہیں پھر ان کی تعداد تیرہ کیسے ہوگئی؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ممکن ہے کہ

Marfat.com

بعد میں چھ اور یہاں آئے ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ان کی تعداد تیرہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ بس ہم نے قرآن مجید کا زندہ معجزہ یہاں دیکھ لیا اب ہم واپس چلتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی شب اس بستی سے واپس شاہِ دمشق کی جانب لوٹ آئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محل واپس پہنچے تو شاہِ دمشق اور شہزادوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کرید کرید کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر کے متعلق پوچھنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مختصراً تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔

شاہِ دمشق نے اس لمبے سفر کے بعد واپسی پر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء کی پرتکلف دعوت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شہزادوں کو درس دیا کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ دمشق کی درخواست قبول کرتے ہوئے شہزادوں کی تعلیم وتربیت کی حامی بھر لی۔

Marfat.com

دوبارہ روم روانگی

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے حسب وعدہ شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا آغاز کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دمشق اور اہل دمشق سے محبت ہوگئی۔ اہل دمشق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہایت ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ صبح و شام بے شمار لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے مسائل کے حل کے لئے دعا کرواتے تھے۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول سبز محل میں موجود تھے اور لوگوں کا ایک جم غفیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا ایک قافلہ پہنچا۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب پیش کیا جس میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روم آنے کی درخواست کی تھی اور لکھا تھا کہ روم میں عیسائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طول پکڑتا جارہا ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اشد ضرورت ہے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اس مکتوب کے بعد فوراً روم جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ دمشق کو اپنے جانے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں عنقریب جلد لوٹ کر آؤں گا۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ تیز رفتاری سے سفر طے کرتے ہوئے روم پہنچے۔ روم پہنچنے پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پرتپاک استقبال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تمام معاملہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ اس مناظرے کی نوبت کیسے آئی؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت! میرا ایک شاگرد طلحہ بن ابی جندل بازار سے سودا سلف لینے گیا جہاں اس کی ملاقات ایک عیسائی نوجوان سیموئیل سے ہوئی۔ اس عیسائی نوجوان کو یہ شکایت تھی مسلمان تاجر سستے داموں چیزیں خریدتے ہیں اور مہنگے داموں

Marfat.com

فروخت کرتے ہیں جبکہ عیسائی دوکاندار بہت کم منافع پر اپنی چیزیں فروخت کرتے ہیں لہٰذا دین اسلام سچا مذہب نہیں ہے۔ طلحہ کو اس عیسائی نوجوان کی بات پر غصہ آ گیا اور اس نے کہا کہ تمہارا مذہب جھوٹا ہے جبکہ ہمارا مذہب سچا ہے۔ ان دونوں کو جھگڑا اس حد تک بڑھ گیا کہ نوبت مناظرہ تک جا پہنچی۔ اب دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد کچھ دیر توقف کیا پھر فرمایا کہ مجھے آج کی رات غور کرنے دو انشاء اللہ صبح اس فتنے کا سد باب کریں گے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد عرض کیا کہ حضرت! بات اب اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ جلد کوئی فیصلہ نہ ہوا تو نوبت تلواروں تک پہنچ جائے گی۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فکرمند نہ ہوں میں علی الصبح اس کا فیصلہ کر دوں گا۔

اگلے روز علی الصبح بعد نمازِ فجر حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک سو شاگردوں کے ہمراہ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مناظرہ ہو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عیسائیوں کے بڑے پادریوں کو طلب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بلاوے پر ڈیڑھ سو کے قریب عیسائی پادری میدان میں آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر ان دونوں جوانوں کو طلب کیا جن کی وجہ سے یہاں تک نوبت آن پہنچی تھی۔ جب دونوں آمنے سامنے ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تم دونوں جوان صلح کر لو کیونکہ تم دونوں اپنے اپنے مذہب کے سچے پیروکار ہو اور اپنی اپنی جگہ درست ہو۔ عیسائی نوجوان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد کہا کہ میں ہرگز صلح نہ کروں گا جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد طلحہ نے اس عیسائی نوجوان کی بات سننے کے بعد کہا کہ میں بھی صلح نہیں کروں گا جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو جائے گا۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ سرسوں کے تیل سے بھری ہوئی کڑاہی لائی جائے۔ جب تیل کی کڑاہی آ گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے

Marfat.com

آگ جلا کر اس پر رکھ دیا۔ جب تیل کھولنے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں جوانوں سے فرمایا کہ اب تم دونوں اس میں کود جاؤ تم میں سے جو بچ گیا وہ سچا ہوگا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد طلحہ تو فوراً تیار ہو گئے جبکہ اس عیسائی نوجوان نے پس وپیش سے کام لینا چاہا۔ طلحہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور تیل میں چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی دونوں تیل میں گرے تیل ٹھنڈا ہو گیا۔ لوگوں نے باآوازِ بلند کہنا شروع کر دیا کہ دونوں سچے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذہب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ہی منسوخ ہو گیا تھا حقیقت میں یہ عیسائی نوجوان مسلمان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے بچ گیا ہے اور مسلمان نوجوان اس لئے بچ گیا کہ وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیروکار ہے۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے اس تفصیلی بیان کے بعد دونوں فریقوں نے باہم صلح کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقدام کی وجہ سے ملک روم میں شروع ہونے والے خون خرابے کا ایک باب بند ہو گیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ مکتب میں لے آئے۔ مکتب میں دونوں کے درمیان بے شمار باتیں ہوئیں۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو بھی نصیحت کی کہ وہ آئندہ مناظروں اور مباحثوں سے باز رہیں اور اپنے قول وفعل کے ذریعے اسلام کی حقانیت کو ثابت کریں۔ اگلے علی الصبح بعد نمازِ فجر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے واپس دمشق جانے کے لئے اجازت چاہی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدائی کو گوارا نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ اصرار نہ کیا۔

Marfat.com

وصالِ پاک

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روم میں آخری آمد تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روم سے واپس دمشق پہنچنے کے بعد سبز محل میں ہی قیام پذیر رہے۔ سبز محل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسجد اور مکتب کی بنیاد رکھی۔ ۶۷۰ ہجری شروع ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت روز بروز بگڑنا شروع ہوگئی۔ شاہِ دمشق نے بہترین حکماء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معالج کے طور پر بھیجا لیکن کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علاج نہ کرنے پایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری شدید ہوگئی تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو روم سے بلوایا گیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پیغام ملتے ہی فوراً دمشق روانہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار سو شاگرد بھی تھے۔ اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچنے سے دو گھنٹے قبل ہی حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ جس وقت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سبز محل میں پہنچے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما چکے تھے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جب سبز محل میں قدم رکھا تو انہیں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سنائی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زاروقطار رونا شروع کر دیا اور اپنے ہاتھوں سے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا۔ پھر بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو شاہی قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ جس وقت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ دمشق کی گلیوں میں لے جایا جا رہا تھا اس وقت نور کا ایک بادل آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سایہ کئے ہوئے تھے اور لوگوں نے اس بادل سے نورانی کرنیں خود ہی چھلکتی دیکھی تھیں۔

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو شاہی قبرستان میں سپردِ خاک کرنے کے بعد چار یوم تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں محافل منائی جاتی رہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم تک دمشق میں ہی قیام کیا بعدازاں شاگردوں اور رفقاء کے سمجھانے پر روم واپس تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک آج بھی دمشق میں شاہی قبرستان میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

ہے تیرے فسانے کا اب آغاز وہیں سے
کل ختم جہاں قصہ پروانہ ہوا تھا
ہر شے کی حقیقت تھی کچھ اٹھتے ہوئے پردے
ہر راز تری بزم میں افسانہ ہوا تھا

Marfat.com

اوراد و وظائف

ذیل میں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اوراد و وظائف جو ہر خاص و عام کے لئے ہیں ذکر کئے جا رہے ہیں۔

رؤف ورحیم:

جو شخص ان اسمائے حسنی کا ورد کرے گا اللہ عزوجل اسے دنیا میں بے شمار فیوض و برکات سے نوازیں گے اور اسے ہر مرض سے شفا حاصل ہوگی۔ دنیا میں اس کا مرتبہ بلند ہوگا اور ہر ذی روح میں اس کو عزت ملے گی۔

الرحمٰن:

جو شخص اس اسمائے حسنی کا ورد ہر نماز کے بعد سو مرتبہ کرے گا اللہ عزوجل اس کے دل کی سختی و سستی کو دور فرما دیں گے اور اس کا حافظہ قوی ہو جائے گا۔ اس شخص کو امراضِ دل و جگر سے نجات ملے گی۔

الرقیب:

جو شخص اللہ عزوجل کے اس اسم کا ورد سات مرتبہ کر کے اپنے مال و اہل و عیال پر دم کرے گا انشاء اللہ اس پر ان کی برکت ظاہر ہوگی۔

الرافع:

جو شخص اللہ عزوجل کے اس اسم کا ایک سو ایک مرتبہ روزانہ ورد کرے گا اللہ عزوجل اسے عزت و دولت سے نوازیں گے اور اس کے مراتب میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

Marfat.com

الرزاق:

جو شخص اللہ عزوجل کے اس اسم کا ورد کثرت سے کرے گا اللہ عزوجل اس کے رزق میں کبھی کمی واقع نہ ہونے دیں گے۔

یارحیم:

اللہ عزوجل کے اس اسم کا ورد کرنے والا دنیاوی آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا اور امراضِ دنیاوی سے شفا پائے گا۔

یارشید:

اللہ عزوجل کے اس اسم کا ورد مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد ہزار مرتبہ کرنے سے ہر کام ٹھیک ہو جائے گا۔

Marfat.com

مدحت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

بزبانِ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

عشق آزادی دل سے پیدا ہوتا ہے دل کی بیماری کی طرح کوئی دوسری بیماری اس طرح جان لیوا نہیں ہوتی۔ عاشقوں کا روگ تو سب سے جدا ہوتا ہے۔ عشق تو وہ اضطرابی آلہ ہے جس سے بجائے ستاروں کے خدا کے اسرار معلوم ہوتے ہیں۔ عاشقی خواہ اس طرح کی ہو یا اس طرح ہو انجام کار ہمیں اپنے شاہ کے کوچے کی جانب کھینچ لے جاتی ہے۔ عشق کی جو بھی شرح بیان کروں جب خود عشق کی منزل تک پہنچتا ہوں تو قاصر ہو کر شرمندہ ہو جاتا ہوں۔ دیکھو جب شمس نکل آئے تو چاند غائب ہو جاتا ہے اسی طرح جب محبوب سامنے ہو' شق القمر ہو تو سینہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ میرے حال کا مشاہدہ کرو میرے شمس جیسا عجیب و غریب دنیا میں کون ہے؟ یہ تو وہ شمس جان ہے جسے نزول نہیں۔ اگرچہ سورج ظاہر میں بے مثال ہے لیکن اس کا تصور تو دشوار نہیں ہوتا۔ وہ شمس جس سے آسمانوں میں مستی چھائی ہے اس کے ذہن میں یا خارجی دنیا میں نظیر کہاں ملتی ہے۔ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس کی تمثیل تصور میں کہاں سما سکتی ہے۔ میرے شاہ شمس رحمۃ اللہ علیہ نورِ مطلق ہیں۔ وہ بے نظیر اور بے مثل ہیں۔ وہ تو آفتابِ مطلق ہیں اور حق کے انوار سے معمور ہیں۔ جب شاہ شمس رحمۃ اللہ علیہ کے روئے مبارک کی بات آئی تو چہارم آسمان عشق کے سورج نے شرم سے اپنا سر چھپا لیا۔ اب چونکہ اسم مبارک آیا تو واجب ہوا کہ ان کے واقعات کے رموز کو لوگوں کے آگے بیان کروں۔ ان کی روح نے تو میرے جسم و جان کو اپنا دامن بنا لیا ہے۔ اب اس پیراہن جسم و

Marfat.com

جان میں ان کی ایسی خوشبو سمائی ہے کہ جیسے پیراہن یوسف علیہ السلام کی بو ہو۔ اب شاہ شمس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدتوں کے فیض صحبت کا حق ادا کرنے کا وقت ہے۔ پھر ان خوشیوں بھرے لمحات اور وصل کی باتیں بیان کرنے کا وقت ہے تا کہ زمین و آسمان خوشی میں جھومنے لگیں۔

ادب عشق کا تقاضا یہ ہے کہ اگر میں اپنے محبوب کی تعریف کرنے لگوں تو گویا یہ ایسی بات ہوگی کہ جیسے وہاں کچھ کمی ہے جو میرے بیان کی محتاج ہے۔ محبوب کی حقیقی تعریف تو زبان کی خاموشی میں پنہاں ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہستی کی دلیل دینے کی بات ایسی ہی ہے جیسے کہ ہستی کی اپنی حقیقت میں کسی قسم کی کوئی کمی ہو۔ لہٰذا جب ان کا ذکر آجائے تو خاموش رہ کر تڑپو۔ مردانگی اسی کا نام ہے کہ تو پس پردہ بھی محبوب کا اظہار نہ کرے۔

وقت ہی صوفی کو مثل اولاد کے ظہور میں لاتا ہے۔ صوفی اور وقت باہم مشترک ہیں اس لئے طریقت میں بات کل پر اٹھا رکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ بہرحال حجاب اور ادب لازمی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ محبوب کا راز چھپے انداز میں دوسروں کے تذکرے میں بیان کردیا جائے۔ مجھ میں اس بات کی تاب نہیں کہ صنم کے ساتھ پیراہن جسم کے پردوں میں سما جاؤں۔ وہ آفتاب، وہ شمس حقیقت جس نے اس دنیا کو روشنی بخشی ہے اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی بھڑک اٹھے تو سارا جہان خاکستر ہو جائے پس جب تک تیری جان جانِ عالم نہ ہو جائے، جب تک تیرا خون خونِ جہان نہ بن جائے اس وقت تک اپنے ہونٹ سی لو اور اسے زمانے سے پردہ میں رکھو۔

ہم نے دیکھے ہیں ہزاروں دام میں دم توڑتے
تم نے دیکھے ہیں فقط بکھرے ہوئے دانے ابھی
عقل ناداں کیا سمجھ سکتی ہے رازِ کائنات
سینکڑوں عالم ہیں اس عالم کے انجانے ابھی

Marfat.com

فرمودات

- جس نے اللہ عزوجل کو راضی کر لیا اللہ عزوجل نے اسے راضی کر دیا۔
- اللہ عزوجل سے دوستی رکھو کیونکہ دونوں جہان میں قابل اعتبار دوستی اسی کی ہے۔
- بزرگان دین کی زندگی کو سامنے رکھ کر ہی بہترین زندگی گزاری جاسکتی ہے۔
- حسن مطلق ایک سرچشمہ ہے جس سے حسن کے سوتے پھوٹتے ہیں اور کائنات کو منور کرتے ہیں۔
- درویش کبھی اپنی مرضی نہیں کرتا رضائے خداوندی اس کا مقدر بن جاتا ہے۔
- عشق حسن مطلق کے سرچشمے کی دید اور اس میں گم ہو جانے کا نام ہے۔
- ساقی و جام عشق کے لازمی جزو ہیں اور ان کا اصل تعلق ذاتِ خداوندی سے ہے۔
- تم نے اپنے آپ کو کیوں بھلا دیا، یہی سب سے بڑی غفلت ہے۔
- تم اپنے آپ کو علم سے آراستہ کرو، کیونکہ یہی مرد کا زیور ہے۔
- جس نے اللہ عزوجل کی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کی وہ تمام مخلوق میں بہترین ہو گیا۔
- بدی سے توبہ کرو اور بدنام سے سبق سیکھو اور نیکی کو پوشیدہ رکھو۔
- راہ فقر اختیار کرنا ہے تو دنیاوی آلائش و آلام سے دل کو پاک رکھ۔

Marfat.com

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے چند اکتسابات

(۱)

انسان کی بات اس کے باطن کے حال کی گواہی دیتی ہے۔ قرآن مجید کے نور نے حق و باطل میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ صحیح فکر ذات کے نور سے حقیقت بین ہوتی ہے۔ کان صرف صاحب قال ہے، چشم بصیرت صاحب حال ہے، یقین میں پختگی، عمل کے بعد عین الیقین ہوتا ہے۔ جو اپنا عرفان کر لے اس کی نظر اللہ کی نظر ہوتی ہے اور جو بدلہ سے بھی بے نیازی میں جان دے وہی جوانمرد ہے۔ سخاوت آخرت کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں مگر کشادہ دستی بغیر معاوضہ کے توقع کے ہوا کرتی ہے۔

(۲)

دوستی کی شناخت دوست کے ہاتھوں پر مصیبت و آفت پر خوش آنا ہے۔ خواہش نفسانی سے آزادی پانے والا ہی حقیقی آزاد ہے۔ دنیا مکر و فریب کے زہد کی قدر کرتی ہے اور فقیر کو عامی سمجھتی ہے۔ نورِ باطن رکھنے والا عارف ہے اور اصل حال دیکھتا ہے۔ ایمان و محبت قابل قدر چیزیں ہیں اور تمہاری حرص و غفلت جس کی جانب تم توجہ نہیں کرتے وہ شیطان چوری کر سکتا ہے جبکہ عاجزی اور فنا کی مزدوری ترکِ خودی عطا کرتی ہے۔

(۳)

ابتداء میں پاک روحوں پر نور کی تجلی ہوئی اور اسی نور کی بدولت ہی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ نے نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ یہ نور کی حامل ہستیاں تھیں جو پردہ میں ہی رہیں۔ بعد از وصال اس نورِ روح کی رفاقت جو ہر انسانیت کی آخرت میں پرستش،

Marfat.com

یہ جوہر آخرت میں ایک صورت رکھے گا مگر عرض یا اعمال منتقل نہیں ہوتے۔ پہلے فکر آئی' پھر عمل مثالی کی صورت سے اعراض والی دنیا آئی' پھر آخرت اور پھر اس کے اعمال کی صورت آئی نیک و بد کو جانتے ہوئے۔ اللہ عزوجل نے دنیا کو آزمائش والی جگہ بنایا ہے اس لئے ان کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ہر عمل اگر اپنی آخرت والی شکل لے لے تو دنیا کی زندگی میں ہر ایک دکھ دیکھ کر عمل کر رہا ہو اور غیب پر ایمان کی قدرت نہ رہے۔

(۴)

مرشد کامل کے پاک حوض سے نفس کو پاک کرو۔ حق کی راہ میں جان بھی جائے تب بھی آگے بڑھو۔ عاشق تو آگ کی بھٹی میں خوشی محسوس کرتا ہے کیونکہ فنا کے بعد بقا ہے اور موت ختم ہے۔ شدتِ شوق جنون میں فاش گوئی کی قلندرانہ کیفیت' نا اہلوں کے ہاتھ انبیاء کرام علیہم السلام کا ستایا جانا' اپنے خصائل کی بنا پر انسانوں کا حشر ہونا' انسان کی حیوانی اور ملکوتی صفات' عارفوں کے باطن سے فیضان حاصل کرنا' زندگی میں فنائے جسم کے بعد حیات نو اور اسرارِ الٰہی کا عطا ہونا' اس زندہ روح کا شیطان کو ظاہر کر دینا اور نفس کی گائے کو ذبح کر کے اس پر چھپی ہوئی روح کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اچھے کاموں کو کل پر چھوڑ دینے کی آفت' صحیح سخاوت جسم کی خواہشات کو چھوڑنا ہے۔ عشق کے مجاہدوں سے جسم کے بند توڑ کر اللہ عزوجل کے رنگ میں رنگ جاؤ۔

(۵)

ایک عاشق حق تعالیٰ سے اس طرح کلام کرتا ہے جس طرح کوئی اپنے محبوب سے کرتا ہے۔ پس اگر جذبِ شوق نہ پایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کی بھی ایسی باتیں کرنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے جبکہ مردِ حق کا کام بندوں کو حق سے واصل کرانا ہے نہ کہ جدا کرانا۔ ہر شخص کو اس کی توفیق کے مطابق استعداد حاصل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل انسان کے قال کو نہیں بلکہ حال کو دیکھتے ہیں اور اس کی باطنی عاجزی و محبت پر نظر رکھتے ہیں۔ عشق کی آگ کو جلاؤ کیونکہ عشق کا دین اور مذہب صرف اللہ ہی ہے۔

Marfat.com

(۶)

دنیا کو اہل دنیا سے خالی نہ سمجھو۔ ان سے ملنے کی کوشش کرو۔ جماعت کے دوست بنو۔ پتھر سے بھی دوست تراش لو۔ جماعت کی کثرت ڈاکوؤں کو زیر کرتی ہے۔ بیمار پرسی دوستی کا تعلق قائم رکھنے کے لئے بھی ہوتی ہے جبکہ بے وقوف کی دوستی ایک طرح کا کمینہ پن ہے اس کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو کیونکہ اس کی عقل اس کی قیدی ہے اور اس کا نفس اس کا حاکم ہے۔ صاحب اقبال کی پناہ فکروں سے آزاد کر دیتی ہے۔ در بدر پھرو اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو تلاش کرو۔

(۷)

روح کا اظہار بات سے ہوتا ہے۔ ریاکاری کی تسبیح سے بچو۔ ظاہری نقش و صورت پر نہ جاؤ بلکہ حسن سیرت طلب کرو۔ حق کے ارادے حق کے فکر و خیال سے ہی جہان کا ظہور ہے اور اسی ایک کا وجود ہر طرف جلوہ نما ہے۔ رضائے الٰہی کے نور پر بھی مقدر کے ہاتھوں خاک پڑ سکتی ہے۔ اللہ عزوجل کی ذات میں خود کو فنا کر کے ہی آسودگی حاصل ہو سکتی ہے اور اسی فنا سے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو حق کی پیوستگی میسر آتی ہے۔ خلق ان کے وجود سے فیضان حاصل کرتی ہے اور ایسے اللہ والوں کا ذکر کرو تو خود ذات لبیک کہتی ہے۔

(۸)

شیطان انسان کے دھوکہ سے بچو۔ جسموں کو تر لقموں سے فربہ نہ کرو۔ ذکر کو جسم کی بجائے دل سے کرو۔ کینہ سے بچو کہ حقیقی دوزخ یہی ہے۔ نورِ ذات کے آئینہ سے ہی کھرے کھوٹے کی پہچان کی جاتی ہے۔ روزِ محشر کی حقیقت اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا باطن ہے۔ ناقص کے ہاتھ میں اسم اعظم بے کار ہے اور صاحب شوق بے علم بھی ہو تو علم معرفت فضل ربانی سے استاد کے ذریعہ ملتا ہے۔ جاہل کی ہمدردی بلائے جان ہوتی ہے اور اہل جنت کو اہل دوزخ کے ساتھ کبھی بھی سکون نہیں ملتا۔ عقل مندی یہ ہے کہ اپنی اوقات کو پہچانو اور مہربانی و رحمت کے بھروسہ پر بے ادب نہ بن جاؤ۔ نااہل کے ہاتھ میں علم حق کی مثال ایسی ہی ہے جیسی کہ

Marfat.com

شاہی باز کا بڑھیا کے ہاتھوں میں پرُ نچے اور چونچ کٹوا بیٹھنا۔

(۹)

صوفیوں کا دل تجلیاتِ الٰہی کا مرکز ہے۔ ذات کی خوشبو من جانب اللہ انہیں حق کی جانب کھینچتی ہے۔ رہبر کامل کسی شے کے ظہور میں آنے سے پہلے ہی اس کے حال سے واقف ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ قربِ الٰہی میں ہوتے ہیں۔ پیرانِ کامل تخلیق عالم سے پہلے ہی فکر و حکمت میں تھے۔ ان کا مشاہدہ وجود و صورت سے پرے، علم الٰہی یا فکر کل کے معنی رکھتا ہے جبکہ حقیقت باطنی میں ان میں سے کوئی دو ایک ہیں انسانی روح ایک واحد نورِ جان ہے دونوں جہان اس کے رخساروں کا عکس ہیں۔ تمہاری جانب سے شوق حسن رخسار ہونا چاہئے اور تمہاری طلب کی وجہ سے اللہ کا کرم تو آسمانوں کے طبقات سے گزار دے گا۔

(۱۰)

بری عادت کی جڑ کو مضبوط ہونے سے قبل ہی کاٹ دینا چاہئے۔ لوگ اپنی بد اخلاقیوں کی وجہ سے خود بھی زخمی ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ انوارِ الٰہی کی مستی کا نور تمہاری نارِ نفس کو ٹھنڈا کر سکتا ہے اور شیخ باصفا سے واصل ہونے میں ہی نجات ہے۔ اللہ کے نور سے دیکھنے والی آنکھ ہر مکاری کو پہچان لیتی ہے۔ دل سے دل کے اندر روزن ہیں جن کے اندر سے عیب و مکر کے خیالات کو جھانکا جا سکتا ہے۔ جسمانی حس اور نورِ عقل میں فرق ہے۔ جسمانی خاک کا ذرہ رجوع الی اللہ ہو تو یہ حس عرش سے بھی اوپر چلی جاتی ہے۔ یہ ایجاد کرنے والے کی عطا ہے کہ کثیف کو طبعی تقاضوں کے خلاف علوی بنا دیتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ عناصر کے طبعی تقاضوں کے باوجود قادر مطلق ہے۔ اس کا ارادہ اس کی تقدیر پر کسی ایسی علت کا پابند نہیں جس کی وجہ اس کا ظہور ہوا۔

(۱۱)

جس کا دل نصیحت میں شک کرے اس کے لئے حکم الٰہی ہو گیا ہے کہ اسے نصیحت نہ کرو البتہ اندھے طالب کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے جس کے دل میں طلب ہو۔ کھوٹا دل

Marfat.com

کب نورِ حقیقت کی طلب کرتا ہے اور بے وقوف کی دوستی دشمنی سے بری ہے۔ دل سے نکلی ہوئی فریاد اچھوں میں شامل کرا دیتی ہے اور جس کی دل کی آواز بری ہے وہ تہرا اندھا ہے اور ہمیشہ برائی کرنے والا ہے۔ اگر تمہارے رونے سے رحمت الٰہی جوش میں نہ آئے تو جان لو کہ تم نے کسی بے گناہ کا خون پیا ہے۔ ایسے کھانے کو اگل دو اور ایسے زخم کا آخری علاج داغ ہے پس اللہ سے مدد طلب کرتے رہا کرو۔

(۱۲)

دعا کا طریقہ حضور نبی کریم ﷺ نے سکھایا کہ اے اللہ! مشکل کو آسان کر دے دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما، صراطِ مستقیم کو پر لطف بنا دے، ہماری منزل تو خود ہی ہے۔ نفس پر قابو پانے کی وجہ سے دوزخ بھی مومن کے لئے جنت نظر آتی ہے۔ مومن نے نفس امارہ کی دوزخ کی آگ کی جگہ نفس مطمئنہ کا پانی حاصل کر لیا۔ عاشق دوست کے رخ کی شمع کے پروانے ہیں اور تمہاری حفاظت کی زرہ ایسے صاحبانِ روح کی پناہ میں جاؤ۔ عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو اور اس فرمان کی وجہ سے جگاؤ۔ جب حق نے محبت کا ہاتھ سر پر رکھا ہے تو عتاب میں بھی کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں۔ تخلیق کرنے کا مقصد ہی احسان کرنا تھا۔

(۱۳)

شیطان کی فطرت میں جلا ڈالنا وہ چوروں کا استاد ہے۔ معرفت کی باتیں شیطان پھنسانے کے لئے کرتا ہے۔ قومِ نوح علیہ السلام، قومِ عاد علیہ السلام، نمرود، ابولہب، بلعم باعور وغیرہ کو اسی نے تباہ کیا۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے اپنی جانب سے کوئی منہ کالا نہیں کیا۔ میں تو نیک اور بد دونوں کو ظاہر کر دیتا ہوں اور میں خدا نہیں کہ نیک و بد بناؤں میں تو کڑوے خشک درخت کو کاٹ دیتا ہوں۔ چونکہ دل کا خشک ہونا ہی جرم ہے اور وہ آبِ حیات کو جذب کرنے والا نہیں ہوتا اس لئے خشک ہو جاتا ہے۔ کڑوی شاخ کو اچھے کے ساتھ پیوند کر کے وصل دی تو اس کے وجود میں اثر کر کے اصلاح ہو جاتی ہے۔ اس لئے شاید حق سے پیوست

Marfat.com

ہو کر میری اصلاح ہو جائے۔ شیطان سے دلیلوں سے نہیں جیتا جا سکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام اسماء کا علم ہوتے ہوئے بھی بہک گئے اور تمام مکاری نفس کی گمراہی میں پنہاں ہیں۔

(۱۴)

شیخ طریقت دلوں کے حال سے واقف ہوتا ہے اس لئے باطنی ادب ضروری ہے۔ عالم غیب کی خوشبو اس جہان میں ہی ڈھونڈو اور نورِ بصیرت تلاش کرو۔ غیب کو دیکھنے والے نور سے عارف کے حواس بانور ہوتے ہیں۔ ایک ہدایت یافتہ حس سے دوسری حسوں پر اظہارِ حقیقت ہوتا ہے۔ اس طرح دوسرے لوگوں کی حسیں مسخر ہوتی ہیں۔ باطنی حس کی بات ایسی ہے کہ جسم تو آسمانِ ظاہر ہے۔ روح چھپی ہوئی ہے اور عقل سلیم روح سے زیادہ پوشیدہ ہے۔

(۱۵)

عالم کے اندر علم کا درخت ہے جس میں آبِ حیات پایا جاتا ہے۔ علم باری کا سب سے کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے۔ علم بے پایاں ہے اور اس کے ہزاروں نام مناسب ہیں۔ نام سے ترقی کر کے صفات کو دیکھو۔ صفات سے ذات تک راہنمائی ہوتی ہے اور اسی طرح نفس خودی سے نجات پا کر غلبہ وحدت میں آ جاتا ہے۔ ناموں سے نکل کر حقیقت اور معنی تک پہنچا تو راحت ملتی ہے۔ جیسے اشیاء کی حقیقت عارضی تبدیلی سے نہیں بدلتی ایسے ہی شیخ کامل کی عارضی ریاکاری سے اس کا اخلاص نہیں بدل جاتا۔ اہل حسد کی بات تو تفرقہ پیدا کرتی ہے جبکہ شیخ کامل مریدوں کو ایک نفس واحد بناتا ہے۔

(۱۶)

ذات کا روح سے پتہ چلتا ہے کیونکہ بدن سے متصرف ہے مگر اس سے پاک ہے۔ روح علم و عقل کی ساتھی بھی ہے اور روح کو عربی یا ترکی سے بھی کچھ واسطہ نہیں ہے اس لئے اے بے نقش ذاتِ پاک! اتنے مظاہر اور صورتوں کے ہوتے ہوئے اصل تشبیہ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں اور موحد جو خدا کی ذات و صفات میں یکتا مانتے ہیں۔ دونوں

Marfat.com

ہی حیران ہیں تو کبھی اہل تشبیہ کو اہل توحید بنا دیتا ہے اور کبھی اہل توحید کو صورت بے مثال کی وجہ سے راہزن بن جاتا ہے۔ کبھی مستی میں ابوالحسن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تجھے کہتے ہیں کہ اے کم عمر! اے نازک بدن اور کبھی یہ عارفِ کامل تیری ذات کو ممکنات سے اتنی دور سمجھنے لگتا ہے کہ اپنے وجود تک کو معدوم سمجھتا ہے کہ شریک نہ ہو جائے۔ ظاہر حس کی یہ آنکھ تو مذہب معتزلہ رکھتی ہے کہ حق کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا اور دیدۂ عقل (بصیرتِ باطنی) سنی مذہب ہے کہ مشاہدہ اور وصالِ حق کی قابل ہے۔ یہ فرقہ معتزلہ والے کہ قیامت میں دیدارِ الٰہی کے قائل نہیں دراصل اپنی مادی حس میں مقید ہیں۔ یہ خود کو فضول اس گمراہی میں بھی سنی المذہب کہتے ہیں۔ جان رکھو کہ جو بھی اپنی حس میں گرفتار ہے وہ معتزلی ہے چاہے وہ اپنی جہالت کی بدولت خود کو سنی کہے۔ سنی تو وہ ہے جو اس حس مادی سے باہر آ چکا ہے۔ یہ اہل بصیرت اپنی مادی حس کی آنکھ کو ممنوعات سے بند کر لیتے ہیں اس لئے دیدارِ الٰہی کرتے ہیں۔ جس نے حس خدائے حق کی کوئی نشانی دیکھ لی تو اس اطاعت کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ہے۔ اگر حیوانی حس کے علاوہ خواہش نفسانی سے بھی بالاتر ہے تو نبی آدم علیہ السلام اللہ کے نزدیک عزت والے کب ہوتے اور حس مشترک جو انسان حیوان میں مشترک ہے۔ اس کی وجہ سے محرومِ راز کب ہوتے۔ تیرے خدا کو باصورت یا بے صورت کہنا باطل ہے جب تک کہ تو حواسِ ظاہر کی پابندِ صورتوں سے نہ گزر جائے باصورت یا بے صورت ہونا تو اس شخص کے لئے کوئی معنی رکھ سکتے ہیں جو خود وجود کے چھلکے سے باہر آ کر سراپا مغز یا عین معنی بن گیا ہو۔ اگر صاحب بصیرت بننا چاہتے ہو تو ثابت قدمی سے کوشش میں صبر کرو کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔

(۱۷)

عمل تصوف کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا کہ تم کم رویا کرو تا کہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے۔ زاہد نے کہا کہ میرا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے یا تو جمالِ حق کو آنکھیں دیکھیں یا نہ دیکھیں گی۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھ لیں گی تو کیا غم ہے؟ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے وصال میں جو دو آنکھیں ملیں گی تو وہ کیا کم ہیں۔ کہہ دو کہ ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں جو اللہ عزوجل کے نور اور اس کی روشنی کو نہ دیکھ سکیں۔ پس اے طالب! آنکھوں کی فکر مت کرو کہ عیسیٰ (علیہ السلام) حق تیرا ہے، نہ ہی ٹیڑھا چل، راہِ راست پر چل تو وہ تجھے باطنی آنکھیں عطا فرما دے گا۔ تیری روح کا عیسیٰ (علیہ السلام) تیرے پاس موجود ہے جو روح کو زندہ کرتا ہے۔ اسی سے مدد مانگ کیونکہ وہ بہترین مددگار ہے۔ ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار کسی وقت بھی عیسیٰ (علیہ السلام) کے دل پر نہ رکھ۔ اپنے دل پر معاش کی فکر کو کم کر کیونکہ جسم روح کے لئے خیمہ کی مانند قیام کی جگہ بن کر آیا ہے۔

(۱۸)

علم و ہنر سیکھا ہوا کتا بھی عارفِ حال ہوتا ہے اور اصحابِ کہف میں شمار ہوتا ہے۔ قلبی بصیرت اگر حاصل نہ ہو تو پھر تو اندھا ہی کہلائے گا۔ زمین بھی اپنے دشمن کو پہچانتی ہے تبھی تو حضرت نوح علیہ السلام کے حکم پر پانی کو نگل لیتی ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ خلقت اس بات سے باخبر تھی کہ خالق سے غفلت مردگی ہے مگر غافل انسان نے بارِ امانت اٹھالیا اور الٹا عمل کیا۔ یہ غافل جاہل خالق کے ساتھ مردہ ہے اور خلقت کے ساتھ زندہ۔ اگر نفس نے تیری بصیرت چرالی ہے تو بزرگانِ دین کی صحبت میں اسے واپس لے لے۔ انسان میں اپنے اصلی وطن میں جانے کی طاقت پائی جاتی تو وہ خود بخود چلا جاتا اور اسی طرح اگر عقل مند صاحب امکان ہوتا تو مشائخ کی مسند پر بیٹھتا۔

(۱۹)

دنیا سے جنگ کرنے کی بجائے اپنے نفس کو ہی قتل کر ڈالو۔ تمہارے نفس کی وجہ سے ہی لوگ تمہارے دشمن بن گئے ہیں اور تم دشمن کی ہی وجہ سے اندھے بہرے ہو گئے ہو۔ اپنے استاد ہمدرد سے دشمنی کرنا خود تمہارا ہی نقصان ہے اور انسان اپنے برابر والے کو اپنے سے بڑا دیکھنے کا روادار نہیں ہوتا۔ حسد رزق کو کم کر دیتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے بھیجا گیا کہ وہ انسان کو اس کے اصل سے آگاہ کریں۔ انبیاء علیہم السلام انسان کو قطب ارشاد کا مقام قطب

Marfat.com

حی و قیوم مرتبت والا ہوتا ہے دوسرے اس کے نور سے فیضان عطا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنی کیمیا سے برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ آب وگل سے اشرف المخلوقات بنایا اور نسبتیں اسی آب وگل میں قائم کر دیں۔ وحدت وجود کو مشاہدہ کرو موجودِ حقیقی وہی ہے۔ موجودِ حقیقی کو ہی دیکھو۔ اگر وہم میں مبتلا ہو گئے تو خدا پر بھروسہ ختم ہو گیا اور وہی منافق ہے۔ اگر نورِ باطن نہیں ہے تو کسی دانا کے سپرد خود کو کر دو۔ تنہا راہِ حق میں آگے مت بڑھو کیونکہ فنا کے بعد ہی مشاہدہ حق ہوتا ہے۔

(۲۰)

جو آنکھیں اللہ عزوجل کے نور کو نہ دیکھ پائیں ان آنکھوں سے اندھا ہونا بہتر ہے۔ اپنے مرشد پاک سے روح کی زندگی طلب کرو۔ اگر تم دربارِ حق میں حاضر رہو گے تو معاش کی فکر نہ ہو گی۔ صد افسوس ہے اس پر جس نے آبِ حیات دینے والے مسیحا کو تو پایا مگر اس سے روح نہ مانگی۔ اپنے تصورات و خیالات ہی دنیا کو راحت یا عذاب بناتے ہیں۔ صبر کا پھل اچھا ملنے کا خیال ہی صبر کو میٹھا بنا دیتا ہے۔ آگے کا ایمان اور بھروسہ ہو تو صبر ایمان کا جزو ہے جبکہ لالچ اندھی تقلید کرواتا ہے۔ لالچ منافقت کروا کر دل کے آئینہ کو خراب کر دیتی ہے۔ لالچ سے آنکھ، کان، ناک، منہ اور دل بند ہو جاتے ہیں۔

(۲۱)

یقین بالغیب کے باوجود شانِ حکمت دیکھنے کا شوق عارف میں ہوتا ہے۔ اشیاء کا ظہور سبب کے تحت ہوتا ہے اور بے سبب میں جسم کی پرورش کی بجائے روح کی پرورش کرنی چاہئے۔ سختیاں رحمت کی بنیاد ہیں اور زندگی کی تلخیاں آخرت میں رحمت کا باعث ہیں۔ حقیقت کے چراغ سبب کے چراغوں سے پاک ہوتے ہیں اور حقیقت کی جانب راہنمائی کرتے ہیں۔ وہ ہمارے نفوس کو تہذیب عطا کرتے ہیں جبکہ دانا دشمن نادان دوست سے افضل ہے۔ باطن میں راز کھل کر مشاہدہ اور گفتگو کی حقیقت ایک ہو جاتی ہے۔ ازل سے ابد تک کے تمام حالات و واقعات روشن ہو جاتے ہیں۔ عشق کا دین جان کا نور ہے اور یہ مقامِ

Marfat.com

امن ہے۔حق کی زبان سے ساتویں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ سے بولا جا سکتا ہے۔دل کے خون میں آلودہ ہو کر بھی سدرۃ المنتہیٰ اور اس سے آگے کا سفر کیا جا سکتا ہے۔عاشق کو ٹوکنا تازیانہ کا کام کرتا ہے اور اس مقام کے احوال کا بیان اسی ذاتِ حق کا بیان ہے اور اس سے تعلق اپنی استعداد سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۲۲)

حج کی راہ میں بھی مردانِ خدا کو تلاش کرو کیونکہ مردِ حق ہی اصل خزانہ ہے۔ مردانِ حق عام کاموں میں مریدوں کا امتحان لیتے ہیں۔نیند میں دل ملکوت کا روشن دان بن جاتا ہے اور بیداری کی حالت میں خواب دیکھنے والے کو عارف باللہ کہتے ہیں۔ایسے لوگوں کی خدمت کرو اور ایسے لوگوں کا طواف حقیقت میں کعبہ کا طواف ہے۔عارف باللہ کا دل اسرار کا گھر ہے اور اس کی زیارت اللہ عزوجل کا دیدار ہے۔تاریکیوں میں غم، سستی اور درد پر صبر کرنا باعث رحمت ہے کیونکہ آبِ حیات تاریکی میں ہے۔نفس کے مقابلہ میں عقل سلیم سے مشورہ طلب کرو اور مرشد کامل سے مدد چاہو۔نفس کا اژدھا مردِ حق کے ہاتھ میں چلا جائے تو مدد کرنے والی لکڑی کی مانند ہو جاتا ہے۔مردِ حق کے ہاتھوں ہی ید بیضا کا معجزہ رونما ہو سکتا ہے اور مردِ حق کا دم اور پھونک دریا کی روانی سے بھی بڑھ کر ہے۔بے وقوف کا نفس تنکے کی مانند ہے۔عقل سلیم عالم بالا کی جانب لے جاتی ہے اور ناقص علم انسان کو بربادی کے گڑھوں میں دھکیل دیتا ہے۔

(۲۳)

فقیر اللہ کے ساتھ میں اور مخلوق سے علیحدگی میں خوشی محسوس کرتا ہے۔راہ حق میں بلند مرتبہ مردانِ حق کی تعظیم سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے جبکہ فقیر ساتوں طبقات کا امین ہوتا ہے۔بڑوں کی شان میں گستاخی کرنے والا آتش حق کی چنگاری سے جل کر راکھ ہو سکتا ہے اس لئے کسی کامل کے تابع ہو جاؤ کیونکہ اسی میں امان ہے۔خود پرستی تکبر کا باعث ہوتی ہے اور سرکشی بری عادتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔نیک لوگوں کے لئے اللہ عزوجل نے نجس کو

Marfat.com

پاک کر دیا ہے اور شیخ کامل ایک لامحدود کیمیا ہے۔ شیخ کامل ازلی دریائے حق ہے اور آبِ کوثر کی مانند ہے۔ شیخ کامل سے حسد کرنے والے سے رحمت کا پانی روک لیا جاتا ہے اور سورج کی شعاعوں کی مانند شیخ کامل کا نور بھی نجاست گوارا نہیں کرتا۔

(۲۴)

ایک بے وقوف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سفر میں شریک ہو گیا۔ راستہ میں گزر جب ایک پرانی قبر سے ہوا تو اس شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل کی ذات کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام مجھے بھی وہ علم سکھا دیں جس سے آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ چپ ہو جا یہ تیرا کام نہیں ہے اور تیری سانسوں میں اور تیری زبان میں وہ تاثیر نہیں ہے اسے ایسی سانس چاہئے جو بارش سے زیادہ پاک ہو اور رفتار میں فرشتوں سے تیز ہو جو آسمان کے خزانوں کا امین بننے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس شخص نے کہا اگر میں اس قابل نہیں ہوں تو آپ علیہ السلام اس مردے کو زندہ کر دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی جانب رجوع کیا اور کہا کہ باری تعالیٰ! اس شخص کو اپنی کچھ فکر نہیں اور اس مردے کا غم اسے بے چین کئے جا رہا ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ یہ بدبخت بدظنی کا متلاشی ہے اس کی کھیتی کا پھل کانٹے ہیں اور جو شخص دنیا میں بدبخت اور فضولیات کے بیج بوئے گا اس کو گلستان میں تلاش مت کرنا۔ ایسے شخص کے ہاتھ میں بظاہر تو نیک اعمال کے پھول ہوں گے مگر تو ان میں کانٹا بن جائے گا۔ خبردار! ایسے شخص کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کرنا ایسا شخص بے ثمر اور بے فیض ہے۔

(۲۵)

اسرار کی وضاحت پر رشک کرنے والی ذات کب یہ موقع دیتی ہے کہ میں وہ بات کہوں جس کا کہنا ضروری ہے۔ فرض کرو کہ ایسی کچھ بات ہو بھی رہی ہو جیسے سمندرِ حق جھاگ لے آتا ہے اور راز افشاء کرنے کی بندش ہوتی ہے یا قلب کبھی جذر کی کیفیت میں کھنچ جاتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔ پھر جذر کے بعد مد کی کیفیت ہوتی ہے اور قلب ابھر کر اوپر

Marfat.com

آ جاتا ہے۔ پس اے عزیز! جو صورت سے صوفی نظر آئے اس کی بابت خیال مت کرو کیونکہ تم بچوں کی طرح مادی جسم کی مشغولیت میں اخروٹ اور منقوں سے دلچسپی لیتے ہو۔ ہمارا جسم اخروٹ اور منقی ہے اگر تو مرد ہے تو ان دونوں چیزوں سے گزر جا اور جمالِ نورِ حق کا مشاہدہ کر اگر تو خود نہ گزر سکے تو اس کی طلب کر تیری طلب کی وجہ سے اللہ عزوجل تجھ پر اپنا کرم فرما دے گا اور تو آسمانوں کے طبقات سے گزر جائے گا۔

(۲۶)

حسد تمام برائیوں کا جڑ ہے۔ شیطان کی مثال لے لو اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور خود کو بے شمار تباہیوں میں مبتلا کر کے ذلت کے گڑھوں میں گر گیا۔ ابوجہل کی مثال لے لو جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کیا اور ابوالحکم سے ابوجہل ہو گیا۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں اور بہت سے لوگ حسد کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے۔ اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کا واسطہ اسی لئے بنایا تا کہ ان کی روشنی میں حسد نمایاں ہو جائے۔ حسد کی بنیادوں بڑائی و چالاکی سے بچو اور عاجزی و انکساری اختیار کرو۔ دوسروں کی خدمت کرو کہ یہ بہترین خلق ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ظہور کے بعد حسد اس لئے نمایاں ہوا کہ اس سے پہلے اللہ عزوجل پردوں میں پوشیدہ تھا۔ تم انبیاء کرام علیہم السلام سے اس لئے حسد کرتے ہو کہ وہ تم میں سے تھے پھر تمہارے سے افضل کیوں ہو گئے؟ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضیلت اور بزرگی سب سے بڑھ کر ہے اور اسے اللہ عزوجل نے مقرر فرما دیا ہے' دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور لوگوں نے اسے قبول کر لیا تو پھر تمہیں بھی ان کی بزرگی اور فضیلت کو ماننے میں حسد کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اب اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا زمانہ ہے۔ پس حاسدوں کے لئے روزِ محشر تک ایک دائمی آزمائش ہے۔ جس کی عادت نیک ہوگی وہ ان کی اتباع میں پس و پیش سے کام نہ لے گا۔

(۲۷)

قرآن مجید کے نورِ فرقان نے ہمارے لئے حق اور باطل کو علیحدہ علیحدہ کر دیا

Marfat.com

ہے۔قرآن مجید کی گوہر جیسی آیات کا نور ہماری آنکھوں کا نور ہو گیا ہے اور اس کی ہدایت میں ہمارا سوال اور ہمارا جواب بھی ہو گیا ہے۔یہ اور بات ہے کہ اپنی کج بینی کے باعث چاند جیسی چمک دار شے یعنی حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقت میں بھی کفار نے دوئی دیکھی۔ اعتراض اور شہد میں یہ ٹیڑھی نظر قرآن مجید کے معاملہ میں بھی حرفِ سوال بنی ہوئی ہے۔ اے کج بین! تو نورِ حق کو دیکھنے میں اپنی آنکھ کو درست کرتا کہ تو نورِ حق کو ایک دیکھے۔قرآن مجید کی حق و باطل کی تمیز تجھ پر روشن ہو۔اپنی فکر کو درست کرو اور صحیح فکر انسان کی نہیں بلکہ ذات کے گھر کے شعاع کا نور ہے۔کان تو سنی سنائی بات کرنے والا دلال ہے اور چشم بصیرت خود صاحب وصل ہے۔چشم بصیرت کو خود صاحب حال سمجھو اور کان کو صاحب قال جانو۔ولی حق جنون کا پردہ اختیار کر لے تو اسے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

(۲۸)

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم پر موت کی ہوا باغِ نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہوتی ہے۔آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف نہیں پہنچائی کیونکہ جب بندہ اللہ عزوجل کا برگزیدہ ہو جائے تو وہ کیونکر تکلیف پہنچائے گا۔حق کے حصار سے دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی اور سرکشوں کو زمین کی تہہ میں لے جاتی ہے یہاں تک کہ دریائے نیل سے موج بلند ہوتی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو پہچان کر فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیتی ہے۔زمین کو جب قارون کے بارے میں حکم پہنچتا ہے تو زمین قارون کو اس کے خزانے سمیت خود میں کھینچ لیتی ہے۔مٹی اور پانی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دم کیا تو اس نے بال اور پر کھولے اور پرندہ بن گیا۔پس جب تمہارے منہ سے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا نکلتی ہے تو اللہ عزوجل اس حمد و ثنا کو جنت کا پرندہ بنا دیتا ہے۔

(۲۹)

جان لو کہ بغیر اللہ اور اللہ والوں کی عنایت کے اگر فرشتہ بھی ہو تو خوشامدیوں سے نہیں بچ سکتا۔ان کے شر سے اس کا اعمال نامہ بھی سیاہ ہو جائے گا۔اے اللہ! اے صاحب

Marfat.com

قدرت! اے ہر شے سے مبرا! تو ہر ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ تجھے میں نہ کسی شے کی کمی ہے اور نہ ہی زیادتی۔ تیرے ہی ذریعے ہم تک ہدایت پہنچی اور ہم ذلیل و خوار ہونے سے بچ گئے۔ تو نے ہمارے عیب ظاہری و باطنی پر پردہ ڈال دیا۔ وہ قطرۂ علم جو تو نے مجھے بخش رکھا ہے اس کو اپنے علم کے دریاؤں سے متصل کر دے۔ میری روح میں علم کا ایک قطرہ موجود ہے اس کو نفس کی شرانگیزیوں سے بچالے۔ اے اللہ! تو اس پر قادر ہے کہ جب ہوائے نفس اور لذاتِ جسمانیہ اس قطرۂ علم کو بالکل خشک کر لیں تب بھی تو اس کو ان سے واپس لے لے اور اپنی بے پایاں رحمت اس کی رہائی کرالے۔

(۳۰)

اے میرے عزیز! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو غور سے سنو اور اپنے دل سے انکار و بدگمانی کو دور کر دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہار کی سردی یعنی مرشد کامل کی صحبت سے جسم کو ڈھانپنے کی کوشش مت کرو کیونکہ وہ تمہاری جانوں کے ساتھ وہی کرتی ہے جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتی ہے یعنی ان کو نئی زندگی دیتی ہے۔ پس وارداتِ غیب کی وہ سرمائے بہار غنیمت ہے۔ ان عارفوں کے لئے جو صاحب وقت ہیں دنیوی زندگی میں فیضانِ حق میں ہیں۔ موسم بہار میں ظاہری علم و عقل کے جھول اتار کر گلشن ذات کی جانب چل دے۔ بے حجابانہ محبوب کی جانب پہنچ اور نفس و ہوا کی خزاں سے بچ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو انہوں نے درختوں کے ساتھ کیا یعنی ان کو خشک کر دیا۔

(۳۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت عقل مند اور صاحب دل لوگوں پر غالب رہتی ہے برخلاف اس کے کہ جاہل لوگ عورتوں پر غلبہ پاتے ہیں کیونکہ وہ سختی اور اکھڑپن میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں مہربانی اور کرم کی صلاحیتیں معدوم ہوتی ہیں اور ان پر ہر وقت حیوانیات کا غلبہ طاری رہتا ہے۔ جاہلوں کی محبت عارضی ہوتی ہے اور غصہ و شہوت حیوانی صفات ہیں۔ ان سے قطع نظر جو معشوق تمہیں نظر آتی ہے حق کا پرتو

Marfat.com

ہے اور اس لحاظ سے وہ نورِ خالق سمجھا جائے گا نہ کہ نورِ مخلوق۔ ہر عقل مند کی عقل کے نزدیک یہ بات درست ہے کہ ہر پھرنے والی شے کے ساتھ پھرانے والا بھی ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات بہت ہی غفور و رحیم ہے اور اس پر ہر شے عاشق ہے۔ عدم و جود اور ایمان بھی اس کے عاشق ہیں۔

(۳۲)

اے عزیز! دل کا نور روح سے ہوتا ہے۔ اے کہ تو شرم سے مست اور بے نیاز ہے۔ اس روح کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ۔ جس وقت تیرے یہ ہاتھ پاؤں ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا اس وقت تیری روح کے بال و پر بھی ہوں گے جو پرواز کریں۔ جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی اس وقت کے لئے ضروری ہے کہ تو باقی رہنے والی روح کو زندہ رکھ۔ قرآن مجید کی یہ شرط کہ جو شخص نیکی لایا اس کے معنی محض نیکی کرنا ہی نہیں بلکہ نیکی کو بحر حقیقت یعنی خدائی دربار میں پیش کرنا ہے۔ کیا تو جوہر انسانیت رکھتا ہے یا نرا گدھا ہے۔ جب یہ چیزیں جن کا وجود دوسرے جہان میں نہیں ہے فنا ہو گئیں تو انہیں لے کر آگے کہاں جا سکے گا؟ یہ نماز و روزہ بھی ایسی ہی عرضی میں شمار ہیں یعنی دوسری جگہ منتقل نہیں ہوتے اور دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے اس لئے ناپید ہیں۔ عورت سے نکاح کرنا عرض تھا جو فنا ہو گیا لیکن فرزند ہے جسے جوہر کہیں ہم سے برآمد ہو گیا۔ کیمیا کا استعمال یعنی ترکیب عرض ہے اور جوہر سونا چاندی ہے جو کیمیا گری سے یار کو ملا۔ پس بکری کی قربانی قرب حاصل کرنے کے لئے سبب بنے گی نہ کہ اس کے سایہ کی قربانی۔

(۳۳)

جان رکھو کہ ہر خوبی باطن کی ہوتی ہے نہ کہ ظاہر کی۔ تو تو اندھا ہے جو اپنی حماقت سے کہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ جسم جو حقیر ہے وہ سلیمان علیہ السلام جیسا ہے اور فکر و خیال جو آنکھ سے بھی افضل ہے وہ تیرے لئے معمولی چیونٹی کی طرح ہے۔ تجھ جیسے ظاہر بین کے آگے پہاڑ بڑا ہے اس لئے تو بہترین شے یعنی ارادہ کو بھیڑ سے تشبیہ دیتا ہے اور پہاڑ کو بھیڑیا

Marfat.com

سے۔ تیری ظاہر بینی کی وجہ سے یہ جہان تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے۔ اے کم عقل! اے بے علم! اپنی حماقت پر تو پتھر کی طرح غافل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تجھ میں آدمی کی خصلت یعنی نورِ انسانیت نہیں ہے۔ تو ایک جہل مطلق ہے اور خدا کی بو تجھ میں ذرا بھر بھی نہیں ہے۔ تو اپنی بے وقوفی سے اس ہستی کو جو مثل سائے کی سی ہے ایک وجودِ حقیقی سمجھتا ہے اسی لئے تیرے نزدیک وجود باری تعالیٰ ایک کھیل اور بے وقعت شے ہے۔ اپنی چشم بصیرت سے دیکھ اور غور کر کہ آگ عالم غیب کا ایک نمونہ ہے جو لطیف اور ہوا کی طرح نظروں سے غائب ہے۔ جب یہ تک یہ کہ کسی کثیف جسم میں نہ لگے تب تک آنکھ کو اس لطیف شے کا پتہ نہیں چلتا۔ پھر جب یہ اپنی تاثیر میں بڑھ جاتی ہے تو ہزاروں تیشوں، تلواروں اور تیر سے وہ کام نہیں بنتا جو یہ کر گزرتی ہے۔ اگر تم اس حقیقی زندگی میں چشم بینا سے کام نہیں لیتے تو پھر بروزِ محشر تک رکے رہو جب فکر و خیالِ حق اور ارادہ الٰہی کی تاثیرات کھلم کھلا ظاہر ہوں گی۔ یہ وہ دن ہوگا جب پہاڑ نرم اون کی مانند ہوں گے اور یہ ظاہر دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اس وقت تم اللہ عزوجل کے علاوہ سوا نہ کوئی وجود دیکھو گے، نہ آسمان، نہ ستارے۔

(۳۴)

ایک بادشاہ نے کرم کر کے ایک غلام کو اپنے تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا اور اس کی تنخواہ چالیس سرداروں کے برابر کر دی۔ بادشاہ کے کسی بھی وزیر نے اس کے دسویں حصہ کے برابر مرتبہ نہ دیکھا تھا۔ بس یوں سمجھ لو کہ قسمت اقبال کی وجہ سے وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمود تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسمانی وجود میں آنے سے پہلے بھی دونوں ایک ہی تھے اور ایاز کی روح حقیقت میں محمود کی روح سے جڑی ہوئی تھی۔ حقیقت میں معاملہ بھی وہی ہے جو جسم کے ظہور میں آنے سے پہلے ہوا۔ پس تم بھی دنیوی تعلقات چھوڑ دو جو کہ اس فانی دنیا میں پیدا ہوئے اور عارف باللہ ہی درحقیقت صحیح پہچان کرانے والا ہوتا ہے۔ عارف باللہ کی آنکھ بھینگی اور دو دکھانے والی نہیں ہوتی بلکہ اس کی نظر اس دنیا میں آنے سے پہلے والی کھیتیوں پر ہوتی ہے۔ عالم ارواح میں جو گیہوں یا جو انہوں نے بویا ہے اس کی نظر روز و شب ان پر لگی

Marfat.com

رہتی ہے۔رات جس سے حاملہ بنی ہے اس مقدر کے سوا اس نے نہیں جنا۔اس لئے عطا کردہ صلاحیتوں کے علاوہ سب تدبیریں بے کار ہیں۔ان عارضی تدبیروں سے اس شخص کا دل کب خوش ہوسکتا ہے جو اللہ عزوجل کی تدبیر کو خود پر مسلط دیکھتا ہے اور حیلہ گر کبھی اس جال میں ہے کبھی ایک اور جال بچھاتا ہے۔تمہاری جان کی قسم! وہ نہ اس کوشش سے جال سے نکلتا ہے نہ ہی اس کوشش سے اگر سینکڑوں گھاسیں بھی اگیں یا یہ شخص اگانے کی کوشش کرے تب بھی انجام کار اللہ کا بویا ہوا اگے گا۔تم نے تقدیر کی پرانی کھیتی بحر جان پر تدبیر کی نئی کھیتی دنیائے ہست بودی۔یہ تدبیر کی کھیتی فنا ہو جائے گی اور تقدیر کی کھیتی کبھی فنا نہ ہوگی۔تقدیر والا بیج مکمل اور منتخب الٰہی ہے اور تدبیر والا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے۔تم اپنی تدبیر کو محبوبِ حقیقی کی مرضی کے آگے ڈال دو۔اگرچہ تمہاری تدبیر بھی اس کی وجہ سے ہے اس لئے اہم کام وہی ہے جو خدا نے مقدر کر دیا ہے اور بالآخر وہی ہوگا جو پہلے بویا ہے۔اس لئے اے دوستی کا حق نبھانے والے! جب تم دوستی کے پابند ہوگے تو جو بھی اعمال کا بیج بوؤ وہ اپنے دوست کی خاطر ہی بوؤ۔تم چور نفس اور اس کے کاموں میں نہ لگو۔خوب جان لو کہ جو اللہ عزوجل کا کام نہیں ہے وہ نہایت مشکل اور دشوار ہے اپنے آپ کو اس وقت سے پہلے بچا رکھو۔پس جب قیامت کا دن ظاہر ہوگا اور مالک حقیقی کے سامنے دنیا کی زندگی کی رات کا چور رسوا ہوگا۔یہ سمجھ لو کہ حیلہ و تدبیر سے چرایا ہوا مال اس دن چور کی گردن پر ہوگا۔

دنیوی زندگی میں لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں تاکہ اس کے مقرر کردہ تقدید کے جال کے سوا کوئی اپنی تدبیر کا جال بچھائیں ایسا کرنے والے اپنی تقدیر کے جال کو اور اپنے اوپر سخت پاتے ہیں کیونکہ ایک تنکا آندھی کے مقابلہ میں کیا طاقت رکھتا ہے۔اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں تو جا کر قرآن مجید میں دیکھ لو جہاں اللہ عزوجل فرما رہا ہے کہ اور اللہ سب سے بہترین داؤ کرنے والا ہے۔پس اگر تم کہو کہ اس عالم تدبیر کا کیا فائدہ ہے تو پھر اے سرکش! خود ہی دیکھ لے کہ اس سوال سے تیرا کیا فائدہ ہے؟ اگر تیرے سوال میں ہی کوئی فائدہ نہیں ہے تو ایسے بے کار سوال کو کیوں سنوں اور اگر تیرے سوال کارآمد ہے تو غور

Marfat.com

کر اور خود دیکھ لے کہ عالم تدبیر بے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مومن کے لئے شہادت ایک زندگی ہے اور منافق کے لئے موت ایک تباہی ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ دنیا میں کون سی نعمت ہے جس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں۔

(۳۵)

عاشق حقیقی جو کہ ذاتِ حق کے پسماندہ حقیر ذرات ہیں وہ درجہ رکھتے ہیں کہ دونوں جہانوں میں ایسے آفتاب ہیں جن کا سایہ نہیں اور یہ ہر وقت چمکتے رہتے ہیں۔ پس تعجب ہے کہ میں اپنے شمس (حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ) کے گرد شوق میں گردش کرتا ہوں اور یہ گردش کرنے کی صلاحیت عشق بھی ان کے فیضان سے ہی ہے۔ درحقیقت وہ شمس حقیقت ہی ہر شے کے سبب سے آگاہ ہوتا ہے اور اسی کے ارادے سے سبب کی رسیاں منقطع ہوتی ہیں۔ ہمارا اختیار کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے اس بے چارگی کے عالم میں لاکھوں مرتبہ امید منقطع کر لی وہ بھی کس سے۔ (اے شاہ شمس رحمۃ اللہ علیہ!) آپ میری اس بات کا یقین کریں لیکن یہ باور مت کریں کہ اس ناامیدی کے باوجود میں آفتابِ ذات سے صبر کر سکتا ہوں یا مچھلی پانی سے صبر کر سکتی ہے۔ اگر میں ناامید ہوں تو بھی میری یہ ناامیدی آفتابِ ذات کی ہی عطا کردہ ہے۔

(۳۶)

شناخت کے لئے نورِ باطن چاہئے جو زہد کی پہچان کر سکے۔ یہ نور ایسا ہے جو تقلید اور کجی سے پاک ہوتا کہ انسان کو بغیر اس کا کام دیکھے یا بغیر اس سے بات کئے پہچان سکے۔ اس کے دل میں نورِ عقل کے ذریعے گھس جائے۔ اس کا اصل حال دیکھ لے اور سنی سنائی کا پابند نہ ہو۔ اس غیب کے حال جاننے والے اللہ کے خاص بندے روحانیت میں دلوں کے جاسوس ہیں۔ جب ان کے مقابل کے دل میں کوئی خیال آتا ہے تو پوشیدہ ان کے سامنے کھل جاتا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ جیسے چڑیا کے جسم میں کیا ساز و سامان ہوتا ہے جو وہ باز کی عقل سے چھپ سکے۔ جو شخص اللہ عزوجل کے رازوں سے واقف ہو گیا اس کے سامنے

Marfat.com

مخلوق کے بھیدوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جس کی گذر آسمان پر ہوگی اس کے لئے زمین پر چلنا کیا مشکل ہوگا۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہوسکتا ہے تو پھر ان کے ہاتھ میں موم کی کیا کیفیت ہوگی؟

(۳۷)

یقین جانو کہ پیر کامل بھی حق تعالیٰ کی طرح بغیر کسی آلہ کے عمل پذیر ہوتا ہے اور وہ بولے بغیر مریدوں کو سبق پڑھاتا ہے۔ دل اس کے ہاتھ میں موم کی مانند ہوتا ہے کہ اس کی مہر کبھی ذلت کی مہر لگاتی ہے، کبھی شہرت کی۔ اس کے موم کی مہر انگوٹھی پر نقش خداوندی ہے۔ پھر وہ نقش جو مرید کے اوپر ابھرتا ہے سوائے پیر کے کس کا ہوسکتا ہے۔ وہ نقشِ زرگر ازلی کا نقش ہے اور ہر حلقہ کا سلسلہ جو یکے بعد دیگرے دوسرے حلقہ میں جڑتا چلا جاتا ہے اس پر بھی یہی نقش منقش ہوگا۔

(۳۸)

اے شخص! تو جس چیز میں بھی غور کرے گا تو دیکھے گا کہ وہ اپنی ہم جنس کے ساتھ چلتی ہے۔ دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کر رکھا ہے۔ گرم نے گرمی کو کھینچا ہے اور سرد نے سردی کو کھینچا ہے۔ باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں۔ نوری نوریوں کے طلب گار ہیں اور نیکوں کو نیکوں کی طلب ہے۔ انسان کی اصلی غذا اللہ عزوجل کا نور ہے اس لئے حیوانی غذا اس کے لئے مناسب نہیں ہے۔

(۳۹)

دشمنی کے لئے کسی سبب کا ہونا ضروری ہے ورنہ ہم جنسی تو وفا سکھاتی ہے۔ پھر خود سے ہی محبت کرنا سیکھو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے کب ابلیس پر ظلم کیا تھا یا پھر کسی آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا ظلم کیا تھا کہ وہ اس کو تکلیف پہنچانے کے درپے ہیں۔ اے مبتلائے آزمائش! جب کسی کو تیری فکر نہیں ہے تو بہتر یہی ہے کہ تو اپنا کام خود کر اور اکثر لوگ مردم خور ہوتے ہیں اس لئے ان کی خوش خلقی میں اپنے لئے امان مت تلاش کر۔

Marfat.com

(۴۰)

ایک نہر کے کنارے اونچی دیوار تھی جس پر ایک مصیبت کا مارا ہوا پیاسا بیٹھا تھا۔ یہ ایک مست اور بے چین عاشق تھا جو پیاس اور پانی کی طلب سے کمزور و لاغر ہو چکا تھا۔ یہ دیوار جس پر وہ بیٹھا تھا پانی کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی تھی حالانکہ پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی وہ دیوار پانی کی آڑ تھی اور پانی کے لئے اس کی دردناک فریاد آسمان تک جا پہنچی۔ اچانک اس نے پانی میں ایک اینٹ پھینکی۔ طلب میں شدت تھی اس لئے اس کے کان میں پانی کی ایسی آواز گونجی جس طرح کوئی دوست میٹھی اور پرلطف گفتگو کر رہا ہو۔ پانی کی طلب میں پانی کی اس آواز نے ہی اسے بے خود کر دیا اور وہ آواز کو سننے کی کوشش میں اس دیوار سے اینٹیں اکھاڑ اکھاڑ کر پانی میں پھینکنے لگا۔ پانی نے اس پیاسے سے کہا کہ مجھ پر اس طرح اینٹیں مارنے سے تجھے کیا حاصل؟ پیاسے نے کہا کہ میرے اس میں دو فائدے ہیں اس لئے میں اس کام سے باز نہ آؤں گا۔ میرا اول فائدہ یہ ہے کہ اس طرح مجھے تیری آواز سنائی دیتی ہے جو پیاسے کے لئے ابر رحمت سے کم نہیں اور جس طرح اللہ عزوجل کی وہ گفتگو جو عین حضور نبی کریم ﷺ تک بغیر منہ کے پہنچتی ہے یا ایسے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو جو ایک گنہگار کو شفاعت کے وقت پہنچے گی۔ میرا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہر اینٹ جو میں اس دیوار سے اکھاڑ کر تجھ تک پھینک رہا ہوں اس طرح میں تجھ سے نزدیک سے نزدیک تر ہوتا جا رہا ہوں اور اینٹیں اکھاڑنا مجھے تیرے قرب کا سبب بنا رہا ہے۔ پس اس حکایت کو بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ آبِ حیات جس تک تم پہنچنا چاہتے ہو وہ اپنے نفس کی دیوار کو گرانے کے بعد ہی ممکن ہو سکے گا۔ جس شخص میں محبوب کی طلب سچی ہو گی وہ اپنے نفس کی اس دیوار کی اینٹوں کو یونہی اکھاڑتا رہے گا اور جو اپنے محبوب کی آرزو میں سچا ہو گا وہ اس کی آواز پر زیادہ عاشق ہو گا یہاں تک کہ محبوب کی راہ میں حائل دیوار گر جائے گی پھر اس کے اور محبوب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے گی۔ جوانی کا وقت ایسا وقت ہے جب مجاہدوں سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے اور برے اخلاق و رکاوٹوں کی اینٹیں اکھاڑ

Marfat.com

دینی چاہئیں اس لئے ریزہ ریزہ ہو جانے والی ست زمین بن جانے کی حالت سے پہلے ہی عمل کر لینا چاہئے۔

جب ہر بنی ہوئی چیز اپنے بنانے والے کی ذات کی دلیل ہے تو کوئی موجود شے غیر موجود سے کیونکر وجود حاصل کر سکتی ہے۔ تمام موجودات اسی باغ سے غذا حاصل کرتے ہیں خواہ براق، عربی گھوڑے یا گدھے ہی کیوں نہ ہوں۔ بات یہ ہے کہ اپنے نفس کے اندھے گھوڑے کو لگام دو جو باغ کو نہیں دیکھ سکتا۔ جس نے گردشِ زمانہ، اسبابِ عالم کو بحر حقیقت یعنی من جانب اللہ نہ جانا وہ ہر دم نئے قبلہ کی تلاش میں رہتا ہے اور اس کا حال ایسا ہے جیسے اس نے شیریں دریا سے بھی کھارا پانی ہی پیا ہو۔ مجبوری یہ ہے کہ ہم شمس دین (رحمۃ اللہ علیہ) کے عشق میں محویت کے باعث بے بس و معذور ہیں ورنہ ہم اس حق ناشناس کو بینا کر دیتے۔

Marfat.com

وصال مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بھی ناساز رہنا شروع ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرتے رہتے اوران ہی کی باتیں کرتے رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ریاضت ومجاہدے شروع کردیئے یہاں تک کہ بیس بیس دن تک کچھ نہ کھاتے پیتے اور ذکرالٰہی میں مشغول رہتے۔ نماز کا وقت ہوتا تو نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہوجاتے۔ اکثروبیشتر قیام اتنا طویل ہوتا کہ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلتا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ عشاء کی نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہوئے اور قیام میں ہی فجر کا وقت ہوگیا۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے اس قدر روئے کہ چہرے پر آنسو برف کی مانند جم گئے۔ ۶۷۲ ہجری میں شہر قونیہ میں شدید زلزلہ آیا۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لئے کہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زمین اس وقت بھوکی ہے اور تر لقمہ ہی اس کی بھوک مٹا سکتا ہے۔ زمین کو عنقریب تر لقمہ ملنے والا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے کچھ دنوں بعد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت شدید خراب ہوگئی۔ طبیب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرض سمجھنے سے قاصر تھے۔

دورانِ مرض حضرت شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرض دیکھا تو اللہ عزوجل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت! اب تو خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ہی پردہ باقی رہ گیا ہے دعا فرمایئے کہ یہ پردہ بھی مٹ جائے اور نور نور سے مل جائے۔ حضرت شیخ صدر

Marfat.com

الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول سنا تو زاروقطار رودیئے۔ کچھ روز کے مرضِ شدید کے بعد ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ ہجری بوقت مغرب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دارِ فانی کی جانب کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قونیہ میں ہی مدفون کیا گیا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے افلاکی لکھتا ہے کہ جب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھایا گیا اس وقت شہر قونیہ کے تمام بوڑھے اور جوان، غریب اور امیر، بچے اور عورتیں سب موجود تھے۔ سب لوگوں کے رونے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قیامت آگئی ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں عیسائی، یہودی، افغانی، یونانی، ترکی اور عرب سب موجود تھے۔ سب کے ہاتھوں میں ان کی مقدس کتب موجود تھیں اور ہر ایک اپنے مذہب کے مطابق ذکر کر رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے دوران کسی نے ایک عیسائی سے دریافت کیا کہ تم ان کے جنازہ میں کیوں شامل ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم عیسائیوں نے جب سے ان کو دیکھا ہمیں ان کے چہرے میں اپنے پیغمبر نظر آئے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں قرآن مجید کی تلاوت با آوازِ بلند ہو رہی تھی اور ہر کوئی اس عظیم ہستی سے جدائی کے غم کو محسوس کر رہا تھا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل فرمایا تھا کہ میرے دوستو! مجھے قتل کر دو کیونکہ میری زندگی اب قابل قتل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ کا مطلب صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہ بیان کیا کہ یعنی میں زندگی کو دریافت کر چکا ہوں اور میں نے زندگی کی حقیقت کو پہچان لیا اس لئے اب میرے دل میں زندہ رہنے کی کوئی خواہش باقی نہیں ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر محفل سماع منعقد کی جاتی ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے اشعار سنائے جاتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کائنات میں موجود ہر شے عقل اور خوبصورتی سے بھرپور ہے یہ حقیقت میں اللہ عزوجل کے دریا کا قطرہ ہے اور ایک پوشیدہ خزانہ ہے جب یہ خزانہ پھوٹ پڑا تو زمین آسمان سے بھی زیادہ روشن ہوگئی۔

Marfat.com

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک یونانی فلسفی نے کہا تھا کہ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) کی مثال روٹی کی سی ہے جسے ہر کوئی تناول کرنا چاہتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب اور کسی نے کبھی کیا کسی فاقے کو روٹی سے بھاگتے دیکھا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نابغہ روزگار تھے اور علم شریعت وطریقت کے بحر بیکراں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں تھی جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات ودروس پر مشتمل ''مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ'' صاحب علم وفضل کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔

اب ہو چکا ہوں عشق کی پنہائیوں میں گم
وہ دن گئے کہ منزل آہ و فغاں میں تھا
دل میں سما کے تم نے اسے بھی اٹھا دیا
حائل جو اک حجابِ نظر درمیاں میں تھا

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب برصغیر پاک و ہند کے نامور صوفی حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام شیخ شرف الدین ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب بوعلی قلندر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب مختلف واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے جہاں سے یہ سلسلہ زوطی نومسلم زرتشتی تک جا پہنچتا ہے جنہوں نے ایران سے ہجرت کر کے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کے ہم نشین مقرر ہوئے اور اعلیٰ تعلیم ظاہر و باطن اسلام سے منور و فیض یاب ہو کر معمولی انسان سے اعلیٰ انسان بنے جن کے بیٹے ثابت رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دعائے خاص فرمائی جو یہ تھی:

"اے اللہ! یہ تیرا ہی کرم تھا کہ گم کردہ راہ انسانوں نے ہدایت پائی اور تیری دستگیری سے زوطی کو آتش پرست کے ہجوم سے نکالا اور ایمان کے دشوار گزار اور کٹھن راستوں پر استقامت بخشی زوطی تیرے بندے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے حسن ظن رکھتا ہے اور علی ابن طالب (رضی اللہ عنہ) کو تیری بے پناہ رحمت پر یقین ہے کہ تو اپنے در کے

Marfat.com

گداؤں کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹائے گا اے ازل و ابد کے مالک

زوطی کی نسل کو دونوں جہانوں میں سرخرو فرما۔ (آمین)''

یہ اس دعا کا ہی اثر تھا کہ زوطی کے بیٹے ثابت کے ہاں دنیائے اسلام کا عظیم الشان اور مایہ ناز فرزند تولد ہوا اور جس نے فقہی امام کی حیثیت سے دنیائے معلومہ پر اپنی عظمت و بزرگی اور علمیت کے لازوال نشان چھوڑے جس کے پیروکار اس دور سے لے کر آج تک لاکھوں کی تعداد میں دنیا میں موجود ہیں اور تا محشر موجود رہیں گے یہ بزرگ حضرت نعمان بن ثابت المعروف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے:

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

ابن سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

ابن سالار حسن رحمۃ اللہ علیہ

ابن سالار عزیز رحمۃ اللہ علیہ

ابن ابوبکر غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ

ابن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

ابن عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

ابن محمد دانک رحمۃ اللہ علیہ

ابن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہا تھا جو مولانا سید نعمت اللہ حلب ہمدانی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ تھیں اور اپنے زمانے کی نیک، پاک باز خواتین میں شمار ہوتی تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیوی تھیں کیونکہ ان کا پہلا عقد حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا اور وہ بغیر

Marfat.com

اولاد کے فوت ہو گئیں تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کے بارے میں جس قدر حالات دستیاب ہیں ان کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف سے غیر معمولی حد تک لگاؤ تھا اور عشق باطنی میں ان کی مشغولیت بے حد نمایاں تھی اپنے اس عشق میں پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے انہیں شیخ کامل کی ضرورت تھی تلاش بسیار کے بعد ان کی نظر میں اس زمانے کے معروف بزرگ شاہ محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے معتبر ترین ٹھہرے اس لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی جسے انہوں نے شرف قبولیت بخشا۔ بیعت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز تک حضرت شاہ سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں رہ کر تربیت حاصل کرتے رہے اور چودہ سال تک ریاضت وعبادت اور مجاہدے میں مشغول رہے اور نمایاں مقام تصوف میں حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شرافت ونجابت اور شغل باطن سے پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد حضرت شاہ سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بہن حافظہ جمال سے نکاح کر دیا جو اپنے دور کی پاکباز' عفت مآب اور نیک خاتون تھیں۔

اس خاتون کے بطن سے شادی کے پہلے سال ہی اللہ تعالیٰ عزوجل نے سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حضرت شاہ سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الدین رکھا اور اس کی ظاہری وباطنی تربیت کا بیڑا خود حضرت شاہ محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا اور اپنی نگرانی میں ان کی تعلیم وتربیت وپرورش کی۔ جب نظام الدین جوان ہوئے تو ان کو فکر معاش ہوئی اور وہ اپنے علاقہ کرمان سے ہجرت کر کے برصغیر میں پانی پت پہنچے جہاں ان کو شاہی دستے میں ملازمت مل گئی اور اس طرح وہ کئی سال تک والدین سے ملنے وطن واپس نہ جا سکے۔

سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نظام کو کئی خطوط لکھے اور ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا مگر شاہی ملازمت سے انہیں چھٹی نہ ملی جس کی وجہ سے وہ اس خواہش کے اظہار کی تکمیل سے مجبور رہے اور وطن واپس نہ جا سکے جب معاملہ از حد بے قراری اور اداسی کی انتہا تک

Marfat.com

پہنچا تو مجبوراً سالار فخر الدین اپنی بیوی کو لے کر پانی پت کی جانب روانہ ہوئے اور بالآخر طویل مسافت طے کر کے بروز جمعہ اپنے بیٹے نظام الدین کے پاس پانی پت پہنچ گئے اس طرح والدین اور بیٹا دونوں باہم ملے اور اس سے ان کے اندر خوشی کی سرشاری اور بے تابی محبت کی ایسی لہر پیدا ہوئی کہ والدین اور بیٹے نے ایک دوسرے سے جدا ہونا گوارہ نہ کیا اور والدین متفقہ فیصلے کے بعد نظام الدین کے پاس رہنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات کا حال نہیں مل سکا البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پانی پت کے شمالی جانب موجود ہے جہاں ہر سال عرس مبارک ہوتا ہے۔

حضرت شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت پانی پت کے مختلف اساتذہ کی نگرانی میں مکمل کی اور پھر کمسنی کے زمانہ میں ہی تمام علوم ظاہری سے آراستہ ہو گئے پانی پت سے دہلی آئے اور یہاں اپنی تعلیم مکمل کی لیکن تاریخ اس بارے میں خاموش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کن اساتذہ سے اپنی ظاہری تعلیم مکمل کی البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہندوستان کے بالعموم اور دہلی کے بالخصوص علمائے ظاہری میں بڑا نمایاں انداز میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیس برس تک دہلی میں قطب مینار کے پاس درس و تدریس کا فیض جاری رکھا۔ دہلی کے اکابر علماء، مولانا قطب الدین، مولانا وجیہہ الدین پائلی، قاضی ظہور الدین بجواری، قاضی حمید الدین، صدر شریعت مولانا فخر الدین پائلی رحمہم اللہ وغیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر اور فضیلت کے معترف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان کے ماہر اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، حدیث، تفسیر پر عبور حاصل کیا۔ فارسی اور ہندی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شروع ہی سے شاعری کی طرف گہرا میلان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری علوم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دھوم سارے دہلی میں گونج رہی تھی۔

کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب ''بوعلی'' کے بارے میں منقول ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بارہ برس تک پانی میں کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا سارا گوشت مچھلیاں کھا گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مطلقاً کچھ خبر نہ ہوئی۔ بارہ برس بعد ندائے

Marfat.com

غیبی آئی کہ اے شرف الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! مانگ کیا مانگتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ الٰہی! مجھے علی بنا دے۔ ندا آئی کہ تجھے علی کیسے بنایا جا سکتا ہے کیونکہ علی تو ایک ہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا اصرار جاری رکھا۔ ندائے غیبی آئی کہ ہم تجھے علی کو بو عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بو عطا کر دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے از حد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''بوعلی'' کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام سے زیادہ اپنے لقب سے مشہور ہو گئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دہلی کی مشہور مسجد قوۃ الاسلام میں درس و تدریس کے شغل میں مشغول تھے کہ اچانک ایک درویش آیا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس انداز میں مخاطب ہوا:

''شرف الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! جس مقصد کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے وہ تو تو نے بھلا دیا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا:

''بزرگوار! وہ کون سا ایسا مقصد ہے جس کو میں بھلائے بیٹھا ہوں اور حقیقت احوال سے بے خبر ہوں۔''

درویش بولے:

''شرف الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! کیا اپنی پیدائش کا واقعہ بھول گیا ہے اس وقت کسی درویش نے تیرے متعلق کیا پیش گوئی کی تھی اور تمہاری دنیا میں آمد کا کیا مقصد بیان کیا تھا اور کیا تم نے ابھی تک اس مقصد کے لئے کوئی سعی و کوشش کی ہے یا نہیں؟''

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ درویش کی بے باکی اور پر تاثیر آواز سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل و دماغ پر ایک عجیب قسم کی ہلچل پیدا ہو گئی اور آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اس پیشہ درس و تدریس کو چھوڑ کر تصوف کے میدان کارزار میں کود جائیں اور بلاخطر دنیا کی اس خواہش نفسی کی آگ سے اپنے آپ کو باہر نکال کر مالک حقیقی کے بحر معرفت سے نہ صرف روشناس ہو جائیں بلکہ اس کے اندر اپنے آپ کو غرق کر کے حقیقی معنوں میں واصل الی الحق ہو جائیں۔

درویش کی زبان میں نہ جانے کیا تاثیر تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لمحہ بھر میں فیصلہ کیا اور جذب و مستی کے سمندر میں غرق ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قدر جذب و مستی کا غلبہ طاری ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اپنا تمام سرمایہ کتب علوم وفنون اٹھا کر دریا برد کر دیا اور خود جذب و مستی کے عالم میں مسافرت اختیار کر لی اور جنگل میں جا کر سانس لیا۔ جب جنگل میں بھی دل نہ لگا تو پھر شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ گھومتے ہوئے اور عراق وخراسان سے ہوتے ہوئے قونیہ روم پہنچے اور وہاں ان کی ملاقات حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مرشد پاک حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی صحبت اختیار کر لی جس کے نتیجہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قلندرانہ وضع قطع اختیار کر لی اور بعض روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں سے جبہ و دستار بھی حاصل کیا۔

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تصنیف میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کا اعتراف کیا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے اکتساب فیض حاصل کرتے رہے اور انہیں کی صحبت سے ہی انہوں نے قلندریہ فرقہ کا رواج روم میں کیا اس بارے میں صاحب روایت کا کہنا ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی نظر التفات فرمایا کرتے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اخبار الاخیار کے مطابق حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کسی مشہور بزرگ سے نہیں ملتی تاہم مختلف روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت خواجہ قطب

Marfat.com

الدین بختیار اوشی المعروف کا کی قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں ہوگئی تھی جبکہ بعض روایات کے مطابق آپ کی بیعت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منسوب ہے تاہم روایات صحیحہ کے مطابق حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت قطب الدین بختیار اوشی کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے:

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ شیخ شہاب الدین عاشق خدا رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم حضرت قطب الدین اوشی کا کی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابو اسحٰق شامی حسنی سالار چشتیاں

خلیفہ خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابرہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابوالفیض فیصل رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

خلیفہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ایک اور روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک شیخ شہاب الدین عاشق خدا رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت خلافت شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور ان کی نسبت خلافت شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

اس شجرہ طریقت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک طریقت چشتی تھا۔

ایک مرتبہ علاؤ الدین خلجی نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن اُس کو اپنے دربار میں کوئی بھی اس قابل نہ لگا کہ جس کو وہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجتا۔ بالآخر اتفاقِ رائے سے یہ طے ہوا کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے مرشد پاک حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ایک امیر کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اجازت کے لئے بھیجا تو انہوں نے اجازت دے دی۔

چنانچہ چند روز بعد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے تین دن کی مسافت پر موجود پانی پت پہنچے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور نہایت ہی شفقت و محبت سے پیش آئے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے علاؤ الدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحائف خدمت میں پیش کئے تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خسرو (رحمۃ اللہ علیہ)! اگر خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ درمیان میں نہ ہوتے تو میں یہ تحفے ہرگز قبول نہ کرتا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر مدارت کی اور ان سے کلام سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یہ غزل سنائی:

Marfat.com

اے کہ گوئی ہیچ مشکل چون فراق یار نیست
گر امید وصل باشد ہم چناں دشوار نیست

اسی نشست میں حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غزل سنائی:

ویہیم خسروان بر ما لعل استراست
خسرو کسے کہ خلقت تجرید برسراست

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ پر یہ غزل سنتے ہی رقت طاری ہوگئی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ عزیزم کچھ سمجھ آئی؟ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! اسی بات کا تو رونا ہے کہ سمجھ نہیں آئی۔

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قیام پانی پت کے زمانہ میں شمس الاولیاء حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد تاج الاولیاء حضرت خواجہ علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہاں آکر قیام پذیر ہوئے۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ترکستان کے سادات میں سے تھے اور حضرت خواجہ احمد لیوئی کے فرزند تھے جن کا سلسلہ نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ علوم نقلی و عقلی کی تعلیم پانے کے بعد علم سلوک کی جانب مائل ہوئے اور ماورالنہرا کے بہت سے بزرگوں کی صحبت میں رہے مگر جب کہیں تشنگی نہ بجھی تو مرشد کامل کی طلب میں ہندوستان کی طرف چل کھڑے ہوئے ملتان پہنچ کر فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تربیت پانے کے بعد وہاں سے باباصاحب کی ہدایت کے مطابق کلیر شریف پہنچے جہاں حضرت شیخ علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

"شمس الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! تو مرا فرزندی از حق سبحانہ تعالیٰ خواستہ ام
کہ ایں سلسلہ ما از تو جاری باشد و تا قیامت برپا ماند"

اور اپنی چہارتر کی کلاہ ان کے سر پر رکھ دی اور گیارہ سال تک پیر دست گیر کی

Marfat.com

خدمت میں اپنے مرشد کو اپنے ہاتھوں سے نہلاتے' وضو کراتے' ان کے لئے جنگلوں سے لکڑیاں لا لا کر کھانا پکاتے اور خود فقر و فاقہ سے مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہتے مرشد سے علوم سینہ کی تحصیل کے بعد پانی پت میں قیام کرنے کا حکم ملا لیکن روحانی طور سے اس مقام کا بار اٹھانے کی اپنے اندر صلاحیت نہیں پائی اس لئے مرشد کی اجازت سے مزدوری کی طرف متوجہ ہو گئے اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا دور حکومت تھا دہلی آ کر اس کی فوج میں سواروں کے زمرہ میں شامل ہو گئے کچھ دنوں میں ان کے پاس کافی دولت آ گئی لیکن امارت کی کسی شے سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا شب و روز ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اس سلسلہ میں قلعہ امیر کی فتح کی کرامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے مشہور کرامت ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں غیاث الدین بلبن کے دور میں ظہور پذیر ہوئی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا باکمال درویش اور ولی ہونے کا راز کھلا جس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کی ملازمت چھوڑ کر سیر و سیاحت اختیار کی اور پھر کئی سال بعد بحکم مرشد پانی پت تشریف لے آئے۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پانی پت جانے کا حکم ہوا تو حضرت علاؤ الدین مخدوم الدین صابر کلیر رحمۃ اللہ علیہ سے ملا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ چونکہ حضرت مخدوم کی ولایت دائمی ہے بندہ کا ارادہ یہ تھا کہ ساری عمر آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کرتا لیکن اب فرمان ہوا ہے کہ پانی پت جاؤ وہاں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کس قسم کی صحبت رہے مخدوم علاؤ الدین نے فرمایا فکر مت کرو کہ ان کا وقت آخر ہے تمہارے پہنچتے ہی وہ وہاں سے چلے جائیں گے اس فرمان پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف بعد از وصال مخدوم حضرت علاؤ الدین صابر کلیر رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے اور پانی پت کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ پانی پت تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اشارۃً ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا اپنے خادم کے ہاتھ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ خادم کو دیکھ کر مسکرائے کیونکہ

Marfat.com

اس دودھ بھرے پیالہ میں ایک اشارۃً تھا کہ یہ شہر میری ولایت سے پر ہے اور یہاں کسی دوسرے کی گنجائش نہ ہے۔ اس بات کو شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گلاب کے چند پھول اور ان کی پتیاں پڑی ہوئی تھیں آپ نے دودھ بھرے پیالہ میں ایک گلاب کا پھول ڈال دیا اور پیالہ اسی خادم کے ہاتھ واپس بھیج دیا۔ خواجہ شمس الدین ترک نے خادم کے ہاتھ میں پیالہ اور اس میں گلاب کے ایک پھول کو دیکھ کر مسکرائے حاضرین مجلس بے حد متعجب ہوئے اور خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ سے اس معاملے کی وضاحت چاہی جس پر وہ یوں گویا ہوئے کہ۔ ہماری شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیالہ بھیجنے کی توجیہہ یہ تھی کہ یہ ملک میرے شیخ نے مجھ کو عطا کیا ہے جو مجھ سے پُر ہو گیا ہے شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں گلاب ڈال کر دودھ کا پیالہ واپس بھیج دیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ وہ میرے ملک ولایت سے کوئی تعلق نہ رکھیں گے اور یہاں اسی طرح رہیں گے جس طرح دودھ میں گلاب کا پھول ہے۔ جب یہی بات شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی جواب دیا چنانچہ دونوں صاحبان خدا کے درمیان آخر وقت تک اخلاص و محبت قائم رہا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اولاد سے محروم تھا۔ اس مرید کے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ مسئلہ بیان کرے مگر ہمت نہ پاتا۔ ایک روز اس مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں اور میری بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر آنا پسند فرمائیں گے۔ نیز میری بیوی یہ چاہتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ہمارے گھر تشریف لائے تو وہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوائے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرید کی طرف دیکھا اور دعوت قبول فرماتے ہوئے کہا کہ دیکھو! میں تمہارے گھر ضرور آؤں گا' دعوت بھی کھاؤں گا اور تمہاری بیوی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ مقررہ دن پر اس مرید کے گھر پہنچے تو مرید نے عرض کیا کہ حضور! میری بیوی اور میری بھی یہ خواہش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے

Marfat.com

لئے اولاد کی دُعا فرما دیں۔ اس دوران اس مرید کی بیوی کھانا تیار کرتی رہی اور جب وہ کھانا پکا چکی تو اس نے غسل کیا اور پاک صاف لباس زیب تن کیا اور اپنے ہاتھوں میں طشت و آفتابہ پکڑے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوانے کے لئے حاضر ہوئی۔ اس عورت کا حسن قیامت خیز تھا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس عورت کی طرف دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کا عالم طاری ہو گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ کھانے کا ہوش رہا نہ دُعا کا خیال آیا۔ بس ایک ہی فقرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر جاری تھا:

''بے عیب ذات اللہ کی! اللہ بس' باقی ہوس''

یہ حالت جذب و مستی اس قدر گہری طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چیز حتیٰ کہ نماز بھی ترک کر دی اور اپنی حالت میں ہی مست و بیگانہ ہو گئے۔

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ دہلی کو لڑکے کی بڑی تمنا تھی لیکن قدرت الٰہی کہ جب بھی اس کے حرم میں بچہ ہوتا لڑکی ہوتی' ایک مرتبہ سلطان نے قسم کھائی کہ اگر اب لڑکی ہوئی تو اس کو جان سے مار دے گا چنانچہ وہ کئی لڑکیاں ضائع کر چکا تھا۔ اتفاقاً پھر ایک حرم کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو حرم نے مامتا سے مجبور ہو کر لڑکی کو ایک مٹکے میں بند کر کے دریا کے کنارے جنگل میں رکھوا دیا اور بادشاہ سے کوئی بہانہ کر دیا۔ ایک دھوبی جنگل میں آیا تو اس کی نظر مٹکے پر پڑی اور وہ اس لڑکی کو گھر لے گیا اور اپنی بیٹی بنا کر پال لیا جب یہ لڑکی بارہ سال کی ہوئی تو سلطان غیاث الدین تغلق نے شکار کرتے ہوئے اس کو دیکھ لیا اور اس پر عاشق ہو گیا۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا لیکن بادشاہ جب بھی اس کے ساتھ ہم بستری کی خواہش کرتا' لڑکی کے خون جاری ہو جاتا بادشاہ نے حکیموں اور نجومیوں سے ہر چند اس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی آخر بادشاہ سب طرف سے مایوس ہو کر حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مقصد بیان کیا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' دو تین روز کے بعد آنا اس وقت جواب دوں گا'' بادشاہ کے جانے کے بعد مراقبہ کیا تو حقیقت احوال آپ رحمۃ اللہ علیہ پر

Marfat.com

منکشف ہو گئی جب بادشاہ دوبارہ حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''غیاث الدین! تیرے معاملے میں عجیب انکشاف ہوا ہے وہ لڑکی جس سے تو ہم بستری چاہتا ہے تیری بیوی نہیں ہے بلکہ تیری بیٹی ہے اس کو محض اس لئے خون آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس گناہ کبیرہ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا جا اور اپنی فلاح حرم سے اس بات کی تحقیق کر لے۔'' بادشاہ نے واقعہ کی تحقیق کی تو بالکل درست نکلا' بادشاہ خوف الٰہی سے کانپ گیا توبہ واستغفار کی۔ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کے حق میں دُعا کی اور خدا نے اس کو چار بیٹے عنایت کئے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے۔ جب وہ حضرت بو علی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچے تو انہیں ایک شیر نظر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کو دیکھ کر فرمایا:

''یہ عاشقانِ الٰہی کا مقام ہے تیرا اِدھر کچھ کام نہیں۔''

شیر نے یہ سنا تو حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی طرف بڑھ گیا۔ شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیر کے پیچھے پیچھے حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی جانب بڑھے۔ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جب قیام گاہ کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ مزید چار شیر حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے اندر موجود ہیں۔ یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو قدرے دہشت معلوم ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرا کر پیچھے کی جانب ہٹے۔ اسی دوران حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھا تو حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''تم ہمارے رازداروں میں سے ایک ہو۔ آؤ ہم تمہیں شیروں کا تماشا دکھائیں۔''

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے شیروں کی جانب دوبارہ دیکھا تو وہ آپس میں کھیل کود کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ چاروں

Marfat.com

شیر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں سے لپٹ گئے اور ان کے قدموں میں کھیلنے لگے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جلال الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ اللہ عزوجل کے عاشقوں کا مقام ہے۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر کیفیت جذب وسکر طاری رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی کئی دن اس حالت میں مستغرق رہتے تھے اور اپنے ظاہر کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہوش باقی نہ رہتی تھی۔ کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ کیفیت جذب وسکر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مغلوب ہوئے کہ کئی دنوں تک ظاہری ہوش نہ رہا۔ اس حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک بہت بڑھ گئی۔ پانی پت کے مفتی حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت زور دیا کہ اپنی ریش مبارک کو کٹوائیں اور اسی شرعی حالت میں لائیں۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت سکر طاری تھی اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی باتوں پر کچھ توجہ نہ دی اور اپنی حالت میں مست رہے۔

ایک دن تنگ آکر پانی پت کے مشہور مفتی، مفتی ضیاء الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قینچی منگوائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک کو پکڑ کر قینچی سے کاٹ کر شرعی حالت میں کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران خاموش بیٹھے رہے۔ جب مفتی ضیاء الدین واپس چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اے ریش! تو کتنی مبارک ہے جو دوبارہ شرعی حالت میں آگئی۔''

عمر کے آخری سالوں میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پت سے ہجرت کر کے بوڑھ کھیریا کے جنگل میں جو کہ کرنال شہر کے قریب واقع ہے منتقل ہو گئے یہاں وہ قاضیوں اور مفتیوں وعلماء کی تکالیف سے محفوظ ہو گئے اور ایک مدت تک یہیں قیام پذیر رہے۔

ایک روز پانی پت کے ایک عالم مولانا سراج الدین مکی نے حالت کشف میں دیکھا کہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ دار فانی سے رخصت ہو رہے ہیں اور انہوں

Marfat.com

نے وصیت کی ہے کہ مجھے پانی پت میں دفن کیا جائے۔ مولانا بیدار ہونے کے بعد اپنے عزیزوں کو لے کر کرنال پہنچے' آپ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مالک حقیقی کو پیارے ہو گئے۔

اہل کرنال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسد خاکی پانی پت بھیجنے کے لئے تیار نہ تھے انہوں نے حضرت کی نعش مبارک کو غسل دے کر کفن سے آراستہ کر دیا تھا مگر پانی پت والوں کا اصرار تھا کہ میّت کو پانی پت لے جانا نہایت ضروری ہے۔ کافی لے دے اور بحث ومباحثہ کے بعد کرنال والے اس بات پر رضا مند ہو گئے کہ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو پانی پت لے جانے کی اجازت دے دی جائے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کے باسی تھے یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پانی پت میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹ رمضان المبارک یا ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۴ ء ہجری بیان کیا جاتا ہے تاریخ وفات اس مصرعے سے نکلتی ہے۔

''شرف الدین ابدال''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۲۲ سال بتائی جاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات مختلف روایات کے مطابق پانی پت' کرنال' بڈھے کھیرے میں ہیں چنانچہ ان تینوں مقامات پر آئے دن ان کے معتقدین کا ہجوم رہتا ہے۔

پانی پت کا روضہ مبارک سنگ لرزاں سے تعمیر شدہ ہے اس پتھر کی خوبی یہ ہے کہ روضہ مبارک پر ہاتھ لگایا جائے تو روضہ شریف لرزنے لگتا ہے۔

روضہ مبارک پر شام کے وقت چاروں طرف سے برہنہ حالت میں مجذوب آجاتے ہیں سخت سردی کے عالم میں بھی وہ ساری رات اسی حالت میں روضہ مبارک کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں اور جونہی صبح ہوتی ہے وہ غائب ہو جاتے ہیں۔ اس مزار مبارک کو علاؤ الدین خلجی کے بیٹوں شادی خان اور خضر خان نے تعمیر کروایا جس کی توسیع بعد میں شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں رزق اللہ خان نے کروائی۔

Marfat.com

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی اپنے وقت کے بڑے کامل اور عارف بزرگ تھے چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ازحد قابل رشک مرتبہ نصب ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ قابل تقلید بھی ہے اور اس میں خدا کی عنایت و نوازش سامان بھی نظر آتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عراق ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے پانی پت اور اس کے آس پاس کے تمام علاقے مسلمان ہو گئے تھے جن میں راجپوتوں کی کثیر تعداد بھی شامل ہے۔

دراصل حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں قلندری مشرب کے عظیم ترین نمائندے تھے وہ نہایت صاحب جلال و جبروت بزرگ تھے استغناء کا یہ عالم تھا کہ دنیا و مافیہا کو خاطر میں نہ لاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت سے سطوت، تمکنت، وقار اور دبدبہ برستا تھا بڑے بڑے صاحب ہمت لوگوں کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی حتیٰ کہ شاہانِ وقت کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز و عقیدت رہی ہے۔

فرمودات:

- اللہ تعالیٰ عزوجل نے مال اور اولاد کو فتنہ کہا ہے۔
- عقبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک اور دنیا شیطان کی ملکیت ہے اس لئے حب دنیا سے بچو۔
- اللہ تعالیٰ عزوجل کو اہل محبت پسند ہیں وہ انہیں دوست رکھتا ہے۔
- خرقہ پہن لینا آسان ہے مگر اس کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔
- ایمان خدا کی محبت کا نام ہے۔
- اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے۔

Marfat.com

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت

پیر رومیؒ را رفیق راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت دلی عقیدت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کا ذکر جا بجا کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید قرار دیتے تھے اور ان کے افکار و اقوال سے بے حد متاثر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

چو رومیؒ در حرم دادم اذاں من
ازو آموختم اسرارِ جاں من
بہ دورِ فتنہ عصر کہن او
بہ دورِ فتنہ عصر رواں من

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ادوار کے درمیان اگرچہ کئی ادوار کا فرق ہے لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے مطالعہ کے بعد اس میں سے اپنے چند سوالات کے جوابات ڈھونڈے اور پھر انہیں نظم کی صورت میں ''پیر و مرید'' کے نام سے بالِ جبرئیل میں بیان کیا۔

Marfat.com

بگسل ز بے اصولاں مشنو فریب غولاں
کہ تو از شریف اصلی کہ تو از بلند جائے
تو بروح بے زوالی زور دنہ باجمالی
تو ازاں ذوالجلالی تو زپر تو خدائے
تو ہنوز ناپدیدی زجمال خود چہ دیدی
سحری چو آفتابی زدروں خود برائے
تو چنیں دریغے کہ مہے یزید طیغے
بدراں تو میغ تن راکہ مہی وخوش لقائے
تو چو باز پائے بستہ تن تو چوگندہ برپا
تو بجنگ خویش باید کہ گرہ ز پاکشائے

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک
نقش ہا بینی بروں از آب و خاک
صورتے بے صورتے بے حد و عیب
ز آئینہ دل تافت موسیٰ راز حبیب
گرچہ آں صورت نگنجد در فلک
نہ بہ عرش و فرش و دریا و سمک
زانکہ محدود است و معدود است ایں
آئینہ دل خود نباشد ایں چنیں
روزن دل گر کشادست و صفا
مے رسد بے واسطہ نورِ خدا

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

خویش را صافی کن از اوصاف خود
تا بہ بینی ذاتِ پاک صاف خود
بینی اندر دل علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا
بے صحیحین و احادیث و رواۃ
بلکہ اندر مشرب آبِ حیات
رومیاں آں صوفیانند اے پسر
نے ز تکرار و کتاب و نے ہنر
آں صفائی آئینہ وصف دل است
صورت بے منتہا را قابل است
تا ابد ہر نقش نو کاید بر او
بے حجابے می نماید روبرو

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

شاہدت گہ راست باشد گہ دروغ
مست گاہے از مے و گاہے زدوغ
دوغ خوردہ مستی پیدا کند
ہائے و ہوئے سرگرانی ہا کند
آن مرائی در صلوٰۃ و در صیام
می نماید جدوجہدے بس تمام
تا گماں آید کہ او مست ولاست
چوں حقیقت بنگری غرق ریاست
حاصل افعال برونی رہبر است
تا نشان باشد برآنچہ مضمر است
زاہبر گہ حق بود گاہے غلط
کہ گزیدہ باشد و گاہے سقط

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

گر توکل مے کنی درکار کن
کارکن پس تکیہ برجبار کن
گفت آرے ار توکل رہبر است
ایں سبب ہم سنت پیغمبر است
گفت پیغمبر بہ آوازِ بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو
از توکل در سبب کاہل مشو
در توکل کسب و جہد اولیٰ تر است
تا حبیب حق شوی ایں بہتر است

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کتابیات

۱۔ مثنوی مولانا روم از حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ کشف المحجوب از حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ فتوح الغیوب از حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مکاشفۃ القلوب از حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ قانونِ عشق از محمد انور رہتکی

۶۔ حکمت رومی از خلیفہ عبدالحکیم

۷۔ اقوالِ اولیاء از حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ قصص الاولیاء از محمد حبیب القادری

۹۔ حقیقت تصوف اور بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ از حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

ھماری چند دیگر مطبوعات

ناشر
اکبر بک سیلرز
نعیم سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7362022
Mob: 0300-4477371

Marfat.com